اگرد خواجہ وزیر۔

دیوان غافل۔ کلام سخنور ہمپایہ آتش و ناسخ۔

دیوان ذوق۔ از نتیجہ فکر سخنور عالی خیال سید ابراہیم علی ذوق۔

دیوان نیاز۔ از روشنی صافی طبع نازک پسند شاہ نیاز احمد بریلوی۔

دیوان شہیدی۔ مصنفہ کرامت علی خان۔

دیوان لطف۔ پاکیزہ دیوان غزلیات مع معراج نامہ محامد سرور کائنات مصنفہ حافظ لطف علیخان بریلوی۔

نعت حیدری۔ غزلیات تمام ردیفون مین از بہار نمائے طبع بلند مفتی غلام سرور لاہوری

دیوان غالب دہلوی۔ کئی مرتبہ بہ مختلف مقامات مین چھپا اور فروخت ہوا مگر ہنوز خواہش خریداران باقی ہے کیون نہ ہو یہ بڑے پایہ کا کلام ہے مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہے کہ جن کا مثل و نظیر نہین اب یہ مطبع ہذا مطبع نظامی سے نقل ہو کر طبع ہوا

دیوان فتاتی مسمی بہ مظہر عشق کلام استاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق

دیوان مخزن شوق۔ غزلیات ہم طرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ میر حیدر راے

میرزا حسنی تخلص بہ ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند۔

دیوان واسطی۔ نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ

دیوان ہشیار۔ مصنفہ کیول رام

دیوان صبا۔ از میر وزیر علی صبا۔

دیوان ضامن۔ از سید ضامن علیشاہ

دیوان خواجہ میر درد شاعر صاحب باطن

دیوان نواب علاء الدولہ۔ از سید محی الدین خان بہادر فقیر

مجمع الاشعار۔ غزل ہاے اردو و فارسی اساتذہ۔

چمنستان جوشش۔ دیوان نواب محمد حسین خان جوشش از فرزندان حافظ رحمت خان۔

گلدستہ امانت۔ جس مین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ

## کتب اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمہ اردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ۔

نکات احسانی۔ دو جلد مین ایک جلد مین نکات اردو کا بیان دوسرے مین نکات فارسی کا مصنفہ مولوی حکیم احسان علی

تاریخ طبع از نتیجۂ سبحان معانا
محمد رضا علی خان صاحب جامد شاہ آبادی

چھپا جو انجمن میں کل کلیات
کہ نامہ سخنوران کے دل کی ہے
از فلک مہ سے تاریخ کی
کہا کلمہ اب یہ کل نظم نادر چھپی

۱۳۲۳ ہجری

ست مین تیری ذات پاک کے | اوڑتے ہین ہوش حواس ادراک کے
...کھلے پرزے اوڑا پوشاک کے | پانون پھیلا تا بدامن چاک کے
...رلے سکتے نہین مجنون سے | کیا کمین کسے ہین کس سفاک کے
...گریبان آگ مین رکھدیجیے | موسم گل مین جو ہون بیباک کے
...نقش تو نسخے مین لکھا ہون [illegible] | لام ہے کاکل الف ہے ناک کے
...صید زگفتے موسم گل کی ہین | دلولے تیرے گریبان چاک کے
...صید گاہ عشق مین مردار ہے | صید ہو قابل نہین فتراک کے
...ست ہوکر جاینگے اے مغبچو | آگئے ہین بنت العنب کو تاک کے
...رے دیوا تو نسخے مین نلے کی ہین | آگ کی پریان ہین نشان خاک کے
...ڑونے والے گل زبنق کے ہین | کاٹنے والے چمن کی تاک کے
...بحر الفت مین بہار باغ ہے | بھولتے ہین دست و پا تیراک کے
...یشکر کی بورا ہے شیرین دہن | بھیگی ہے آگئے تری مسواک کے
...آفرین صد آفرین دست جنون | خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بیباک کے

تمت



حقیقی و مجازی خواجہ حیدر علی آتش تخلص ... یعنی ہر دو دیوان ... موسوم بہ کلیات آتش ... بنامی گرامی منشی نولکشور صاحب ... واقع شہر لکھنؤ ... باہتمام ... بماہ دسمبر ۱۸۷۱ع ...

طریق عشق مین ای دل عصا ہے آہ ہی شرط — کہین چڑھاؤ کسی جا اتار راہ مین ہی
طریق عشق کا سالک ہی وغلغلی زن — ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی
جگہ ہی رحم کی یلدا ایک ٹھوکر اسکو بھی — شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش — عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے — فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی
نجائمین آپ ابھی دوپہر کی گرمی کی — بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ — ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی
جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے — شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے — ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی
کوئی تو دوش سے بار سفر اتاریگا — ہزار راہزن امیدوار راہ مین ہی
مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے — خدا تو دوست ہی دشمن ہزار راہ مین ہی
بہت سی ٹھوکرین کھلوائیگا حسن انکا — بتون کا عشق نہین کوہسار راہ مین ہی
بلاے جان مسافر ہی خواب شیرین بھی — یہی وہ شہد ہی جو زہر مار راہ مین ہی
بتایہ کوچۂ قاتل کا سن رکھا ہی قصد — بجاے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہی
پیادہ پا ہون روان سوے کوچۂ قاتل — اجل مرے سر پہ سوار راہ مین ہی
چلا ہی تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک — خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہی
تھکین جو پانون تو چل سر کے بل ٹھہر آسترا — گل مراد ہی منزل مین خار راہ مین ہی

بس قلم صفحہ ہستی سے اٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اٹھ کھڑے ہوئے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے عشق کے ہوئے

نالوں سے میرے ہلگئے رنگیں ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلونکے کھڑے ہوئے

بے نشہ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پر اب تو ہیں ہم بھی اڑے ہوئے

ٹھیک آئی تن پہ لینے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

جو بچ گئے ہیں جنبش مژگان یار سے
ابرہ کے نیچے حشر میں ہونگے کھڑے ہوئے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہوں
سونے کی بیڑیوں میں ہوں ہیرے جڑے ہوئے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل میں پھپھولے پڑے ہوئے

کشتوں کی طرح زیست میں تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بیدم پڑے ہوئے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردنیں انکی ہاتھ میں انکے پڑے ہوئے

باتوں میں انکی ہوگئے عاشق غریب قتل
تلوار کی طرح جو وہ منہ کے کڑے ہوئے

روز وصال آنکھوں کو اپنی دکھائیگا
روز شب فراق کے پیچھے جھبڑے ہوئے

ساقی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہیں میکدہ میں ہم گڑے ہوئے

اب پاؤں رکھکے وہ نہیں چلتے زمین پر
اک اک کڑے کے ساتھ ہیں دو دو چھڑے ہوئے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اس تل کا تیل ہیکے ہو چکنے گھڑے ہوئے

نہ فکر شعر ہی نہ وہ مضمون تلاشیاں
آتش سے تو نہیں کہیں خواجہ اڑے ہوئے

بہار گلستان کی ہر آمد آمد ‏— خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
تو جو نے تیری ہمارے مسیحا ‏— توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی ‏— تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان ‏— ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
تری کلک قدرت کی قربان انکھین ‏— دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی ‏— مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

ولہ

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے ‏— آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے
کبک کی آنکھون نے نظارہ کو ماشق کی ہر ‏— چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے
درد دل سے دم فنا ہوتا ہی ہاے رحم ہی ‏— جان جاتی ہی مری آؤ خدا کیواسطے
جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے ‏— ہلس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونون جانبون سے شرط ہی ‏— مین تمھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

ولہ

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی ‏— ٹھہر گیا جو کہین بوے آشنا آئی
بہار گل مین ہین یہ لوانے جامہ سے باہر ‏— پری کا بھیس ہی بدلے ہوئے بلا آئی
لیا جو بوسہ تو ہنسکریہ اُس صنم نے کہا ‏— خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی
شراب انکو پلا کر ہوئی پشیمانی ‏— وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی
فراق یار میں قیس نہیں معلوم کیا گذرے
بگولے کی طرح کس کس خوشی سے خاک اڑاتا ہے
سمجھتے ہیں مکر دل کی وہ کیا نافہم و ناداں ہیں
طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہیں سکتی
ہمیشہ فکر سے یاں عاشقانہ شعر ڈھلتے ہیں
تماشاگاہ ہستی میں عدم کا دھیان ہے سکو
صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہیں لگ چلتے
زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی
خیال آیا ہے آئینہ کا منہ ہمیں وہ دکھینگے
پھنسا دیتا ہے آئینہ کا منہ آئیں وہ دیکھینگے
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں

گریباں پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے
جو اشک آنکھوں سے آتا ہے سو پیمانہ آتا ہے
تلاش گنج میں جو سامنے ویرانہ آتا ہے
حضور شمع بے مطلب نہیں پروانہ آتا ہے
خیال آبرو سے ہمت مردانہ آتا ہے
زباں کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے
کیسے اس انجمن میں یا دخلوت خانہ آتا ہے
محبت ہی شرست اپنی نہیں یارانہ آتا ہے
کبھی شب سے ہمارے خواب میں بتخانہ آتا ہے
اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے
تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے
شکایت سے نہیں واقف نہیں شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہیں آتش
مقام آشنا ہے یاں نہیں بیگانہ آتا ہے

جاں بخش لب کے عشق میں ایذا اٹھائیے
قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہیں
ایکی بہار میں جو ہمیں لیچلے جنوں

بیمار ہو کے ناز مسیحا اٹھائیے
آنکھیں تو سوئے عالم بالا اٹھائیے
چن چن کے داغ لالۂ صحرا اٹھائیے

کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہی — نقاب کی جو تجلّی مشہور جانے دو
دمِ اخیر تصوّر بندھا ترے رخ کا — طرف کو کعبہ کی کروٹ مجھے تو نا دو
لڑانے آئے تھے آنکھیں غزال چین ختن — شکست اُنکو تری چشم سرمہ سانے دو
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا — تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا
مجال کیا کوئی سودا زدہ جو دم مارے — گلو مین پھانسی ہی اُسکا گل رسانے دو
یہ جا بادیکھیے دونون مین چھپا ہی کون — ہمارے خون کی رغبت انھین حنا نے دو
نقیر ہوکے جو تجھپر سوا ہی اے شہ حسن — جگہ ہی سایہ مین اپنے اسے ہمانے دو
کیا ہی عشق نے بالائے یار کے بیخود — پری کے سایہ کی ایذا ہی اُسکو بلانے دو
رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے — صدائے قافلۂ اشک مین درانے دو
وہ بحر حسن ہی کس لہر مین رہا کرتا — خبر کچھ اُسکی نہ لا کر اک آشنا نے دو
مریض عشق کو ہی مرگ زیست سے اولی — گلے کو کاٹیے صحت اگر دوانے دو
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کے شاکر — دعا نہ اُس شہ خوبان کو کس گدانے دو

عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہی کس لالہ گون قبانے دی

یا علی کہکر بت پندار توڑا چاہیے — نفس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے
تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے — طفل طبعون کے لیے مٹی کا گھوڑا چاہیے
زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے — جب بلا کا سامنا ہو منھ نہ موڑا چاہیے

۲۵۰

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا ہون
خوش رو سے خوش جمال سے خوش اختلاط سے

کیا کیا کے زخم کرتے ہین تیغوں کی طرح زیر
بسمل تمہاری تیغ کے کس کس نشاط سے

خواہان مرگ ہی جدائی مین یار کے
بیزار روح جسم کے ہی ارتباط سے

انجام ہو بخیر تو یا نعمت کا آشنا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

رندے وہی ہین جو کہ ہین ہم پیر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین عمر بھر سے ہوے

مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوے

اللہ رے صفائے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوے

دو دن سے پانون جو نہین اٹھا یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوے

ان ابروون کے حلقہ مین آنکھین نہین
دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے

بعد فنا بھی آئیگی مجھ مست کو نہ نیند
ہے حسرت خم لحد مین سرہانے دھرے ہوے

نکلین جو اشک بے اثر آنکھون سے کیا سبب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزارون مرے ہوے

لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب
رائج رہی وہی کہ جو سکے کھرے ہوے

الٹا صفون کو تیغ نے ابروے یار کی
تیر مژہ سے در ہم و بر ہم پڑے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریاے عشق مین
کودے جو ایکی ہم تو ورے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین ہے ہم مرے ہوے
جوش جنون نے زرہ کیا جیب کے ہوے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دریا جو وُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دل ہمارا
یادش بخیر ذکر رود وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مستی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یاں خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
کمر تکیہ کو قبر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر و محبت سے
علاقہ اس سے ممکن ہو تو بے سرکار بہتر ہے

غبار دیکھ کر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہیں
ہم ہونچے تو اسکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہیں عاشق لوگ اکثر پیار یوسف
ہمارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صدا حسبت یہی شا صبح نوروزی دہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابرو خمدار بہتر ہے

سنا ہے شیا جو زبان سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیریں کے بوسے لینے میں تکرار بہتر ہے

نگاہیں محروم دیدہ کو جو دو یہ سمجھاتی ہیں
ملے لونے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار بی خزاں ایسی نہیں کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگیں دے تو بے گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے ذوق آزادان عالم پر
جہاں کے تندرستوں سے ترا بیمار بہتر ہے

رہے جاتے ہیں عاشق نیم جان کیا قہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا کبک کیا شوخی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

داغ کھانے نے فرہ ایسا دیا ہی عشق میں
دوڑتی ہو روح اُس جسم کے شریں داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر
داغ جب جہل میں لگا عین شجر میں داغ ہی

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہی
رت بدلتی ہو کوئی دن میں ہوا پھرتی ہی

خال مشکین کو ترے کرتے ہیں فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤں کے گرد بلا پھرتی ہی

خاک چھنوا رہی ہی کوچہ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خرابی قضا پھرتی ہی

کج نگہ تونے توکی ہمسے کہو رکھتے ہیں
آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہی

ملتجی جو تری درگاہ کے ہیں ای محبوب
پہنے تشریف قبول انکی دعا پھرتی ہی

نشہ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا
ٹھوکریں کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہی

قتل کس کسکو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی انکے حنا پھرتی ہی

پانؤن تک یار کے پہونچیگی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہی

وہ جنون خیز ہی وہ مایہ سودا ہی وہ زلف
دیکھتی ہی جو پری برہنہ پا پھرتی ہی

اپنے جامے سے ہوئے ہیں مینکش مفلس باہر
رہن ہر لی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہی

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں
یہ بلا وہ نہیں آتش جو بلا پھرتی ہی

آئی ہی عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے قربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بتکدہ میں ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

رنگ نے دو چشم ترسے کیجیے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہیں وحشی مزاجی ہر سو ہو
ان سیہ چشموں کو جو پہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سراے یار کہتے ہیں فقیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہی
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہی

حسن مین تیرے کوئی عیب نہین
تج مین دنگ رہا کرتا ہی

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہی

محتسب کو ترے مستانون سے
خوف سر جنگ رہا کرتا ہی

دل مرا اس کے محبت کی شراب
نشہ مین منگ رہا کرتا ہی

عار سی عار ہی مجھ مجنون کو
ننگ سے ننگ رہا کرتا ہی

جوہر تیغ دکھاتا ہی حسن
عشق چو رنگ رہا کرتا ہی

گفتنی حال نہین ہی اپنا
کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہی

حلب رخ مین ترے خالون سے
لشکر زنگ رہا کرتا ہی

منزل گور کے دیوانون کے
سینہ پر سنگ رہا کرتا ہی

عالم وجد ترے مستون کو
بے دف و چنگ رہا کرتا ہی

فندق دست صنم سے نادم
گل اور رنگ رہا کرتا ہی

کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین
مشتاق جو سے آب ہی جو تشنہ کام ہی

زیبندہ چشم یار مین سرخی ہی نشہ کی
کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہی

اک سجدۂ نیاز مین ہی فرش عشق وا
مین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہی

ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے
کم ہمنفس پڑے تو برق کا قصہ تمام ہی

رہتے ہین جبہہ سا جو ترے آستان پر
آنکھون مین انکی پست بلندی بام ہی

خونریز ہی نقاب رخ یار سے کھلا
جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہی

بے معنی ہین وہ عشق کہ جسمین کشش نہین
دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہی

نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین
چھلکے تو کیا بعید ہی لبریز جام ہی

سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہی دل
قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہی

جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو
قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہی

رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین جو روح
پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہی

کیا کیا شگوفے چھوڑتے رہتے ہین رات بھر
صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہی

دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی
محمود کا ایاز سا خوشتر و غلام ہی

اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہی

مہندی ہمارے قتل کی خاطر ہی لگ رہی
خون حنا کا ہمسے انھین انتقام ہی

معشوق ہی نہین جو نہ دیدہ خلاف ہو
چاہے جو تجھسے تنگی عہد تمام ہی

خلخال پائے یار سے آتی ہی یہ صدا
مردے سے لیجئے وہ جو زندہ کا کام ہی

[illegible]

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
بازار دہر مین نہ ہی جنس دل پسند
نالون نے اپنی آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
تم سیر کرکے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی ضد مین

دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لیچلے
سودا ے خواب فتنۂ بیدار لیچلے
جلاد اپنے ساتھ گنہگار لیچلے
بازار آکے رونق بازار لیچلے
دل مین غبار کا فرد بیدار لیچلے

آتش جرس کے نالون کی کچھ ہو نہ احتیاج
ہمکو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی کا مشکل ہے
ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
پھرایا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
بہت سی دیکھین ہین جمدار ہمنے تلوارین
وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
کمر سے بڑھ چلے گیسوے یار قہر کیا
ولایتی بھی حسینون کو ہمنے دیکھ لیا
کبھو نہ نکلیگے ہم نہ ہزار آپ ہمنے منھ پھیرا
جلا کیا کرین آئینہ ساز آئینے

نگین کو نام سے تیری جدائی کب مشکل ہے
تیونکی تیری طرح سے خدائی مشکل ہے
خفا نہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے
تمھاری ابروون کی کج ادائی مشکل ہے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے
نقش تری ہی کہان میرزائی مشکل ہے
تمھین ہے سہل ہمین بیوفائی مشکل ہے
صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے

ورد زبان جناب محمد کا نام ہے
قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہے
مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے
کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے
حق ہے جو موشگافت کا رنگین کلام ہے
دیکھا کمر کو یار کے نازک مقام ہے
اک حال پر کبھی نہین اسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے



[illegible]

## ولہ

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو — لالہ سمجھتا ہی دل داغ نمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے — ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر یار کا بوسہ لین کیونکر نہ لون — کوئی نہین چھوڑتا جلوۂ بیبود کو

پردۂ غفلت اُٹھا پیش نظر یار ہی — دیر و حرم مین نکا ڈھونڈھتے موجود کو

سجدہ کے انکار سے فوق نہ ہوجائیگا — خاکی مقبول پر ناری مردود کو

صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی — ایک شرارہ ہی بس تو وہ بارود کو

سینہ بے معرفت حلقہ مین بیٹے نہین — رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو

صاحب اقبال کو خوب ہی زیبا تھا — آنکھ خدا نے ہی دی کوکب مسعود کو

طائر دل ہوگیا بستہ زلف ایاز — بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو

خاک سے بھر لے آئی چاہ جو بے آب ہو — آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو

جھاڑ دیے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے — خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو

یاد الٰہی مین جو نعرہ یاہو کیا — بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے حیف دلکو جلا ہر وصل — داغ کے اچھا کر اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان — سامنے آئے تو دے منزل مقصود کو

## ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہوکیا غبار کچھ — سُنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

ردیف واو

رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہیں گیسو ترا — شام کا قصہ نہیں رہتا سحر پر اندنون
بانس لگوا تا ہو اگر جائے وہ بالا بلند — سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر اندنون
سرخ کندن سے ہو رکھتا نشہ می رنگ یار — رطب مرجاتے ہیں اس سمبر پر اندنون
عشق دندان نے نہایت کر دیا ہی ناتوان — دور کی نیت ہی مجنون گھر بدر اندنون
کوٹ کر ہی زور سودا ہو پری نے بھر دیا — وہ بھی چڑھتا نہیں اپنی نظر پر اندنون
متصل عاشق روانہ ہوتے ہیں سوئے عدم — ہاتھ دکھے پھرتے ہیں وہ بھی کمر پر اندنون
کون اس محبوب کو لکھتا نہیں حال لات شوق — نامہ بر رہتی ہو خطون کے نامہ بر پر اندنون
موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہیں — آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر اندنون
کون فصل گل میں اے آتش نہیں پیتا شراب — بھیڑ سی ہو پھر میخانہ کے در پر اندنون
بہار لالہ و گل سے لگی ہو آگ گلشن میں — گریبان پھاڑ کر چل بیٹھے سحر اگے دامن میں
چلے تو سیر کو ہیں آپ تی ہلکے گلشن میں — اشارے کیسے کیسے ہونگے ناز و ادا سوسن میں
خزاں میں بلبلوں سے کیسے بحث نالہ گلشن میں — شراکت کیجیے ماتم زدوں کی چلکے شیون میں
لگائی آگ بجلی کی چمک ہی خانہ تن میں — برستا مینہ نہیں بے یار خاک اڑتی ہوا وطن میں
یہ سودا ہے شہادت ہی ہمارے سر کو اے قاتل — تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہو گردن میں
سنا ہی عاشقوں سے برق وش بھی نام جو اپنا — تماشا دیکھتے ہیں وہ لگا کر آگ خرمن میں
زبان چشم کا اس گل کے دھوکا کھا چکے عاشق — نہ بینائی ہی نرگس میں گویائی ہو سوسن میں
نہیں وزن جو قصر یار میں پروا نہیں ہمکو — لگا دو شوخ رخنہ کرتی ہو دیوار آہن میں

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آتی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ دل اتنا جھوجھ
قصد کیجئے نہ اڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہی عشرت کا سرانجام کرین
شیشۂ لبریز نشے ہوش ربا جام کرین

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کرین

مھر کن دیکھ کے کہتے ہین مجھے ای محبوب
وہ نگینے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہی دیوار کا سایہ کافی
ہوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بیت کا ذکر کرین

بیوفا ہوتی ہی معشوق کی ذات ہی خوب
چاہ کر تجھسے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تب ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین

دو پہر گرمیونکی رفع غضے گذرے کیا خوب
ساتھ لیکر ہمین خمخانہ مین آرام کرین

نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہی
آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین

زلف کو پھندے مین ان گیسوؤنکے پھنسانا تھا
جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین

کیونکر ان گیسوؤنسے جان بچے ای دل
جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین

یہی ای کعبۂ مقصود تمنا ہی ہمین
سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین

حسن نے جو دنون کے چاند سی صورت دی ہی
کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کرین

غیر آتا ای ہی ہمین بوسہ کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین

دُعامین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہی — ولا دے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین
قبائے یار کو دستے کے ٹکنے نے ہی چمکایا — جگہ طرہ کو بھی دے پشتی دستار پہلو مین
بھولا دین شاخ گل پر چہچہون کو تیرے اے بلبل — ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین
پڑی سی شکل اُنھون نے آئینہ مین جب سے دیکھی ہی — لگائے رکھتے ہین پروانے بھی دو چار پہلو مین
اُڑا دیتا ہی بیتابی دل سے تکیۂ پہلو — فراق یار مین بیٹھا ہی کیا مختار پہلو مین

## ولہ

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین — کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین
پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین لیجے — سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
ہاتھ ملتا ہون جو مین تیکھ کے سینہ کا ابھار — کہتے ہین توڑ لیے جسکو وہ یہ نارنج نہین
تم خفا ہمسے ہو ہم تمسے نہین آزردہ — ہمسے ہی رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین
دل سے آتی ہی محبت کے جو یہ مین صدا — جان پر کھیلنے والون کو تشویش و رنج نہین
غزل خواجہ ہی مطلب کو بہم پہونچی اے آتش — نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائچے سے ہون اُس گلبدن کے پاؤن — پھرین چھری نہ پچہ نعماب نبکے پاؤن
ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم — اندر کفن کے سر ہون نہ اندر کفن کے پاؤن
یک سالہ راہ سے ہی چلی آئی باغ مین — شبنم دھولا رہی ہی بہار چمن کے پاؤن
بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین — کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن
کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم — ہر چند سوج سوج گئے ہون لاکھ من کے پاؤن

مضمون لبستہ آئینہ سراپائے یار کے | ہو جائے اس علاقہ میں اپنا محل تمام
داغوں سے بھر چکا نہیں سینہ مرا ہنوز | روشن نہیں ہوئے ہیں ابھی یہ کنول تمام
ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو | آئے نہ پاس تو کہ ہو عمر اجل تمام
آتش قدم وہ ہوں در ٹھوکر جو کھا گئے | پتھر ہوں نرم ہو کے روئی کے پہل تمام
شیریں شکر سی جان گئی سودا سے خال یار | تلخی کے جانے نے کیا یہ عسل تمام
شانہ کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے | ناخن سے زلف یار کے عقدے ہوں حل تمام
کیونکر کریں نہ ناز وہ حسن و جمال پر | کبر و غرور رکھتے ہیں اہل دول تمام
عالم کے دل لبھاتے ہیں خال رخ حبیب | سمجھے ہیں اپنے حصہ میں بھنورے کنول تمام
آنکھوں میں جان حسرت دیدار لائی ہے | آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجل تمام
کہتا ہے شکوہ حالت دل روز وصل یار | فرقت کی شب میں ہوگی تمہاری غزل تمام
دوڑائے راہ تخت محبت میں پانو نکو | ایسا نہ تھکائیے کہ بدن ہوئے شل تمام
ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین | سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
دل کو لگا ہے روگ محبت کا بے طرح | جان آج بچ گئی تو یقین ہو کہ کل تمام
حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا | کرتی ہے عشقباز کو بیت و لعل تمام
سیب ذقن سو لکھائے جیسے وہ مسیح وقت | صورت سے اسکی ہوگئیں باغی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اسے زمین شعر
گنج نہاں ہیں جتنے کہ تجھ میں اگل تمام

ردیف نون

جو دیکھے بہار چنستان کو وہ رشک
ٹھیک آئین تو پہنیں ترے کشتو کی کفن پھول

آنکھوں کو نہ دکھلائیں ترے غنچۂ صورت
صاف مانی جبیں کی کرین چین و شکن پھول

بیوجہ یہ انکار ہم آغوشی کا کیا
کانٹا نہ تن اپنا ہو نہ انکا ہو بدن کیوں

قرآنی کے عوض لکھلے یہ مصرع مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کئے ہین کہ اہل سخن قبول

محبت کوڑیوں کے ہوا گر مول
بنی آدم نہ نے یہ درد سر مول

پسند دل ہوا ہی حسن صورت
فلک بیچے تو لیں شمس و قمر مول

تری زلفوں سا کالا ہو تو کم ہی
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول

ہوا صفت بندی ترکان سے ظاہر
لڑائی لیں وہ آنکھیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر مول

لب و دندان تمہارے بے بہا ہیں
نہیں رکھتے ہیں یہ لعل و گہر مول

وہ سودا ہی تری زلفوں کا جسکو
بلا ہی لیتے ہیں سر بیچ کر مول

بہادر تیغ چہرے پر ہیں کھاتے
ترے کالا جو منہ وہ بے سپر مول

اٹھائی آنکھ تمنے مر گئے ہم
ہماری جان کی تھی اک نظر مول

ملیں گی لیاں قیمت کے بدلے
نہ دیگا لیکے دل وہ مفت زر مول

لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا
لئے بیٹھے ہزاروں نیشکر مول

عجب دولت ہی یہ احسان اسسے
بشر کو بھی ہے لے لیتا قمر مول

سونگھا زلفوں کو پیچھے پہلے لیلے
جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول

جا نکلتا ہی جو بازار مین وہ شوخ مزاج — پھبتیان ہوتی ہین یوسف کے خریدارون پر

خاک چھنوائی ہی سودائے گلستان نے بہت — ایڑیان برسون ہی رگڑا کیے ہین جا رون پر

دل احباب کا دم بند ہی اُن زلفون مین — کیا تعدی ہی شکنجے کے گرفتارون پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہی آتش — قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

## ردیف زاے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز — ایجاد نئے ہوتے ہین شام و سحر انداز

موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمہارے — دم دوگے مسیحا کو یہی ہی اگر انداز

دیوانہ ہوا جسنے رخ یار کو دیکھا — رکھتا ہی پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق مین کب سے ہی نشانہ — لِلّٰہ اُڑا دے اسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر مین — ٹپکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز

مُنہ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم — دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہی دانتون کی صفا یار نے جب سے — موتی مری آنکھون کے کیے ہین نظر انداز

جانبر کوئی ہووےگا نہ دل تمسے لگا کر — جو ناز ہی آفت ہی قیامت ہی ہر انداز

واپس دل احباب کو لیلے کے ہو کرتے — یہ غمزہ نیا ہی یہ نہ تھا پیشتر انداز

گُل سُننے کو نالے ہمہ تن گوش ہی آتش — بلبل نے اُڑایا ہی تمھارا مگر انداز

## ردیف کاف فارسی

اک نک سے ایک ہی تماشا رنگ — دیدنی ہی جہان رنگا رنگ

۲۳۷

شہر خوبان مین ہین دو سیرے خطاب
عشق شور انگیز پیدا کیجیے
ساقی دے شیشہ و ساغر ہین سب
بہرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
آئینہ سے یہ آہین روشن ہوا
وصف چشم سرگین کیا کیجیے
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
باندھیے مضمون تو مضمون دہن

عاشق دل دادہ و شیداے یار
جلوہ گر ہی حسن شوق افزاے یار
خالی ہی یا دش بخیر اک جاے یار
اپنی آنکھون سے لگاؤن پاے یار
محو حیرت رہتے ہین نبیاے یار
دیکھتی ہی نرگس شہلاے یار
بے کلفت بہ داغ ہی سیماے یار
کیجیے پیدا تو ناپیدا ے یار

خود کشی بیوجہ آتش کی نہین
یہ بھی ہی میری طرح جو یاے یار

دکھاے حسن کی اپنے جسے کریا ر بہار
ظہور داغ محبت ہی یون ہر دل سے
فراق یار مبدل وصال سے ہو دے
چمن کی سیر مین محبت کو دلاتی ہی یاد
شباب کا ترے اے یار رنگ لاکے ہوئی
شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہی یہ صدا
پیادہ پا ہو دن پری کی تلاش مین پھرا

یہ عشق ہو کہ نکارا کرے بہار بہار
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار
دکھاکے آتش گل آب خوشگوار بہار
بلاے عالم و آشوب روزگار بہار
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار
جنون کو رکھتی ہی سر پر ترے سوار بہار

مول اک نگاہ ہی جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آسکے خریدار کی پسند

ہی قصر یار خوب ہو پیشے کی واسطے
مٹی بھری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن ادا ہیں یار ہی
سکہ کھرا ہی کیوں نہو بازار کی پسند

ہوتا ہی صبر فرقت جاناں میں ناگوار
کڑوی دوا نہیں دل بیمار کی پسند

حسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہی
افشاں ہوا ہی یار کے رخسار کی پسند

قاضی نے حکم قتل دیا تو کہونگا میں
جلاد خوب یار ہی گنہگار کی پسند

سودے میں اسکے شیخ و برہمن میں ایک
وہ دلربا ہی کافر و دیندار کی پسند

مردود نیک و بد چمن دہر میں رہے
مقبول گل ہوے تو ہمی خار کی پسند

جن جن کے عاشقوں کو ملاتی ہی خاک میں
چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند

دل خانۂ خدا جو سنا تو یقین ہوا
وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند

محو تصور رخ رنگین یار ہیں
آنکھوں کو اپنی سیر ہو گلزار کی پسند

ایسی جامہ زیب سیر چمن کو گیا جو تو
گل نے قبا تو لالے نے دستار کی پسند

کس کو ہی عشق حسن خداداد سے ہوا
یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند

ذرے ہماری خاک کے برباد تو کرے
ہونگے کسی تو روزن دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکھے ابھی سے جو ہاتھ آئے
بنت العنب ہی آتش میخوار کی پسند

## ردیف دال ہندی

بو دے سیکھی رستان میں مجکو ایذا ٹھنڈ
لپٹا کے سوئیگا وہ گل رنگ پیا ٹھنڈ

ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے
اُتارے پردے اُڑا کر بہار میں اپکی
نگاہ اپنی ہے وابستگی کے سودے میں
نگین اپنے سما ئین ہر ایک حسین
ہوا ہے جب سے کرسا ئین یار کا سودا
ہوئی ہے نا زدل میں ہو روشنی منظور
گنا و عشق کا جب سے کرم تکسب ل ہے
نہ بود رکھنے کے لاہکو خاک مین اپ قربت
خیال یار کا رہنے لگا ہے انمین بھی
نہ طفل مین نہ ذرا محو حسن صورت ہو

نہ چھین حسن ہے تو جو ہے وہ پر ذر پسند
برہنگی کی تمنا ہے جو ہیں عور پسند
میسر دن کی پچھرا سین مین منظور پسند
پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند
زیادہ تر ہے ہر شہرکو بلبل پسند
کیا ہے آنکھون نے انجنہ چراغ طور پسند
زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند
شنا نہین ہے خدا کو نہین غرور پسند
ہوا ہے دلکو بھی آنکھون کی طرح نور پسند
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچنا آتش
کرین جو آپ اسے بے حرف و بے قصور پسند

رتبہ رکھتے ہین تیرے ابرو سے خمدار بلند
کیا کہون کتے ہین مضمون قد یار بلند
دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
گوش گل تک ہو قفس سے جو رسائی ہے
ایک سر جنبش مین ندا سے دھاد و نگا

طاق کعبہ سے ہین ابروی خوشی کا ر بلند
سرو شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند
رکھتے ہین دست دعا کا فرودنیدار بلند
تری آواز ہوا ہے مرغ گرفتار بلند
محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند

...یرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
بلنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

...فقا ہی جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

...یرین اداییون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

...صلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش
عیش ونشاط کرتا ہی انکا عتاب تلخ

...افل نہو مرے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

## ردیف دال مہملہ

...روغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہو وے سارا چاند

...تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
لو ادھر و بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

...نقاب الٹ کے رخ رشک ماہ کھلا دو
اندھیری رات مین ہو ایک تارے کا چاند

...ہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرّہ
نشاط و عیش مین گذرا ابھی نہ سارا چاند

...ہی ہی خوب جسے جو پسند خاطر ہی
نگاہ کبک مین سورج سے ہی پیارا چاند

...لال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہرچند
نکر سکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند

...شراب پیکے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائیگا خورشید کا تمھارا چاند

...فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہی مہر جہانتاب ناگوارا چاند

...مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہوا اڑ جاے بنکے تارا چاند

...تری غلامی کا دعوی ہی یار سکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہی آشکارا چاند

...زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

فراق یار مین دوران سرا ست دور شراب | لڑا کے شیشہ سے توڑون یہ ہو گر اے قدح
یہ جلوۂ سر و خورشید سے کھلا آتش | ہنوز باقی ہو دور فلک مین جا بے قدح

## ردیف خاے معجمہ

لگا دے پھر وہی ای گنج زر شاخ | ہوا ہو دست خالی بے ثمر شاخ
چمن کی سیر کو مے پی کے چلیے | بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
یہ خوش چشمون کے سو دے مین سکھا | ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ
قدم سے تیرے ای ابر کرامت | پھلے پھولے برابر خشک تر شاخ
قریبون کی جدائی کم الم سے | ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ
کھڑے سایہ تلے جھکے ہوے تم | نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
تماشا نخل ہر نخل توکل | ہر اک میوہ ہو رکھتی اپنی ہر شاخ
جوانی کو غنیمت جان غافل | ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
نہال حسن جو ہے نے کہا ہو | لگا لی جاتی ہو وان شاخ پر شاخ
سراے یار کی منقل مین جلتی | درخت عود کی ہوتی اگر شاخ
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جھکے | ہرے پن سے ہو مشتاق تر شاخ

مقدر مین اگر ہر میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بار ور شاخ

ہوا نہ حسن سے حال سیاہ جانا رخ | نظر سکا رخ کافر کو نور ایمان رخ

اُٹھائے عشق پیچاں کی طرح سے — گلستاں جہاں میں پیچ پر پیچ

ہنوز اُس زلف پیچاں کا جو سودا — سمجھ لے اپنی قسمت کا لکھا پیچ

جواب خط خبر دار ہی سے لانا — نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ

تری زلفوں کا دھوکا ہمکو دیگا — سہرا سر خم ہی سنبل سر بسر پیچ

نہیں دم باز ہم ہمکو نہ دم دے — کرے جو پیچ اے یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے

پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہ اُلفت میں نقد عمر کر خرچ — کہیں ہر چند ممسک تجکو زر خرچ

کہاں اب طاقت صبر و تحمل — یہ دولت ہو چکی ہی بیشتر خرچ

نہ کالے سانپ وہ گیسو ہیں جنکے — تماشے میں ہوئے ہیں گنج زر خرچ

نہیں ہے یار گیسو سی لچکتی — نزاکت کرتی ہے اُنکی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے — نہ حاتم نے کیا ہوا اس قدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ — ممنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جاں پر کھیلتے ہیں — ترا ہوتا ہی کیا اے سیم بر خرچ

جنون عشق ہی غارت گر ہوش — کرے کیا عقلمندی یا ہنر خرچ

رہا کرتی ہی فکر شعر گوئی — کیا کرتے ہیں ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر — یہ توشہ ہی یہ ہی بہر سفر خرچ

گوہر آبلہ ہوسے توستے چلے | لینگے والو انہیں خار صحرا لوٹ
کیا عجب جو وہ گیسوے سرہنگ | لین متاع دل اجالوٹ
جانتے ہین کہ فوج زنگی سے | نہین سیر دار بھیر لیتا لوٹ

کام ہر دون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ | نیند کا حیلہ نکر منہ کو نہ اے یار لپیٹ
شکل گل تونے جو پہنی ہے قبا اے محبوب | لالہ کی طرح سے بھی لیتی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا | دل کو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ
قتل پر میرے اٹھایا ہے جو بیڑا تونے | خوب کس کر کمر اے ترک جفاکار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کہا اسکو نکھلوا للہ | ساتھ آئینہ نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ
چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین | کبک و طاوس کو بھی اپنی دل زار لپیٹ
بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر | رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ
خط مشکین سے رخ یار کے اوپر کھلا | روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ
شان فرخ بھی دکھلا چکے قاتل مجکو | آتش خوش اندام کو اے جامہ گلنار لپیٹ
آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر | منہ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ
کجائی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل | خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ
یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش | جنس دل لے کوئی خوش رو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم فارسی

وہ عاشق ہون مرے آگے ہی آتا — بنا کر حُسن خوش اسلوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جاے — اگر دیکھین تری ایوب صورت
اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا — کبوتر کی ترا مکتوب صورت
سراپا زار تمسے جبکہ چاہیے — ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلاوین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہی معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات — بن گئی قند کی مٹھائی بات
دہن یار مین نہ آئی بات — شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا کیا بھوئیگی صبا — یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتاہ دہان یار کا تھا — حجتون نے مرے بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا — اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
نہ کسی کو کڑی ہی کہہ سکے — نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا — تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات
درد دل کہنے مین ہی کیا پس و پیش — کہی جاتی ہی مُنہ تک آئی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی — جب سُنائی نئی سُنائی بات
دم ہی چین جبین یار سے بند — کرنے دیتی نہین رکھائی بات
چشم پوشی ہی پھر اُن آنکھون کو — ہمنے بھی نہ یہ سمجھائی بات

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیل کی چالیں | ہر گام دکھاتی ہی رفتار عجب رد پ

کھجائیں تجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھیں تو دکھلائیں گل دخار عجب دپ

بل کھائینگے زصورت گیسوی یار سانپ | توڑے تڑپ تڑپ کے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہو نہیں سودائی دیکھتا | دو زلفین یار کی نظر آتے ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکو نہیں پیرہن | سودائے زلف یار مین ہو تار تار سانپ
افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر | دکھلا دیا وہ تشنے تجھے ہوا لدار سانپ
موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوئے | کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ
ہر عقدہ کا تعویذ زہر کی موذی ہو بال بال | کاکل ہر ایک یار کی کاٹے ہزار سانپ
دھوئین کے زلف یار کی پائے زسمیت | کف لاکے زہر اد گل کے ہوئے شرمسار سانپ
اس زلف مین ہو جیسے مراد اغدار دل | طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہو جو کچھ حال کیا کہوں | رہتا ہو رات دن مرے سر پر سوار سانپ
روئے صبح پر نہین لہرا رہی وہ زلف | نوبا کے یاسین کی ہو بے اختیار سانپ
موذی کو مارنا ہو قوی آسمان دون | ہوجاتا پا کرتا ہو یہ بدشعار سانپ
آتش پر شاعروں کا فقط اختراع ہی | رخسار گنج ہین تو گیسوے یار سانپ

## ردیف تائے قرشت

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت | ہو آج ہی ہونا ہو جو فردائے قیامت

اللہ نے دیا ہے رخ آتشیں تمھیں
ذرہ گرمیاں ہوں آج بسزاوار آفتاب

جلکر چمن میں پختہ کرو میوہ ہاے خام
ظاہر ہیں رخ سے آپکے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے لیے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سن لیتے ہیں مسیح سے اخبار آفتاب

میرے جہان کیا کرے دن کو غرض تمیز
شب کو ہمارے گھر میں ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمیں
وہ کام کیجیے کہ جو ہو کار آفتاب

بندھتی ہیں یار ٹکٹکیاں اب تری طرف
آتے ہیں دیکھنے تجھے نظار آفتاب

چوتھے فلک سے کم نہیں مستوں کو میکدہ
ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

ہنگام صبح تم بھی جو بالاے بام ہو
آنکھوں میں رہ دون کے ہو تکرار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
خواہاں ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب

اندھیر اپنی آنکھوں میں آتش ہے روشنی
بے روح یار داغ ہے رخسار آفتاب

---

روشنی اس رخ کی کرچکی ہے کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنے اس آتشیں رخسار کا اندھیر ہے
ہم کہے رکھتے ہیں آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب میں بس ہے اشتیاق روز وصل
رات بھر رہتی ہیں آنکھیں انتظار آفتاب

نقش کس دل میں نہیں رخسار روشن کا ترے
کون سا گھر ہے نہیں جس میں گذار آفتاب

منھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پر نور سے
کیجیے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب

مشک بو زلف کا ہو لطف رخ رنگین پر | سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہو مقصود شکار بلبل | مٹیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود | ہو کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنے تو کھلا | حال ہوتا ہی یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہو اگر چشمۂ حیوان وہ دہن | سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا

بوسہ بازی سے مرے ہوتی ہو ایذا انکو | منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین حیا سے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہو بہت یاد آتی | کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب اُلٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا | تنے کر لی ہو بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجکو ڈر ہو کہین طوق کمر یار نہون | حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا

بند کر دیگی تری برق جمال آنکھون کو | ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا

دیکھکر آئنہ بیزار نہو صورت سے | ہوتے ہین جوش جوانی مین تماشے پیدا

بندہ عالم نہین ہو سکنے کا بیدل جو بُت | بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن ہو ئی | رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا

ہر شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلیے | لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

غور ہو موسم سرما ہو قریب اے آتش | کیجیے ربط کسی مہر لقا سے پیدا

## ردیف باے موحدہ

ہر حال مین ہو اپنے مرا یار دلفریب | گفتار دلفریب ہو رفتار دلفریب

بسان پی مستی کو گردش ہو چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہیں ہو شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا تو کیا
یہی جو شرم پر آ جو بستہ ہو طرہ لنگوٹکا

سرائے یار مین پہونچینگے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہو اُسکی چوکھنڈ کا

کلاہ کج کا ہو طرہ قبا کی چسپان پر
جوان آج نہیں ہو تری سجاوٹ کا

نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہو جھوٹکا

اڑائی ہو ترے رنگین ادائیون نے نیند
عسس کے دل کو ہو مسہری کے چور کا کھٹکا

نہ بہول بیٹھیو بالائے سرو ای قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہو نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہیں ہین لہراتے
یہ منھ چڑھائے ہین گیسوے یار گھونگٹ کا

یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیگا ناف کو ٹکا

عجیب بہول بہلیان ہو غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہو بھٹکا

عجب نہیں ہو جو سودا ہو شعرگوئی سے
خراب کرتا ہو آتش زبان کا چٹکا

عزیز روح کے دم تک ہو قالب گل کا
خراب حال ہو بے مغز جب ہوا چھلکا

لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا

بہار آئی ہو دیوانے وجد کرتے ہین
سرود کی ہو صدا غلغلہ سلاسل کا

رخ صبیح کے خالون سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ ملا ہو سیاہ فلفل کا

عجب نہیں شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہون کیسے عزیز ہر دل کا

غمزے نئے اے سروگل اندام کیے جا
جو کام ہو معشوق کا وہ کام کیے جا

اے نرگس خودکام ملے خاک مین کوئی
تو بیدلی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ ہی اس رخ سے ہر رہا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دل احباب خود اڑ اڑ کے پھنسے ہین
اے زلف سیہ کشمکش دام سے جا

مژگان ہی اس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

رکھتا ہو اگر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آئے ہی گا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا

شفتالوے لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے
ملنے کا نہین تجھ سے طمع خام کیے جا

الٹی ہے مت انکی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحراے مغیلان کا گر مرحلہ آیا
پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا

استاد کمر باندھے ہوئے راہ مین ہم
لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

سودائے رہ گیسوے پیچان کا تمھارے
شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا

یاقوتی لب کی ترے اللہ ری تفریح
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پہ گلا آیا

اک دم نہ جدا ہوتے کبھی یا پہروں ہونا
کیا اسکا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر ای بت
کہسار کو ان نالون سے ہی زلزلہ آیا

قطع ہو جاویگی گام چند مین سختی راہ
خضر ہی جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا

نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تمنا دیوانون کو حاصل ہوگیا

گرد باتیری توجہ کے کرم سے بے نیاز
دولت حاتم سے مالامال سائل ہوگیا

شب کو دم دیکے لیجاتا ہی کو یار مین
مین تو تھا ہی تجہ سے بھی مرشد مراد ل ہوگیا

جنبش ابرو نے رکھ لی آبروے تیغ یار
نیم بسمل رہگیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہوگا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

قومی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین کبھی ہو وہی چہچہا گلستان کا

پھرا ہی ہمسے رخ اُس بادشاہ خوبانکا
کچھ اعتماد نہین ہی مزاج سلطان کا

اُن ابروؤن سے اشارہ ہی ہی مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہی چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندانکا

دکھائیگا اگر چہرۂ کتابی آپ
ثواب بخشے گا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہی دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہی جہان کا

قفس مین نالۂ بلبل سے یصدا ہی بلند
بہشت ہی جو تصور ہی گلستان کا

دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھونکو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب اُلٹکے دکھا یار چہرہ رنگین
کبھی تو کھولدے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفونمین گرہین ہی کرتی ہین کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہی مجھ پریشان کا

۲۲۳

کج رکھ نہ پا کو جا دل سے غافل
پھر اسنے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھینکی
عشق صنم میں اللہ بھولا

کور نے گرایا اسکو نظر سے
جو ذرہ تیری درگاہ بھولا

زلف رسا کو سمجھا جو افعی
چوکا وہ قصہ کوتاہ بھولا

دیکھے سے تیرا روے منور
ہم مہر بھولا ہمسم باہ بھولا

محروم رکھا ساقی نے ہمکو
اپنے گدا کو جسم جاہ بھولا

بتخانہ چھوڑا باز آئے بت سے
وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہوں خدا کے حضور کا
سجدہ کردن جو بت بھی ملے سنگ طور کا

دکھلا کے جلوہ آنکھوں نے اک شمع نور کا
گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا

موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا
آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا

شب کو خیال رہتا ہی اک شک طور کا
ظلمت میں دل عزا ماشی ہی نور کا

منہ کو چھپائے نہ درے قتل کے لیے
شمشیر بے نیام ہی پردہ حضور کا

کرتا ہی نغمہ صورت داود عندلیب
عالم ہوا ہی دفتر گل پر زبور کا

گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہیں ہنوز
کیا شکوہ آنکی زلف بلا کے قصور کا

کس کس کو خاک میں نہیں ملوایا آپ نے
کشتہ ہی کون کون تمہارے غرور کا

اک سال میں دس دن بھی جسے غم نہیں ہوتا
وہ شہر ہے جس میں کہ محرم نہیں ہوتا

سنبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا
یہ پیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا

کعبہ نہ بنا رخ یار کا عالم نہیں ہوتا
محراب میں اُن ابروؤں کا خم نہیں ہوتا

اک جام میں کھنچتا ہے طلسمات جہان کا
ہستی میں کسے مرتبہ جم نہیں ہوتا

نشتر کی طرح چھیڑتی رہتی ہیں وہ مژگان
کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا

تلوار کی موت اُسکے نصیبوں میں نہیں ہے
ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا

بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرۂ حسن
کہتے نہیں راز اُس سے جو محرم نہیں ہوتا

اک رشک مسیحا کے تصور میں ہے یہ حال
آنکھوں میں ہے جان اور قضا دم نہیں ہوتا

فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں روتا
اب سینہ زنی سے مرے ماتم نہیں ہوتا

پیدا کرے گو سو فرکی وہ جسم گدازی
زخم دل احباب کا مرہم نہیں ہوتا

آتی ہے یہی معرکۂ عشق سے آواز
یاں سر گشتہ نہو جو وہ مسلم نہیں ہوتا

کم موت کے آنے سے نہیں یار کا جانا
قالب میں جو ڈھونڈھو تو کہیں دم نہیں ہوتا

اُس زلف کی بو سونگھی ہے جس نے وہی جانے
افعی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا

مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے
وہ ملتفت نیر اعظم نہیں ہوتا

شیشے میں جو ہے روشنی بادۂ گلگون
فانوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا

ہے بیٹھ کے لٹتی دولت بیدار شب و روز
معشوقوں میں ایسا کوئی عالم نہیں ہوتا

زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہو کیونکر
یہ سلسلہ درہم و برہم نہیں ہوتا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

گو تھے حلقہ میں اُن نقشوں کے تھے اک نہ دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو چین نون
آشنا گردن سے اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جسمین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک سو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری مین جوانی تھی نہ اُسکے واسطے
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہان مین تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ مین عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے
واپسین دم تک تو مجھ سے بیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھا مین گئے
چھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کسکو حسن دلکش سے نہ تھا ایجان جان
فکر سے غافل ترے جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونو نکی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا

لیچلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی پری شیشہ ہی پری کا

انداز کہان یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل ولالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اڑائے
آنکھون سے دیا جام مے بے خبری کا

ہے تری شب کو چھری چلتی تھی ای غیرت حسن
جو ستارہ تھا سو وہ مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے حسن سے مضمون ڈھلتے فکر آتی ہے
ان نگینوں کو تراشا جسنے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی میں بندی تشبیہ میں نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لالہ خوش پوشاک تھا

آئینہ تاتھا تیرے ستون کیفر جیسے باغ میں
صاحب کیفیت اپنے مسلک میں تاک تھا

بوسہ گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگوں نسیم صبح سے چالاک تھا

مردم دیدہ ترا رو رو کے جب گرتے تھے گر
اشک جو تھا دانہ تسبیح خاک پاک تھا

یار اترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے بھر گیا جو بحر میں تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی میں ہرن
جوش وحشت میں غزالوں سے بھی میں چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا رشک
سنبل و گل اپنی آنکھوں میں خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا ای شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتہ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے جھلو کے تھے
غیرت صبح بہار اس آستین کا چاک تھا

جائے آب اس مست کو ملتی ہو انگوری شراب
اشتقاق تاک سے جو خوشہ عشق پاک تھا

حیرت دلاتا تھا تصور الابرو نکا میں
طفل اشک ایسا ایک مستغنی تریاک تھا

عالم تشبیہ میں کہتا صنوبر کسکو میں
یار کا بوٹا سا قد موزوں کیا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غول آنکھوں میں اپنی ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرا وحشت ناک تھا

جاکر قفس مین عاشق صیاد ہوگیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہوگیا

تو روشنی عالم ایجاد ہوگیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہوگیا

سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
موم ہماری آہ سے فولاد ہوگیا

حافظ رخ کتابی محبوب کے ہین ہم
یا احسن القصص ہمین یاد ہوگیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہوگیا

پھر آئے رنگ فتہ جو رخ پر عجب نہین
اکثر ہی چہرہ فنسری ضباد ہوگیا

وہ شب ہی کونسی کہ نہین لطف نوشہی
فکر سخن عروس مین داماد ہوگیا

زلفون کو رکھ کے مائے سودا ہوا وہ شوخ
دو ہرنگا کے یار پری زاد ہوگیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا

دکھلایا آ بہو نے چمن مین جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا

کم حکم شرع سے نہین سمائی حسن بھی
بیجرم منصور وہ جلاد ہوگیا

کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
مریخ چرخ کشتہ بیداد ہوگیا

سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا

رنگوایا بلبلون کے جو ہم نے بہار مین
گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی
جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہی جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا

۲۱۸

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اوچی سنکر
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجکو حرز بازو کی
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب فغان سنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کیسے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودا کے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید مجکو ہون ای نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے منھ اسکا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکے ترے رخ مین تیغ و بان سنتا

مجھے وہ روشنی خانہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا

جواب اُنکے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
کڑی مرے لیے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کیطرح
بتون کو چھیڑ کے وہ چار گالیان سنتا

ان ابروؤنکو مین شاعر بھی کہ رہی کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بال جو اسکو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار کو اے صبر دیر تو سہتا تھا
پچھاڑتا ہے یہ جسکو ہو پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دیکر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابرو خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہے جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

نہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

چلا تو بتکده کی سیر کو موذن ہر — ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہر صورت عاشق سے انکو وحشت ہو — فسون سرمہ نے ہر دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار — زبان کو دل نے نہ اذن بیان حال دیا

دکھا کے حسن زنخدان یار کا عالم — ہماری آنکھون نے دل کو کنوین مین ڈالدیا

شراب بر مین کیونکر بہین ای ساقی — ترے کرم سا ہی ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کیطرح لپٹی — قبا نے سانچے مین اندام یار ڈھال دیا

بنا یا جسبا تری پتلے کو دست قدرت نے — ہر ایک عضو بدن اسکو بے مثال دیا

مرید کرکے مجھے پیر عشق نے اپنا — مشاہدے کو ہر اک آئینہ جمال دیا

ہوا ہون اہل دل سکے داغ سے مین — جنون نے صدقۂ حسن پری جمال دیا

چلینگے باغ اگر ہمکو بھی مقدر نے — رفیق سیر چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک تو کل نے — زبان کو مزۂ لقمۂ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابرو یہ — چھپا ہے عید سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہو سامنے جب تیرے روے رنگین کے — صبا نے گل کو ہر آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہر وہ کہتا ہی چودھوین کا چاند — شباب حسن نے ہر یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی — تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی — صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے لبسے چکی ہوے بنا کے دانت — لبونکو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

فی الحقیقت تری زلفونکی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا

واہ ری پست و بلند رہ الفت ہمکین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا

خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش پر نقش محبت سا نہوگا کوئی
سیکڑون مہرۂ گل ہی مجھے ششدر ملتا

سامنا آنکھ اٹھا کر نہین نرگس کرتی
جھک کے اس سرو روان سے ہی صنوبر ملتا

دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اے صبر کہئے
صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روز ہے مسکین ہین فطرہ لیتے
خیر خم ہمکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا

لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین
زہر ہوکر ہی مجھے قند مکرر ملتا

بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے
خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہے منبر ملتا

ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
سیم بر یار جو کوئی عوض زر ملتا

نہ کیا تو نے تعین ہے مکان کا ورنہ
دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا

ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال اسپر
تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا

کیا سمجھکر اسے اخوان نے کنوئین مین پھینکا
خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا

نالۂ بلبل کا نہ سنتا یہ غضب آجاتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا

وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا
تنگ ہون گنبد گردون کا نہین در ملتا

اے پری شیفتہ ہوتے ترے حسن انسان
عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

شراب غلد کی خاطر دہن ہی رکھا صاف
شکستہ دل ہوا اُس بُت کے ناز سے کیونکر
بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی

وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
سلوک شیشہ سے ہر سنگ خارہ کیا کرتا
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
سیر برہنہ سر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامہ سے باہر ای آتش
نکرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تمیس ورسے مشتاق دید کا
موقع ہوا نہ اُس رخ روشن کی دید کا
افسانہ سُنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے
شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
حاضر ہی چاہیے جو کوئی نعمت فقیر کی
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین
حجت وہان یار مین کیونکر نہ کیجیے
لیتا ہی بوسہ دیکے وہ سیمین عذار دل
آرایش انکی قتل کرے ہمکو بے گناہ
بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
دل سمجھتے ہین عاشق بیتاب لیجیے

دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا
افسانہ ہی سنا کیے ہم صبح عید کا
مقصود ہی یہی مری گفت و شنید کا
محبوب ہی وہ ماہ قریب و بعید کا
شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا
پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
منظور ہی ثبوت جبین نا پدید کا
یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا
درکار مہندی گندھنے کو ہی خون شہید کا
گستاخ ہاتھ کام کرینگے کلید کا
قیمت وہ ہی جو مول ہو بال فرید کا

مجھ رند کو حلال ہی کوئی حرام ہو | پیر مغان کا حکم ہی اسمین جواز کا

آتش مگر نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا | آنکے اس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا
بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو | جسکو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا
موسم گل کی ہوا کرنے لگی نازیری | سکہ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا
ہوش اڑا ائے صورت آباد جہانکی دید نے | پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا
دل تصور کا ترے مسکن ہوا ای بحر حسن | بند جاذب عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا
جادہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین | تو نے جس جامے کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا
سچ ہی جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہی پیش | عشق کو بدنام کرکے حسن رسوا ہو گیا
اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو | کھیلنا لڑکون کا لڑکونکو تماشا ہو گیا
فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہی غبار | خاکساری سے ہمارا دل مصفا ہو گیا
تو جو آنکلا چمن کی سیر کو ای رشک حور | گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا
آنکھین جو کھلانے غزال آئے جو مجنونکو ترے | ایک تختہ نرگس شہلا کا صحرا ہو گیا
آگ پر رکھوا کے جلوا انا نہ تھا فرعون کو | نیجشانے سے بھی روشن دست موسی ہو گیا
خم کدے مین عالم طفلی کی کیفیت ملی | شیر دایہ میکشون کو خون بینا ہو گیا
تیغ سے وہ ابرو خمدار ہی خونریز تر | جوہر ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

دیکھیے کستے ہین کبتلک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہی تا چند اپنا

اسے پری مردہ ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خرد مند اپنا

کیا ملائےگا تو قمرتے تیرتے
زرد رو سیب ثمر قند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کسکو پیارا نہین فرزند اپنا

تیز رکھتا ہو وہ گل ہنس ہنسکر
ذوق ہی شہد شکر خند اپنا

سر کو سودا ہی کسی کاکل کا
دل ہو زنجیر کا پابند اپنا

شجر قدس ہین ہم عالم کا
اس چمن مین نہین پیوند اپنا

تیغ قاتل سے اثر نیکے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

تا صبا چھپ نہ لبن آپ بلبک کر
سر پھراتی ہی تری پسند اپنا

ورنہ بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح
پاس تمکو نہو سر چند اپنا

سر ترا ہمکو ہی مصحف کی جگہ
ہی یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہی یہ عشق
ہمکو زرتش دل خرسند اپنا

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا
طاؤس و کبک کہتے ہین فرق عجز و نیاز کا

لکھتا ہون وصف ان شعر ہای دراز کا
لیتا قلم سے کام ہون نیزہ باز کا

ساقی سنائے مسین ہزار دون خم شراب
کشتی نے کو طرف خدا دے جہاز کا

اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست
سو بار بندہ ہی فصاحت اہل حجاز کا

یہی رہا ذقن یار دیکھکر افسوس
اچاہ کے گرتے ہم اُسمین اگر کنوان ہوتا

جواب کھتا نہ گیسوے یار کشتی مین
بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا

یقین ہی مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے ہین
ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا

نہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہی
خدا کا بندۂ مومن ہی میہمان ہوتا

نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا تجکو
یقین ہوا وہ کہ جسکا نہ تھا گمان ہوتا

وہی ہی صدر نشین بزم خاکساران مین
صف نعال مین جسکا کہ ہی مکان ہوتا

او دواس قالب خاکی مین روح رہتی ہی
مکان سے تنگ ہی مشتاق لامکان ہوتا

فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو
قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا ای ترک
جو کربلاے معلےٰ مین ارغوان ہوتا

ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہی روشنی دل مین
خیال یار ہی اُس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودا کے زلف یار اُسے زرد
یقین ہی مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جو ہی آب بھی یہ رنگ اپنا دکھلاتی
محیط خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سرخ سے کرتا ہی یار خونریزی
حسینون مین بھی ہی مریخ سا جوان ہوتا

کرا یہ رہنے کو سوداے زلف مین لیتے
کوئی جو قافیہ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہوا سیر نہ ہی نشان ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | |
|---|---|
| عاشق شیدا می مرتضیٰ کا ہوگیا | دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا |
| قرب حق حاصل ہی اسکو مرد عارف وہی | یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہوگیا |
| ساختہ پرداختہ تیری ہی ساری کائنات | حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہوگیا |
| وقت مشکل میں کہا جسو قت یا مشکلکشا | سہل جھگڑا اگر مختار بلا کا ہوگیا |
| کون تجھسا ہی ولی اللہ ای مولا کے | کعبہ پیدائش سے تیرے گھر خدا کا ہوگیا |

ولہ

| | |
|---|---|
| وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا | ظہور لعل کا ہی آفتاب سے ہوتا |
| غرور حسن نے نازاں کیا انھیں ورنہ | نیاز نامہ مشرب جواب سے ہوتا |
| نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ | کمر میں درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا |
| شراب کھینچی سی پینا مناسب آپکو ہی | ستم بہت ہی تمہارے حجاب سے ہوتا |

کمال ماہ ہی حسن شباب سے ہوتا
قریب ہی کہ ہمیں حاصل کتاب سے ہوتا
کمال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار منہ آتا ہی خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا

دل برشتہ کو وہ ترک یاد آیا ہی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا
تمہارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اڑتی
وہ ہم بھی کرتے ہیں جو کچھ حباب سے ہوتا
نظارہ بادہ کی کم جہان ہی گلشن اپنا
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نالہ ہیں سودا سے چشم میں اپنے
عرق عرق ہوں میں بوسے گلاب سے ہوتا
اسے پسینے کا دھوکا ہی دیا کرے

۲۱۰

بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

# دیوان آتش

در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور بزیور الطبع مزین مطبوع شد

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہیں آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسم گل کی ہوا نے لیے ساقی بیکار
بطِ مے اڑکے لبِ مست کو چھو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کرد ونکا گریبان بہ چاک
اسنے ددوزن اگر بہر رفو آتی ہے

پاک دامانیِ معشوق کا سودا ہی نہیں
نیند آنکھو نہیں بے قید وضو آتی ہے

کونسا نقش قدم چاندی سی تصویر نہیں
اُس صنم کو روش خامۂ مو آتی ہے

سازکی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان
چھیڑ طرز نہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھوں میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام مین جیسے کہ صہبا سے سبو آتی ہے

قد میں اُس حور کے طوبیٰ کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کریا رکی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوئے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اسکی صفا کا شہرہ
دیکھنے حوردہ آئینہ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار توکل سرسبز
کٹلے دریا سے مرے باغ مین جو آتی ہے

خوش قماشی وہ نہیں جامۂ عریانی کی
اسمین کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا جیس دل لے ایموت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا ہے نہیں لبریز اسے تو ساقی
قالب جام مین یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سنا ہے قمری
میرے سر بازنیکو طوق گلو آتی ہے

جانۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا ہے آتش
کر یار کو بھی پیچش مو آتی ہے

تمام شد دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی

متخلص بہ آتش

۲۰۸

ویرانہ شہر ہوں تری شمشیر ناز سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہو نہیں روزگار سے
منہ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر ہرا
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نئے نئے

گہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رخ محبوب تینگے
سوتے ہین میرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکلے گا اس شاہ حسن کا
پیدا کریگا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوے یار ہے سیر اسکی کیجیے
آتش شگوفے ہوتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہیں ہمارے ہین صیاد پر کھلے
نکلے قفس کو اڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھوں پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کچھ نور ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کجکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

رنگریز کی دکان مین کبھی ہون ہزار رنگ
طرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

انصاف کو ہے دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اٹھا کہ پردۂ شمس و قمر کھلے

کیا چیز ہے عبادت رنگین ہین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو جا ہین یار سے کہین غبار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

سونے کے پتے ہو دین ہر اک گل کے کان مین
گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
اندھیری جو دم کی نہ اسکے ہو روشنی

مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لیے
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لیے
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لیے

احسان تیرا ابتدا سے ہے آتش رہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لیے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
جوبن سے اپنے زیب باغ ڈھل چلے
لیجائینگے بہا کے خط شوق یار تک
خط یادگار چھوڑ چلے گیسوان یار
اژدہ کی کھتبی کیلئے انھین کاٹیے ذرا
ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
سر ہاتھ پر لیے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
کی ولولون نے شوق کی تکلیف کو ہی پار
اتنی شکارگاہ جہان مین ہے آرزو
اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس

شل ہوگئے جو پاؤن تو ہم سر کے بل چلے
رنگ ان گلوں کے جا رہی وہ نہین بدل چلے
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے
پہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے
شمشاد و سرو قد سے تمھارے نکل چلے
ے کیا ہے وہ دودھ جو بکر ابل چلے
کھلجائین پاؤن راہ مین اسکے جو شل چلے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے
ہم سامنے ہون اور تمھاری غزل چلے
دو کوہ تھے جو صبر و تحمل ڈہل چلے

| | |
|---|---|
| باغ میں پی ہے جو شراب اس گلرو نے بارہا | چلبلے ہوئے اکثر کیے ہیں لالہ کی دستار کے |

کعبہ مقصود کا کس دن نہیں کرتا طواف
گرد پھرتا ہوں میں اکثر اس کوچہ یار کے

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لیے
ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کے لیے

نور تجلی ہے ترے رخسار کے لیے
آنکھیں ہیں مری کلیم میں دیدار کے لیے

قد ہے بہشت اس ابروئے خمدار کے لیے
جوہر کی کمی نہیں تلوار کے لیے

قول اپنا ہے یہ سبحہ و زنار کے لیے
دو پھندے ہیں یہ کافر و دیندار کے لیے

لطف چمن ہے بلبل و گلزار کے لیے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لیے

سیری نہ ہوگی تشنہ دیدار کے لیے
پانی نہیں ہے قرص یار کے لیے

آشنی ہے نمود مرے یار کے لیے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لیے

وحشت عدم سے آتے ہیں باغ جہان میں
پیدا غ لالہ و گل تیار کے لیے

شمشاد اپنے طرے کو پیچ و تاب
اس لالہ رو کی کلغی و دستار کے لیے

دو آنکھیں چہرہ پر نہیں ہیں تیرے فقیر کے
دو کشکول ہیں بھیک کے دیدار کے لیے

سرمہ لگایا کیجیے آنکھوں میں مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لیے

حلقہ میں زلف یار کے موتی پرو دیے
دندان ہیں در دہن یار کے لیے

گفت و شنید میں ہوں اسیر بہار کے
گل کے لیے ہے گوش زبان خار کے لیے

بے یار سر پٹکنے سے ملتا ہے گھر مرا
رخنہ ہے بازو ہر در و دیوار کے لیے

تیغ تحظون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی
مجھ سے چھلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہے رگ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب میں وہ قد دلکش جو نظر آتا ہے
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھوں کو دکھائی دے گی
تا فلک تو بھی نگاہوں کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارا دل سا
دو جہان میں نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری گر سنتا
گوش گل تک در شبنم کی رسائی ہوتی

ہمنے چوما دہن یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیاں آب گہر کی بھی جو خوشرو کرتے
تیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہیں آس راحت جان کا آتش
روح قالب میں ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ میں جوہر کہاں وہ ابرو خمدار کے
زخم دکھلائی نہیں دیتے ہیں کس تلوار کے

ڈال دیتا ہوں جو میں رنگ گلیں ہار کے
بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلوں سے ہار کے

رہتے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے
جن چڑھے آسیب جو ٹھہرے سایہ میں دیوار کے

جان بخش لب کا یار کے رتبا بلند ہی | فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہی

بد ہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہی | اقبال ساغر چشم و مینا بلند ہی

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہی | گردن وہ ہی جو ہر تماشا بلند ہی

پروانے جلتے ہیں تری برق جمال سے | شمعوں کے سر سے آتش سودا بلند ہی

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے | داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند

دو ساغر شراب ہیں چشم مست یار | گردن مثال گردن مینا بلند ہی

خال سیہ بناتا ہی رخسار پردہ ماہ | کیا اوج پر زحل کا ستارہ بلند ہی

طوفان نوح ہی مرے اشکوں کے جوش سے | درغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہی

افضل ہوگا بڑھکے تری قد سے سرو باغ | کٹنے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہی

باغ جہان میں فتنہ محشر سے کم نہیں | پالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہی

دل کا مرے بخار نکالا ہی آہ نے | شعلہ ترے لگی تا بہ ثریا بلند ہی

سبزہ سے روے یار کے ہی ابرو کو فوق | قربان کے خط سے منزل طغرا بلند ہی

بحر جہان میں حالت مجنون بنائیے | ہر اک حباب محمل لیلے بلند ہی

پوشاک سرخ پہنے ہیں وہ بام پر کھڑے | اپنی نظر میں طور سے شعلا بلند ہی

آتش یہ جان لے جو سر شام ہو شہید
شب ہائے ہجر صبح کا تارا بلند ہی

[illegible]

جسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے
ریش تیغ تیرا گیسو نظر آیا مجھے

روے گل سے چشم دبے ابرو نظر آیا مجھے
سرو باقی قد بے بازو نظر آیا مجھے

راز دل افشا ہوا ای دل کئے رکھا ہو نہیں
میں نہ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے

تیری تلوار اسکو سمجھا میں نے سے عشاق خم
جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے

دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اس بازار میں ہر سو نظر آیا مجھے

دل شب فرقت رہا سینہ میں مرنے کیطرح
گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے

کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا
ماہ تابان کا سر زانو نظر آیا مجھے

سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز
رنگ اڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے

خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا
سو گیا تو خواب میں ہندو نظر آیا مجھے

ای فراق اب عہد توصل دائمی ہو یار سے
بیطرح سمجھا اگر پھر تو نظر آیا مجھے

جب ترے روے عبا کب اور دو سے تشبیہ دی
لالۂ آتش رنگ آتش خو نظر آیا مجھے

تو وہ گل ہو باغ عالم میں کہ جسکے واسطے
گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے

حاجیوں کیطرح سے میں نے کیا اسکا طواف
کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھا لی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار رعب حسن نے
دست و پا ہر ایک کے تابو نظر آیا مجھے

مہر کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعہ دستار خارا برو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے

گردش پھرنے کا ترے سودا ہوا ہی ہمکو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہی

دائرہ مین عشق کے جسنے کہ مارا ہی قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہی

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تماشے مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہی

جستجو مین تیرے انجم کسطرح ای ماہ حسن
ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقان گردش مین ہی

گنبد گردون سے نکلے جس طرح سے ہو سکے
ورنہ ہی گرپڑنے کا آتش یہ مکان گردش مین ہی

ماسوا تیرے نہین رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہی فانی ہی تری ذات ہی الا باقی

نوجوانی کی ہی پیری مین تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہی سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہی تمنا باقی
روح کو ہی ہوس عالم بالا باقی

دیکھنا ہی جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہی صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن تیکہ ہی اس گلرو کا
پھر بھی ہی بوسۂ عاشق کے لیے جا باقی

رقص کرتے ہین جو بسمل تو یہ کہتا ہی وہ کہ
مجلس آخر ہوئی لیکن ہی تماشا باقی

جان پر بن گئی دم گننے لگا مین شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر مین تامل کیا ہی
خم و خمخانہ نہ ہی باقی مے و مینا باقی

تیری تقسیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہین انشاء اللہ
کوئی دن ہی یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار رہی میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

مدت العمر ہی اک چشم زدن کا وقفہ | کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا مین بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہی یہ زمین تھوڑی سی

بوت کد ہجے رہین گبر و مسلمان آئی | روح قالب ہین چھوڑ کو وزکو ہتان آئی
بوے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب | للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہمسے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل | اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئینہ نے رخ انور پرا تارا آب ندھا | شانہ کے حصہ مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفاتن مین کہان کتم عدم سے باہر | جسم کی طرح تری روح ہی عریان آئی
ڈھونڈین اپنے لیے معشوق کوئی گرماگرم | فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہی کوئی سراے ماتم | شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے | فارغ البال ہوا مین تب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر | چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اس لت کا سودا ہی خوب | اس بلا مین جو پھنسا شامت سلطان آئی

عشق بلبل مین اثر ہی تو قفس مین آتش
بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہی گھٹا برسات کی | کشتی مے سے موافق ہی ہوا برسات کی
جھومتی آتی ہی مستانہ گھٹا برسات کی | ساتھ کیفیت کے چلتی ہی ہوا برسات کی

کس کس ستارے نے شب ہجران لڑائی آنکھ — پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہی
گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن — شاید قبائے یار کی قطع و برید ہی
صانع ہی وہ یہ صورتین ہین اسکی منتشر — اللہ ہی قدیم یہ عالم جدید ہی
ہمکو بھی قید غم سے چھڑاؤ گلے لگو — زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہی
لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کی طرح — بوئے حسین انہین تو خوئے یزید ہی
ای بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو — قید نماز ہی نہین قید شدید ہی

تحسین سمجھ اسے جو یہ تعریفین کرے تجھے
الفاظ ان فریبون سے آتش بعید ہی

ہر چشم کو دیدار ترا مد نظر ہی — جو گوش ہی مقصود اسے تیری خبر ہی
اس عالم اسرار کی ہین خوب خبر ہی — یہ گوئے سعادت ہی وہ چوگان ظفر ہی
مو ہی رگ گل ہی کہ وہ باریک کمر ہی — مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہی
بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے — دیدار کا سائل ہی جو یار لے نظر ہی
قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی — پنہان یہ مسافر ہی عیان گرد سفر ہی
گردش ہی اشارے سے ترے ہفت فلک کو — چشم ترا انجم کی تجھے مد نظر ہی
سونگھے جو اسے سانپ سونگھنے کا ہو عالم — اس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہی
دیدار یار کی مشتاق ہین آنکھین — ہستی مین تماشائے عدم مد نظر ہی
پہ صدمے اٹھائے ہین جدائی مین جگر نے — دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہی نہ جگر ہی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا میں — میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی
اے نسیم سحری بہر اسیران قفس — تحفۂ نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی
جن دنوں عشق کو لاتا تھا میں صورت پر — کونسی فصل تھی وہ جسمیں کہ برسات نہ تھی
کیا کہوں اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے — ظاہری یار سے ہر چند ملاقات نہ تھی
جیتے باندھے ہوئے گاتی تجھے دیکھا پھر کا — دلربا سے تھی مری جان تری گات نہ تھی
خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز — تھا نہ معشوق تھا توسن کی تری لات نہ تھی
لب کے بوسے کا ہے انکار تعجب ہے یار — پھیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات نہ تھی
کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک — سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی
جن دنوں ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش — روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعوروں نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش — نکتہ سنجوں کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

ناز و ادا ہے تجھسے دلآرام کے لیے — یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کے لیے
وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوے یار سے — لتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے
عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا — حاجت قصور کی نہیں الزام کے لیے
کیا کیا جپے گی کیا رٹے گی زبان سے — تسبیح بنے لی ہے ترے نام کے لیے
طفلی سے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ — آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے
اچھا نہیں مقابلہ اس چشم شوق سے — اک دن شکست تاش ہے بادام کے لیے

رہجا نا پیچیے جسم کا جان سے عجب نہیں
نا فہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا
عاشق کے سر کے ساتھ ہی سودا کوی یار
بانگ جرس سے آگے ہر اک کا قدم رہا
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجیے

کس کاروان کی گرد پس کاروان نہ تھی
ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی
مومن نہ تھا وہ جسکو ہوا سے جنان نہ تھی
گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی
وہ کون ہی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالون سے ایک دن نہ کیے گرم گوش یار
آتش مگر تمھارے دہن میں زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگان تر سنبھالے
دیوانہ ہوکے کوئی پھاڑا کرے گریبان
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہی یہ کہتا
اللہ ناتوان کو دے طاقت توانا
تکیہ میں آدمی کو لازم کفن ہی رکھنا
اکدم نہ ٹھیرنے دیتی انکی تنگ فراجی
وہ نخل خشک ہے نہیں اس گلشن جہان میں
اڑتے ہیں ہوش تیرے دیکھنے سے پری رو
حرف درشت سنکر ہیں کان دل دکھاتے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی

یہ شاخ وہ نہیں جو بار ثمر سنبھالے
ممکن نہیں کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے
منہ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے
ہیکل کا بوجھ انکی نازک کمر سنبھالے
بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے
رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
پھرتا ہی باغبان بھی خنجر تبر سنبھالے
ممکن نہیں جو اس خصم اثر سنبھالے
اپنی زبان فرا دو رشک قمر سنبھالے
لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے

تیرے کشتوں کو نہیں پروانے رخصت آخرت
میں گدائے حسن محسن صورت ہی میری آن
دل جلا لینا کہیں تیری طرح سے اے چراغ
جا منہ عریانی ہی سے تنگ میں دیوانہ وحشت
تو تو سودائی نہیں میری طرح سے زلف کی
جان کھینے کے لیے لازم نہیں ہے عشق حسن
یہ دوری رہتی ہی جو پڑھی کچھ تکا دسودا تو نہیں
یہ اشارہ کرتی ہی غربت میں شمشیر تغا
تکو رنگین ہکو دکھلاتی ہی گر جیسے بہار

ہو نہ ممکن تو شہیدوں کو کفن کیا چاہیے
بسر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیے
ہکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیے
بھاڑ کر کا تنکو بدن کے پیرہن کیا چاہیے
دخل روغن میں تجھا ای یاسمن کیا چاہیے
ڈوب مرنے کے لیے چاہ ذقن کیا چاہیے
اس جبین پر گیسوؤں کی سی شکن کیا چاہیے
کیسے کہنا ہو جو کچھ اے کر بیوطن کیا چاہیے
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیے

پڑھتا ہوں یا نوں اے آتش تو کہتا ہو وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیے

نور سے اسکے بہتر درجہ نہیں ہو کوئی
آنکھوں کو کھول اگر تو دیدار کا ہو بھوکا
ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہیں آپ ہمسے
میں نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
ہم کیا کہیں کسی سے کیا ہی طریق اپنا

دیدار یار سے بھی بڑھکر دولت نہیں ہو کوئی
چہرہ وہ طبق سے یا ہر نعمت نہیں ہو کوئی
الیسی دلیل ایسی حجت نہیں ہی کوئی
پی جائیگا کسی کو شربت نہیں ہو کوئی
فدور رکھے وقت فرصت نہیں ہو کوئی
مذہب نہیں ہو کوئی ملت نہیں ہو کوئی

۱۹۵

اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا | برسون مین سیہ نامہ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار خوش و خوش | سزاوار ہے آتش
اسلوب خوش اقبال ہوا ہے

اس نشانہ کو اڑا کر پر لگینگے تیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
فتنے ہوتے ہین مرید اس فریب پیر کے
دیکھ لینگے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
رنگ دل میرا اڑا جو ہر کھلے شمشیر کے
داغ چند اس عشق مین تھے اپنی بھی تقدیر کے
دیجئے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے
رہگئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
صید کے تو دے لگا دینگے یہ تودے تیر کے
جیر ڈالا ارہ سے رانگ اُس پری نے جیر کے
عاشقون پر پیکر توڑے ہین زندان شیر کے
عاشق شیدا تمھاری چاندسی تصویر کے
جسطرف آنکھ اٹھ گئی تودے لگے اکسیر کے

یہ کمانداری ہے وہ تمناک عاشق دلگیر کے
واہ ہو نے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
آشنا معنی سے بھی ہوجائینگے صورت پرست
ایک سیر قتل سے وہ لطف ہے قاتل ہنوز
کھائے ہین وہ داغ گل خوبان گلعذار پر
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کیا کیا کھائے
اپنے دیوانون کو صحرائے عدم پہونچا دیا
آجکل ہے حسن پر وہ ناز مین نازان نہین
تھپتے کرتے ہین مثل کمان نالون کے عوض
دہ لت دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ

رقیب کو تری تلوار نیمجان رکھے ‏ جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری ہے

ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد ‏ رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری ہے

ترے دہان و کمر کا ہی ذکر ورد زبان ‏ ہمیشہ بحث ہی فرضی و اعتباری ہے

چمک ہی ہی بہت برق سے ملاؤ نگا ‏ ترے دوپٹے کی اُتری ہوئی کناری ہے

تماشے حسن میں اسکو خدا رواں رکھے ‏ قلم نے پانوٗن نکالے ہیں سرگزاری ہے

سوال بوسہ پہ انکار جبر کرتا ہی ‏ کنارہ کرتے ہو کیا اقراختیاری ہے

ہرا بھرا رہے آخر باغبان ترا گلزار ‏ دماغ تازہ زہین نکہت بہاری ہے

اکیلا پا کے نہیں چھوڑنے کا میں تمکو ‏ خیال خام ہی یہ میری پختہ کاری ہے

حقیقت چمن دہر سے جو ہوا آگاہ ‏ گل مراد جسے تو ہر اک کیاری ہے

وصال یار نہیں تو وصال گور ہی ہو ‏ جو کچھ کہ ہونا ہوا **آتش** ہو آہ و زاری ہے

عاشق جانباز کی گردن پہ احسان کیجے ‏ طشت ور سر موجود ہی شمشیر عریان کیجے

وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجے ‏ خود بھی عریان ہو جیئے اسکو بھی عریان کیجیے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہیں ‏ توڑ کر آئینہ اُس خودبین کو حیران کیجیے

کم نہیں خورشید سے داغ جنون میں روشنی ‏ صبح ہو جائیگی چاک اپنا گریبان کیجیے

راہ میں اکثر کنوان بنواتے ہیں لوگ آپ بھی ‏ فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجیے

منھ تو دکھلا دے خدا ہیرا گلوں سے پیشتر ‏ چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے

۱۹۴

دل اُلجھتا ہی نہایت دیکھتے ہوتا ہی کیا ۔ زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہر خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زاہد آتش سفید ۔ دون جیسے تشبیہ اسپنے نامۂ اعمال سے

خرام نازنین شمشیر برّان کی روانی ہی ۔ تری پاپوش ای ترک ستمگر سیف یمانی ہی

ہر اک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہی ۔ دلیل اسیر ہمارے نظم کا کاٹ نہانی ہی

وہ ایسا کونسا معشوق ہی جسکو نہین چاہا ۔ یہ غزلین نہین ہین اسیر ہماری بھی نشانی ہی

تری حسن کی کھینچے نہین تیری تشبیہ اسکی ۔ ادھر بہزاد عاجز ہی ادھر محبوب مانی ہی

خوش الحان نازکش مجھسا نہوگا باغ عالم مین ۔ غذا میری ثنا خوانان گندم دانہ خوانی ہی

ہوا سے اڑکے ہو بجا اشک ہی بیکر کے گرد چمن ۔ وہ بچھون ہوا جیسے تخت سلیمان ناتوانی ہی

مثالے چار ون ملکو گیا جیسن وہ جنت مین ۔ کہان پیری ہی یہ ہین ہون ہی میری جوانی ہی

تری فرقت مین ای یوسف جلیل قیت مین عاشق ۔ غم و اندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہی

خیال آیا ہی ہمکو اندنون مضمون گیسو کا ۔ زمین شعر پر نازل بلاے آسمانی ہی

جسے دیکھا وہ ماہ چاردہ مطلوب ہی اسکو ۔ عزیز دل ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہی

تقیر مست ہون قسمت مری حاضر ہی جو جانے ۔ کباب نرگسی ہی یا شراب ارغوانی ہی

مین بننے کا سودا ہے ابن بازار عالم مین ۔ عداوت کی ہی ارزانی محبت کی گرانی ہی

نگہ پھرتی ہی اسکی پلک بیک پوانہ ہو دیگا ۔ بری سمجھا ہی دل جسکو بلاے ناگہانی ہی

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی اپنا ای آتش ۔ موافق ہی فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہی

حاضر ہو مرغ دل جو درِ گوش یار نے
تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
دل وادہ جب سے ہوں گھری جان گئی
بیدار بخت ہوں میں وہ موزوں مرے لیے
یا د آتی بوے پیرہن یار باغ میں
اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے
کشمیر و طوس لیگئے آکر دو شالہ بات
کھلوایا بشر ایسے سے کھائے جو تنے پان
خوش ہو نہ دیکھ کر قد و زلف و دہان یار
پھندے میں عشق کے نہیں جبکہ دل پھنسا
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
مر جاؤں پر نہ راز محبت ہو آشکار
اگلی بہار میں تو مجھے پار اُتار دے
سائل ہیں آسمان لب نان کے کون لوگ
دُنیا کو تھوکتے نہیں دیوانگان عشق
اک مشت استخوان پر نہ اتنا غرور کر
بیقدر ہے سخن جو سخندان کوئی نہیں

اِک مشت پر عزیز تر نہیں اس نسیم سے
خلاسیہ اشارہ سمجھے گلیم سے
آواز آشنا تھی گوش کلیم سے
آتی ہے حور خواب میں باغ نعیم سے
پھر دن ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
دو باتیں کیں نہ ایک صنم نے کلیم سے
کچھ ریشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے
بند حنائی مہندی پاؤں میں دست کلیم سے
حرف الم عیان ہے الف لام میم سے
نکلی کی جان اُنکی عذاب الیم سے
شرمندہ بوے گل کے نہیں ہم نسیم سے
واقف نہو کوئی مرے حال سقیم سے
کشتی ہے وو کا ہے امید و بیم سے
گل کھانے کو تولیں نہ ایسی ہم نسیم سے
یا طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے
قبریں بھری ہوئی ہیں عظام رمیم سے
قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے

ملتے نہیں ہیں سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی میں ہوں نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار
ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیسود دیہ آئینہ بے زنگ ہے رہ
کم نہیں خوبی میں کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہمنے مطیع الاسلام
بوسہ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کرلے ہمیں دریا میں نہانیکو نجا
مچھلیاں لیتیں کی ای یار ترے بازو سے

لب جان بخش سے ہے چشم فسونگر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہوئے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو قسم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھنے چلنے نہ دے گیسو سے

نہیں معلوم ان آنکھوں کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارے ہیں تو مژگاں نے کیا ابرو سے

زخم خنداں ہی کو لیتا ہے گل خنداں ہر ایک
بوے خوں آتی ہے اس باغ میں آ تو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
زخم گردوں کو میں توڑونگا دم یاہو سے

ہونگے گر منہ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہیں غریب
شیر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

[illegible] مرنے پاس آگیا عزرائیل
مردہ ہوں عشق میں کھتا ہوں زخم خوشرو سے

ظلم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردہ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

191

چشم تر عالم پہ تیر رنگ کھاتی ہے مجھے
زیر دیوار جو ٹھہرون تو حسد سے میرے

برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے
سایہ سر پر سے دبے پاؤن وہان جاتا ہے

جاے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کاکل سے
نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر
چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے

اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ
ہوا ہے شہرۂ آفاق نقط طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھس کے مجھ دیوانے کی خاطر
جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے

اٹھائی آستین جب چشم دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دریا دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے
طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہو دین و دنیا کا
یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہنچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق
چمٹے ہین پردۂ گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اسکے دور ساغر کا
تری آنکھون نے کیفیت اٹھالی ساغر مل سے

منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہوگیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی بار کر ٹھوکر سر پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو انکے نہ پوچھیگا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش سکین کو حسرت ہے
کبھی دامن تلک سے ہو کے مخصوص بادے تو مل سے

| | |
|---|---|
| بیدرد و دردمند کا احوال کھل گیا | بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے |
| ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم | فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے |
| مانوت یار مجھسے مین غیر سے یار ہون | مشتاق ہم گر ہین دو دل اتحاد سے |
| خون جگر سے پرورش شیر پینے کی | فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے |

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے

| | |
|---|---|
| یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی | زمین یان کی چہارم آسمان ہی |
| خدا پنہان ہی عالم آشکارا | نہان ہی گنج ویرانہ عیان ہی |
| دل روشن ہی روشنگر کی منزل | یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی |
| تکلف سے بری ہی حسن ذاتی | قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی |
| پسینے کا کبھی تو دل کسی کا | ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہی |
| بر رنگ بو ہون گلشن مین بلبل | بغل غنچہ کی سیرا آشیان ہی |
| شگفتہ رہتی ہی خاطر ہمیشہ | قناعت بھی بہار بے خزان ہی |
| چمن کی سیر پر ہوتا ہی جھگڑا | کمر میری ہی دست باغبان ہی |
| بہت آتا ہی یاد اے صبر مسکین | خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہی |
| الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین | ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہی |
| یقین ہوتا ہی خوشبوئی سے اسکے | کسی گلرو کا غنچہ عطردان ہی |

سر کاٹ کے کر دیجیے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز دروں سے ہے اک انگر
جلاد کی تلوار میں پڑ جائیں گے چھالے

یوں دیتے ہیں وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھیک کے حوالے

شمشیر پھرا سے ترک نہیں تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

ناداں نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تم کو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر میں کھینچے
انداز رخ و زلف زمانے سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہیں تنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہیں دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کروں کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے

گرد رخ زیبا ہیں کیونکر نہ وہ زلفیں
دو سانپ حفاظت کو ہیں اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی میں کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی ہوں خشتوں کے ہوں تھالے

پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدمے
یا لا النفس سر دسے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اس دوست کو بدتر
مشتاق کو سنگ بنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

آبلے پاؤں کے کیا تو نے ہمارے توڑے
خار صحرائے جنوں عرش کے تارے توڑے

وقت دور رخ میں جا بوسوں سے باقی کی
ثمر و گل چمن حسن کے سارے توڑے

ذرہ بلا نہیں ہے جان کے لیے جو ٹلے | یقین صبح کا کسکو شب فراق سے ہے
کمال چہرۂ خورشید بھی ہے کیا نعمت | کہ روز دن ذرہ ہوا سے اک طباق سے ہے
تارہ کے لیے ہی محاق حسن نو خیزان | کمان تنگ دل اب اس کمین واق سے ہے
بیٹھ پھول کے تو شاخ گل پر اے بلبل | خرابی ہے خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کیواسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

وا ابان ترے ہر رنگ میں اے یار ہمین تھے | یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
یداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے | تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے
عدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا | سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
نگھی تری زلفوں کی ہمین پر تھی مقرر | آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمین تھے
دمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے | تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے
سودا زدہ زلفوں کا تھا اپنے سوا ایک | آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے
ا اور ہم اے دوست تجھے یکجان و قالب | تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے
یار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی | اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے
ے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی کی | دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے
ل جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو | دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے
ب چاہتے [illegible] آغوش مین تمکو | مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ظاہر ہوا ہین یہ تمہارے حجاب سے
یوسف چھپائے رکھتا تھا منہ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے
اسکو چھپایا اسکو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہی خط رخ آتشین یار
نکلا ہی تیرہ بغل آفتاب سے

ای شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہی
آنکھون نے حلقہ ڈالدیے ہین رکاب سے

اس بحر مین کھلاتی ہی غوطے مجھے قضا
ٹکرا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیخود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
جلکر ہین چرخ ہی قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہی بوسہ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہی مجکو ہرن کے کباب سے

کھانے زخم کے لیے خوشبو ضرور ہی
ای ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کا پوچھے نہ جائین گے
خارج ہی سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اس گل خندان کو آیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دو روزہ ہوگئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہوگیا غماز پوچ گو
ٹیڑھے سوال رہ گئے سیدھے جواب سے

روتا ہی وہ تو ہنستی ہی یہ اسکے حال پر
نفرت ہی مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش تو جسکے قتل کیا اسنے اسلیے
ہوتی ہی قدر شعر بلند انتخاب سے

دھوکا نہ دیکھے گی مجھے رنگ یار کا — سُرخی نہیں سفید اگر یاسمن میں ہی

سن و جمال کا ترے شہرہ ہی دور دور — آب حیات حسرت چاہ ذقن میں ہی

بر وہ ہر اک صنم کا ہی رشک ہلال عید — خوش قسمتی ہی تو بتکدہ برہمن میں ہی

فرقت میں دل جلاتا ہی شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن میں ہی

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی — اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہی

پہنچی نہیں جلوا لی مرے نامہ نے کسیر — پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی

ہو سرو کا رتبہ ہی نہیں قد سے ترے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ما جو نہیں یار کو ہم بھی نہیں ملتے — غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہی

نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہیں گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی

شر کو بھی دیدار کا پردہ نکرے یار — عاشق کو جو اندیشہ فردا ہی تو یہ ہی

ا ہون جو آنکھیں تو رخ یار کو دیکھیں — نظارہ کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی

نمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو مضمون میں معما ہی تو یہ ہی

یاد صنم دل میں ہی گر یاد الٰہی — کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی

شوق وہی دخانۂ خالی و شب ماہ — عاشق کے لیے حاصل دُنیا ہی تو یہ ہی

وانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے — سر کار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی

ا کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی ہاں طرا — مرنا ہی تو یہ ہی اور جو جینا ہی تو یہ ہی

خورشید پونکا بھی ہے یہ خاک کا پتلا نوری
شہسواروں کو گراتا ہے پشت زین سے
حیف ہے سوزش دل کا نہوا شکوئے سے علاج
دوسیت ہو جاے جو دشمن مرے اشعار سے
مرض عشق سے اک خلق خدا ہے رنجور
کونسی شے ہے زمانہ میں نہیں جو آسمین
حشر پر وعدۂ دیدار نکر عاشق سے
جسم کو جانتے ہیں صنعت دست قدرت
روے انور سے مقدم ہے تری زلف سیاہ
مجکو لغزش نہو ہر چند زمانہ ہل جاے
روح کی طرح سے پنہان رہا کرتا ہوں

زیر پاپوش سر مار سر عقرب ہے
کس قدر ابلق ایام برام کب ہے
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے
مدعا مہرہ محبت ہے وفا مطلب ہے
جلوۂ حسن جہانسوز بھی فصلی تب ہے
سیر کر دل ہی میں دنیا کا تماشا سب کا
کسکو معلوم ہے فرداے قیامت کب ہے
روح کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امر رب ہے
عید کے دور سے اوّل رمضان کی شب ہے
قطب تارہ جسے کہتے ہیں مرا کوکب ہے
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہوں مرا قالب ہے

زور و قوت سے دباتا ہے یہ کسکو آتش
میں بھی شمشیر علی ہوں جو عدو مرحب ہے

ای صنم جسنے تجھے چاندسی صورت دی ہے — اسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے
تیغ بے آب ہے نے بازوے قاتل کمزور — کچھ گران جانی ہے کچھ موت نے مہلت دی ہے
اس قدر کس لیے یہ جنگ و جدال ہے گردوں — نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے
سانپ کے کاٹے کی لہریں ہیں شب فرقت میں — کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہے

یاد محبوب سے فرمودہ شش نہ دے اے دل
زندگانی نہ مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے
آفت جان ہے ہیں روز وصے ہجر آٹھا ہوں
روح کو حج ہے فلک بہم کی طاقت دی ہے
گل جب کی بہت ہے کہ بھی دعوت دی ہے
قال ری نہیں دی ہے تجھے دولت دی ہے

[illegible]

۱۸۳

جدہ آدم کو فرشتوں نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہیں کچھ مدفن کو
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

الکش جب سے ترے حسن کو مطلوب بنائے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اسے نور رکھوں
خواب کا روکنا ممکن ہوا گر دربان سے

لوں سا لطف ترے رو سے کہا پیچ زلف
رطب و یابس کوئی باہر نہیں ہے قرآن سے

سیر ہم اور نیستان ہے حصیرا ہے آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے شہ مردان سے

کام آخر ہوا اپنا صفت مژگان سے
حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
نہیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

یف ہے خاک کا پتلا نکرے یاد اسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہیں
عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے

لیکن بجھیر ہن ہن میں فرح ہوں قالب ہے
ملک کو بھیجا و نگا مجھے زندان سے

عیم ودیر میں ناسمجھی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

ہمت مرغ گرفتار کی اللہ رے بلندی
وادی کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے

بلکہ رکھتا ہے آئے دوش پر اے قاتل تو
قتل گردن ہے تری تیغ ہے اس احسان سے

زلف گرفتی مرے محبوب قبا بو غش نے کی
شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے

ناکل صبر و سکونت پہ جدا ایسے شب و روز
منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے

انگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے ۔ کاٹنا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہی
بے پری گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین ۔ ٹھکے بجاوے جو تو اسکو تو اور دل نواز ہی
لپٹے جاتے ہین ہم اُنسے جسے ہین وہ بھاگتے ۔ اس طرف سے ہی نیاز اور اُس طرف سے ناز ہی
روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہین ۔ ساحری وقت وہ چشم فسون پرداز ہی
باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب یک ۔ ایک مصرع ہی فسون اپنا تو اک اعجاز ہی
محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین ۔ ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہی
دل کو رکھ دیتے ہین پیکر کا نذر و نین ہم ۔ اس نشانہ کو اُڑادے جو وہ تیر انداز ہی
رمز کی تقریر ہمسے پیش جانے کی نہین ۔ بات اپنی بھی کنایہ ہی جواب طناز ہی
ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین ۔ صیدگاہ عشق مین قحط شکار انداز ہی
مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین ۔ تیز پر شاہین سے بھی اسکی نگہ کا باز ہی
فصل گل ہی شیشہ پیمانہ کا ہی دور دور ۔ خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہی

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہی مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہی

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے ۔ برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹکے لگا اُلجھنے رخ جانان سے ۔ لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے
الحذر گردش چشم سیہ جانان سے ۔ درہم اک خلق ہی برہم زدن مژگان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال ۔ بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

| | |
|---|---|
| وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہی | ...ں کی منزلت ہی سبک پیش خاکسار |
| کس سلسلہ مین تو ہی یہ کس خاندان مین ہی | ...سے حال گل ہوں مین یہ کہکے پوچھتا |
| یہ مرغ روح کے لیے سانپ آشیان مین ہی | ...ن خیال گیسوے مشکین ہی بربلا |
| نور آنکھ مین ہی اسکے تو مغز استخوان مین ہی | ...سے ہی یہ خاک کا پتلا بنا ہوا |

آتش بلند پایہ ہی درگاہ یار کی

ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہی

| | |
|---|---|
| چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے | ...مین بھی شادی متوحش ہی ہمسے |
| جل جاے تو کیا داغ جنون کم ہی ورم سے | ...آ نا تعجب نہین آتش رشک پری کا |
| جلتا ہی چراغ آج مرے نقش قدم سے | ...م رد بادیہ عشق جنون ہوں |
| چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے | ...لاتے نہین جو انتہا ہنسکر ہین دکھاتے |
| زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے | ...ین تھا عاشق جو مری طرح برہمن |
| مضمون کمر یار کے لاتی ہی عدم سے | ...ں مین مری فکر رسا باندھتے اکثر |
| دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے | ...ھوں کو رہے مد نظر مشتری دل |
| یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے | ...مین بھی بتخانہ کی شکلوں کو نہ بھولا |
| کہتی ہی صبا آکے سلیمان کی قسم سے | ...رشک پری ذکر جو کرتا ہی ہمارا |
| یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے | ...ن نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے |
| فرزند وہ آدم کا ہی حوا کے شکم سے | ...ات سمجھتا ہی جو فردوس بریں کو |

181

خیال سینہ کب آتا ہی دل کو کعبہ رو مین
عداوت ہے شعوروں کی فریب وہ انہین سکتی
خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہی عشق پر غالب
پریزادون کے کوچہ مین پڑے ہین گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کوئی جاتی ہی
قیامت کی دل مشتاق پر سیر گلستان مین

پھرا ہی کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے
مو اکس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے
جو اسکو ناز سے ہی شوق تو مجکو کبوتر سے
ہمارے پانؤن کو دھو دینگے آب چشم کوثر سے
کسی نے شہد کو چھوڑا نہین ہی بوسے کے ڈر سے
کوئی بوٹا سا قد یاد آ گیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رو یا کیا ہون رات بھر اکثر
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہی باد صرصر سے

وہی چتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی نشو نما سے سبزہ ہی گور غریبان پر
تعلق ہی وہی تا حال ان نقشون کے سونے سے
وہی سر کا ٹپکنا ہی وہی رونا ہی دن بھر کا
رواج عشق کے آئین وہی ہی کشور دل مین
وہی جی کا جلانا ہی بکانا ہی وہی دل کا
نیاز خادمانہ ہی وہی فضل الٰہی سے
فراق یار مین جسطرح سے ڈرتا تھا ڈرتا ہون
وہی سودا کا کل کا ہی عالم جو کہ سابق تھا

تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
ہوا سے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہی راتون کو بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
رہ و رسم وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
وہ سیر وطن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی
یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہی

دکھلا رہی ہی دل کی صفا دو جہان کی سیر
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان میں ہی
دیوانہ جو ہو عشق سے ہان آدمی نہین
حسن پری کا جلوہ طلسم جہان میں ہی
پروانون کی طرح ہی کہ جو مشتاق ان
روشن چراغ ماہ جو مے کی دوکان میں ہی

بے رونقی بہار گل لالہ آتے ہیں خار سے
صورت ہزار کم نہیں صوت ہزار سے

توڑوں وہ گل جو سرخ ہو روئے نگار سے
کانوں میں سرو کو جو بڑھے قد یار سے

سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا
مارا پڑا میں زنگی ابلق سوار سے

جاتا ہے وہ جسطرح سے کرے مرغ دل اسیر
صیاد مطلع ہے کمین شکار سے

افسردہ دل وہ ہوں جو مری قبر پہ نصیب
مانند خشت سنگ بھی ہو شرار سے

اس میوہ کا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہیں
بھاگیں گے دور شمع و گل اپنے مزار سے

جولان میں ہے سمند پہ کس رشک ماہ کا
ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے

خاموش دیکھتا ہوں گل سرو کی بہار
حیرت میں ہوں مانی کے نقش و نگار سے

عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ
زخموں کی بدھی ملتی ہے پھولوں کے ہار سے

کوچے میں تیرے کشتوں کا رہے ہجوم
خالی یہ صید گاہ ہوئے شکار سے

اوروں سے بچ کے وعدہ دیدار حشر پر
مرنا نہیں قبول ہمیں انتظار سے

بوڑھا قبول نہیں ذکر نیک و بد
مٹ جانے پہلے نام نشان مزار سے

سمجھے تو ہیچ و راحت بلبل ہے بد نہا
اس مطلع و محنت خزان و بہار سے

خط وار ضدوں ہوں ناقص پسند خوش
رغبت نہیں مجھے ثمر نا غدار سے

بیہودہ خاک اڑانے سے کیا حاصل اے صبا
تا دل فلک سوار ہو پیدا غبار سے

ٹھکرا ہوا خون شہیدانکو دست کا
نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے

کشتے ہیں میری انکی محبت کے مدعی
وہ وہ تم ہوئے جو ایک سے ذوالفقار سے

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
سُرخی پان ہو لعل مسی زیب یار ہر
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
اچھا نہین ہی صورت عاشق سے بعانی
بلبل موا پھڑک کے تو کیا دیگا خون بہا
پہونچا وہ عرش پر جو در دل تلک گیا
بیش از سوال منکر و نکیر کا جواب
باغ جہانین گل کی قناعت ہی جا کی ٹک
غلمان حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل
بیمار عشق ہون مجھے عیسیٰ جواب دے
سوے سیاہ ہو گئے دوروزہ مین سفید
صرف نگین ہی لعل و زمرد بھی روز و شب
پیدا نہوگا دوسرا مجھسا شراب خوار
بیاری فراق سے ہی تلخ ہو گئی
اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہنوز
آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر

قرآن کا سامنا تھا جو اسجد تمام کی
بھولی شفق دیا ربدخشان کی شام کی
فکر رسا کمند ہی کعبہ کے بام کی
صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی
خالی ہر اک گرہ نظر آئی ہی دام کی
رفعت ہوا آشانہ مین اس گھر کے بام کی
ہوا التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی
عمر دوروزہ ایک قبا مین تمام کی
پروا نہین جہانین کنیز و غلام کی
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی
کانون کو آرزو ہی اجل کے پیام کی
ثابت تھی پختگی ہین اس رنگ خام کی
حسرت نہین نگین عقیق ہی کو تیرے نام کی
مٹی خراب ہوگی درے بعد جام کی
شیرینی آپ کی نمکینی طعام کی
دہشت لگی ہوئی ہی انسے انتقام کی
طاقت نہین ہی باغ کو نظم کلام کی

...ار نعمت بعد نعمت کے ہے کرتا آدمی | عہد پیری میں جوانی کا مجھے افسوس ہے

...لف کے سودے کو اپنے سر میں جسنے دی جگہ | یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر میں محبوس ہے

...صدا دیتی ہے خلخال انکی ہنگام خرام | خاک میں ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے

...ن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ذبح ہیں | شمع بھی شمشیر عریاں ہے جو بے فانوس ہے

...شنا ہے یار کے اندام پر یوں پیرہن | روح کو جیسے فریب جسم کا ملبوس ہے

...ہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق | دے جو اس مجنون کو ترکیب حیا لبنوس ہے

...شتے جاوینگے گنہگاران دنیا سے صنم | رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

...یکھیے آغاز الفت کا ہو گیا انجام کار | بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

...غ میں وہ کھلا رہی ہے اپنی تیرنگی بہار | کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے

...دشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہیں | غلغلہ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

...و حیرت کر دیا ہے اُس منھ کے حسن نے | دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہے

...شق بیہودہ کو اندیشہ ملامت کا نہیں | مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

...جر کی شب صبح ہوگی جل کا دن آئیگا | خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

...شقون سے اُس پری رخسار کا ہے یہ کلام | پھاڑ کر کپڑے جو دیوانے بنے مانوس ہے

...ط گلنار وے رنگین پر ہے پیغام خزان | اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جیسے ہے سوداے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہوں میں اے آتش کمال افسوس ہے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دم شمشیر کی موج نفس مین روانی ہے
گلے تک حسرت جلاد مین ادبے کا پانی ہے

چمن مین جا کے کن آنکھوں سے دیکھوں داغ لالہ کا
یہ میرا داغ دل بیداغ لالہ کی نشانی ہے

دل نازک نہین تاب جمال یار لائیگا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھا یا جاتا ہوں وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین مجھے شبنم بلائے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورونکا
سنی مین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم ٹپکانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لاکے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکسان پر پھولونکی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت بات جوانی مین تمامی کو
تجھے ابر سیہ سے آگے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبحگاہی کو
در فریاد رس پر چلکے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

شیشہ پر سنگ ملامت جو گران جان ہوکے
گزر رستم کو یقین جو کہ وہ انسان ہوکے

عرصۂ روز سیہ مین صحن گلستان رو کے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان رو کے

نکہت گل نہیں کیا مجکو گلستان ہو کے
بوے پیراہن یوسف کو نہ زندان رو کے

یا بگل جب فرقۂ آرا دیا یا مثل سرو
ہوگئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہو مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہو کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حسن عالمگیر سے ہو عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آئی نہین دل کو پسند
زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے

ہو تیغ تغافل سے بچھڑ و نیمجان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہو
خوبصورت کی پسند آتی ہو جلادی مجھے

دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اس ویرانہ کی آتی ہو آبادی مجھے

مین نے شعرا سے آتش پڑھایا ہو تجھے
تجکو شاگردی ہو زیبا اور استادی مجھے

---

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ مین اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی مین رہتا ہو نہایت دلتنگ
بیار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

ور کوئی طالب ابنائے زمانہ سے نہین
مجھپر احسان جو کرتے تو یہ احسان کرتے

بیوفائی کا اگر عیب نہوتا تم مین
اک تو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

امت یار کا عالم اسے دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

رستے بوعدۂ فردا ہو جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

وج زن رہتے نہ دریا جو مرے اشکونسے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف ‫ زلف سیہ یار پھری رہتی ہی رو سے

ہون نزع کی حالت مین جو مین تلفر یار ‫ رک رک کے مری جان نکلتی ہی گلو سے

عاشق ہون برابر مجھے اندیشہ جان ہے ‫ بل کھائے ہوے سانپ بکھرے ہوے مو سے

از بسکہ سمجھتا ہون اُسے دشمن جان مین ‫ ہوتا ہی مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہون مین بزاری جلاد کا آتش ‫ تلوار نہین رنگ بگڑتی ہی لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے ‫ کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانی خوبان ہون فلک ‫ ہی سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردش چشم بتان سے نہو کیونکر دل غش ‫ تنگ مسافر کو یقین ہی جو کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہون عزیز ہر دل ‫ کھینچے خورشید تو گل مجکو دُر گوش کرے

عاشقون سے ہی اشارہ یہی اُن مژگان کا ‫ نشتر دن سے ہین بھرے کچ لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی ‫ نشۂ حسن الٰہی اُسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ مین لازم ہی گنہ سے پرہیز ‫ راہ رو چاہیے اپنا نہ گران دوش کرے

داغ دل ہو وین چراغون کی طرح سے معدوم ‫ جلوہ فرمائی جو وہ صبح بناگوش کرے

اس تماشے کی ہین مشتاق ہماری آنکھین ‫ کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمن جان بھی تغافل کا نہو مے کشتہ ‫ خاطر دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آزردہ ہی آتش کی خدا ای زاہد ‫ تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

اک نظر لللہ ہمکو صورت زیبا دکہا — تشنہ دیدار جاتے ہین تمہارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچہہ احتیاج — جامہ سے باہر جو ہی باہر ہی سارے شہر سے

جوش سی لگتی ہی دل جنگل سے ہوتا ہی اوچاٹ — سنگ اطفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوش وحشت سے نہین ہوتا ہین صحرا تک شور — جانے والے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسم گل آ ای بنت سیر دیوانون کی ہو — میوۂ صحرائی پہ ہین منتظر بیسارے شہر سے

اتنو آزردہ ہی تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر — جسکبھڑی آتش نکلجا دیگا پیارے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی اُلفت کا بنایا چاہیے — بوے یوسف سے یہ پیراہن لبسایا چاہیے

نرگس جادو کو اس گل کی دکہایا چاہیے — سامری کافر کو گوسالہ بنایا چاہیے

روز ادیہ ارخمون کو بنایا چاہیے — خانگی معشوق سے آنکہین لڑایا چاہیے

اسکے کوچے کے تصور مین نقش آیا ہی مجہے — آستان یار کی مٹی سنگہایا چاہیے

وعدۂ دیدار آتا ہی اُلٹتا ہی نقاب — تکنکی باندہتین یہ آنکھون کو سجہایا چاہیے

کوچہ گیسو کے سودے مین فنا ہوتی ہی روح — خانۂ زنجیر مین اے دل در آیا چاہیے

بھولی ہی بلبل خزان کے جور سے لطف بہار — پھر گلستان چند روز اسکو پڑہایا چاہیے

برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رو دیکہکر — کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے

گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہی اے صنم — ہمکو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے

ساعد زیبا تو ہین لماس کے ترشے ہوے — اک نظر ساق بلورین بھی دکہایا چاہیے

دشنۂ قصاب ہی تیز ہر موے مژہ
روز مرہ تمکو شغل عید قربان چاہیے

ای جنون دیوانۂ دست حنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان بے چاک گریبان چاہیے

کچھ سوا اسکے علاج وحشت عاشق نہین
موج سی زنجیر پا مرقد سا دامان چاہیے

گل چراغ زندگی کرنیکا ہی دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے باد دامان چاہیے

بادشاہ حسن بھی کہتے ہین عاشق بیمار ہے
چین جبین پر آپکی مانند سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمار عشق اس نغ نہال حسن سے
سونگھ لینے کے لیے سیب زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہی خیال چہرۂ پر نور یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اس غیرت لیلی کے سودا ہو جسے
بید مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندرون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابی کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہووے آتش گنج پنہان چاہیے

تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن دزدون مین قبر اہل دولت کا نشانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوار شیر ہین مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاج یار بھی نیرنگ سازی مین یگانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرتا ہے لیلی کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

اشتیاق وصلت مین جان لب تک آ گئی ہی | عشق نے ستایا ہی حسن کی دہائی ہی
دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے | قصر یار کے در پر شوق جبہہ سائی ہی
عرش سے بھی عالی ہی بام یار کا پایہ | آہ کی کمندون کو عذر نارسائی ہی
مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آئے | یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہی
عشق ہی مرے دل کو حسن کے نظارہ کا | آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہی
پھر رہا ہی آنکھون مین جوبن پردہ سوز اُسکا | بے نقاب یوسف سے ہمسے آشنائی ہی
جسقدر بڑھین انکو چند روز بڑھنے دو | دیکھیے تو زلفون کی کسقدر رسائی ہی
زندگی ہی وابستہ اس مسیح کے دم سے | مژدۂ فنا ہمکو یار سے جدائی ہی
سامنے سے تیرے رنگ مدعی اُڑتا | ماہتاب کے منھ پر چھوٹتی ہوائی ہی
اور کچھ نہین رکھتے اُس پری کے دیوانے | سر برہنگی ہی یان برہنہ پائی ہی
مرغ روح قیدی ہی جسم کے تعلق سے | صورت قفس چھوڑا جب سے رہائی ہی
جان زار باقی ہی لطف یار سے تسکین | دل شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہی
دل فریب عالم حسن ای صنم تیرا | دم تری محبت مین بھر رہی خدائی ہی
رو سیاہ زاہد کی سجدہ ریائی ہی | اسکے ماتھے کا کٹھا داغ پارسائی ہی

بھاگتے ہین وہ صنم سے اُٹھتے ہم لپٹتے ہین آتش
وہان وہی کدورت ہی یان وہی صفائی ہی

دیوانہ اک پری کی ہی رکھتی ہوا مجھے | زندان تنگ تر ہی یہ وحشت سرا مجھے

چھپے کنج قفس میں بھی وہی باغ کے ہیں
سر بلبل میں ہوا تھی وہ جو گلزار میں تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا حسن سے ساک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہ صحرا میں جنون کیوں نہ رکھے سرگشتہ
جستجو آبلہ پاؤں کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی مثل نظر صادر تے باب حبیب
روشنی گھر میں ترے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھا کیے مضمون کو اسکے شاعر
جست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تجھے خریدار ہی یار
پھونک دیتی انھیں گرمی بازار کی تھی

طور پہ بھیجو آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اسکو بہت جلوہ دیدار کی تھی

ہر دم تف درون سے ہم آفت طلب ہے
ہے دشمن حباب جگر میں جو تب ہے

جا کی ہے تو نے منزل دل میں تو ای صنم
آنکھونکا بھی حجاب یہ ہمسے نہ اب ہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہیں بے سبب ہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آخرین
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے

معدوم جوش گریہ سے کیا ہو غبار دل
کچھ گرد تو نہیں جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل میں سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہوں چاہیے
مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بد نما ہے جو زیر لب رہے

| | |
|---|---|
| شان وشکوہ نے ہمین برباد کردیا | مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے |
| رنج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے | پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈالکے |
| بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ | شکرے مقر ہوئے ہین تمھارے کمال کے |
| اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی | تودے لگائے خاک شہیدان کلال کے |
| سرمہ مین ہوا ہی تجلی سے طور کے | ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے |
| شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ | آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے |
| اس [illegible] کا واہ رے جسم گداز و صاف | اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے |
| الجھی ہی زلف خال سے کافر کی دیر تک | عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف جال کے |
| آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر نگین | سرمہ ہوئے ہین پیسے ہوئے تیری چال کے |
| اخوان دہر سے عجب اسکا نجانیے | یوسف کی فکر مین جو پھرے گرد جال کے |
| معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر | تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے |
| سودا ای جانکر تری چشم سیاہ کا | ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے |
| خنک ہوا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو ای صنم | پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے |

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

| | |
|---|---|
| رخصت یار کا جسوقت خیال آتا ہی | عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہی |
| آتش گل سے کیا ہی مری طینت کو خمیر | دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہی |

بدر بالعل لب یار کے اور مستی ۔ ۔ ۔ سرمہ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے
لا کھ نعمت کے برابر ہی کلام شیرین ۔ ۔ ۔ ذائقہ بس ہی زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بدلے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہگیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

ابکی زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے ۔ ۔ ۔ مردہ بھی اُٹھکے یقین ہی کہ نہ گھر تک پہونچے
شعلۂ حسن نے کی ہی یہ حرارت پیدا ۔ ۔ ۔ آگ لگ اُٹھے جو پردہ کبھی در تک پہونچے
حسرت بوسہ سے پانی بھرے منھ مین بھر آئے ۔ ۔ ۔ دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے
دم آخر ہی وہ کاش آئے گلا کچھ نہین پھر ۔ ۔ ۔ دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے
منت سفلہ اُٹھانی نہ کبھی عالیجاہ ۔ ۔ ۔ اڑ کے کا نور کہان داغ قمر تک پہونچے
گرم جو تنی نکرا ہی یار کسی سے یہ نہ ہو ۔ ۔ ۔ آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے
موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب ۔ ۔ ۔ دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے
صورت آئینہ حیرت سے ہی دم مین بیخود ۔ ۔ ۔ سامنے سے ترے پھر کر ہی جو گھر تک پہونچے
دل نہ غمخوار سے ہوتی ہی کدورت کوئی دم ۔ ۔ ۔ رنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے
آئینہ اپنے دیکھا ہی تو توڑین اسکو ۔ ۔ ۔ تجھے منھ پھیر کے ثابت نہ ہی گھر تک پہونچے
جان بجنے کی خوشی ایسی ہو نوبت کہون ۔ ۔ ۔ نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے
رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل ۔ ۔ ۔ دست فکر انکے نہین تیری کمر تک پہونچے
خدمت یار مین ہو اپنی رسائی یارب ۔ ۔ ۔ مہر تک ذرہ چکور اڑکے قمر تک پہونچے

| | |
|---|---|
| گرد پھرنا تیرے اے بت عاشقوں کو ہے طواف | عالم محراب کعبہ ابروؤں کے خم میں ہے |
| دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا | چکھ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم میں ہے |
| ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جاں بخش کا | وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم میں ہے |
| غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین | ایسی یارا کی نظر کب چشم نامحرم میں ہے |
| قید عفت میں ہے وہ محبوب عاشق جاں بلب | نزع میں بیمار عیسیٰ دامن مریم میں ہے |
| کھینچ لائے یار کو بھرے مرا زخم فراق | وہ اثر ہو جذب دل میں جو اثر مرہم میں ہے |

غالب خاکی کو تو سنتے ہیں آتش زیر خاک
کچھ نہیں معلوم ہمکو روح کس عالم میں ہے

| | |
|---|---|
| الٰہی افعی گیسوئے دلستاں کاٹے | اجل کہیں مرے پانو کی بیڑیاں کاٹے |
| [illegible]ر ناگہ غنچہ ہر مردہ دل گرفتہ چلے | شگفتہ ہو گئے نہ دو دن بھی ہنسے یاں کاٹے |
| [illegible]کا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پر کاش | بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جاں کاٹے |
| [illegible]ہیگا اس سے پیام زبانی کیا قاصد | جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے |
| [illegible]شہر آئینہ میں جو دیکھے وہ غیرت یوسف | ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیاں کاٹے |
| ہزار بار اگر زندہ ہوں نئے سر سے | تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحاں کاٹے |
| [illegible]کل چلا ہے حسینوں کے قد موزوں سے | درخت سرو کو تھوڑا سا باغباں کاٹے |
| [illegible]دا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل | تڑپ تڑپ کے کہاں تک یہ نیم جاں کاٹے |
| [illegible]ر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں | شہید ناز جو یاد آئے ارغواں کاٹے |

کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے / کیا کیا نہ اس دوراہے میں ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوئے / حد ادب سے پاؤں کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر میں یوسف کو لیگئے / بازار میں بھی حسن کو آخر دکھا چکے

سمجھے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تنگ ہم / طاقت سے ہاتھ پاؤں زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد / دن وعدہ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہیں / ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار انھیں / جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چکے

پیو جب ہمدم آئینہ پیش نظر نہیں / سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو / یوسف کو مول لیجئے قیمت چکا چکے

اٹھا نقاب چہرہ زیبا سے یار سے / دیوار درمیاں جو تھی ہم اسکو ڈھا چکے

زیر زمین بھی تڑپینگے اے آسمان حسن / بیتاب تیرے گور میں بھی تاب لا چکے

آرائش جمال بلا کا نزول ہے / اندھیر کر دیا جو وہ مسی لگا چکے

دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے / زندوں کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی / باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چکے

صدموں نے عشق حسن کے دم کر دیا فنا / آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاڑ کے چشمہ خون جاری ہے / گور پر بھی مرے مرنے کا قدم بھاری ہے

ای فلک رہنے دے عریاں ہی بس از مرگ بھی تو
سو نپتا کیا ہی کفن وزد کا اسباب مجھے

نہین رکھتے ہین امیری کی ہوس مرد فقیر
شیر کی کھال ہی ہی قاقم وسنجاب مجھے

جوش سے اشکون سے بھر جائیگا سر پانی
کھینچ لیجائیگا دریا مین یہ سیلاب مجھے

دیر کعبہ مین آن آنکھون سے نہین حلقہ در
کوئی ابرو سی دکھاتا نہین محراب مجھے

فرقت یار مین کرتی ہی قیامت برپا
روز محشر سے نہین کم شب مہتاب مجھے

مرض عشق سے بچ جاؤن جو تم دلوادو
صدقہ اپنے لب جان بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگا یا نہین بدخواب مجھے

نہین بھولا ہی جنون مین وہ حواس اڑجانا
یاد ہی بزم کی صحبت احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہر جہانتاب مجھے

دل غنی چاہیے گو ہون مین فقیر ای آتش
شیر کی کھال ہی ہی قاقم وسنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہی

ایک عالم ہی صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلو خانۂ سلطانی ہی

دل کے خون ہونے سے ای جان نہ آشنا گھبرا
ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہی

یار جلادی مین یکتاے زمانہ ہی اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہی

غال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہی بھرا ند ھا وہ کنوان جسمین نہین پانی ہی

صورت غنچۂ گل ہی دل بستہ میرا
مجکو دا شد کی طلب فکر پریشانی ہی

نالۂ بلبل کو سنکر آہ نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہی

| | |
|---|---|
| شب برات جو زلف سیاہ یار ہوئی | جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی |
| یہ سرخ نشہ مین چشم سیاہ یار ہوئی | زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی |
| تپ درون نے نہ رکھا نشان تک باقی | ہمین حرارت قلب آتش چنار ہوئی |
| گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر | گھٹائین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی |
| شب فراق کی ظلمت ہوائی گور مین پیام | سفیدہ صبح کا تاریکی فرار ہوئی |
| پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا | ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی |
| بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا | شب فراق مجھے فیل کا شکار ہوئی |
| زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چکر | ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی |
| شب فراق کے صدمونسے جان بچ جاتی | عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی |
| وہ کوہ ہون مین پر کاہ ہی گران جسکو | وہ کاہ ہون کہ کوہ پر جو بار ہوئی |
| بھری ہی دل مین زبس نرد شہادت کی | تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی |
| یہ کیا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا | بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی |
| وفا سرشت ہون شیوہ ہی دوستی میرا | نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی |

سنا ہی قصۂ مجنون و وامق و فرہاد
کسی کو عاشقی آتش نہ سازوار ہوئی

منزل مقصود تک اللہ جو نجاسے آہن
وقت شب ابر سے صحرائے آفت خیز ہی

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجے
کوہکن اسیر فرسے جو کشتہ پرویز ہی

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل پھر زد
شہرہ آفاق خون حلق سے چنگیز ہی

فکر کی وقت سے یان طبع روان گر ہین
توسن بیباک کو کیا حاجت مہمیز ہی

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہی صدا
گوش گل تا آشنا ہی حرف شوق آمیز ہی

اشک سے کشامل ہی خونابہ دل پر داغ بھی
الحذر ای آستین یہ آب آتش خیز ہی

لخت پارہ کی طرح ہی حال دل آتش تباہ
بیقراری لجہ دریائے طوفان خیز ہی

کوچۂ یار کے نظارہ مین اغیار الجھے
سیر گلزار مین دامن سے مرے خار الجھے

اپنے قاتل پر اٹھی سیر مغرور جھکے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چین جبین پر نہو ہرچند وہ ابروئے کج ہو لت
بھون نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت وقت ہی تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہین جب آنسوؤنکے تار الجھے

باغبانون سے ترے شیفتہ زلف ای گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکون کا یہی ہی تو یقین ہی دل کو
دامن سیل سے خار سر دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
سینہ مین صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہون مجھے قید ہو نین
مجھ سے کافر بھی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگین سے ترے باغ مین ا ہو جو نقاب
صحبت گل سے دل بلبل گلزار الجھے

١٦٣

چلی ہی ایسی زمانے مین کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے مین آشنا اُلٹی

بیانِ حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا اُلٹی

نہ رد ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
گلیم بخت سیہ سیدھی ہوئے تا اُلٹی

نگاہِ ناز ہی ترچھی مجھے اُس صنم کی نہین
خلاف عشوہ و انداز ہی ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہو دست پاے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت و یاس
در قبول سے ٹکرا کے پھر دعا اُلٹی

خلاف وضع ہی انسان کے واسطے معیوب
بدن کی زیب ہوئے کبھی قبا اُلٹی

شب فراق مین مین نے جو منھ لپیٹا ہی
خیال وصل مین پھر دن میں ردا اُلٹی

گلہ ہی حشر کے دن ہمکو سخت جانی ہی
ہزار بار پھری آنکر قضا اُلٹی

نگاہ یار کی پھرتے ہی ہمسے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

سر شمع سان کٹا ئیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

مقسوم کا جو ہی سو وہ پہونچیگا آپسے
پھیلا ئیے نہ ہاتھ نہ دامن لیا ئیے

طالب کو اپنے رکھتی ہی دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک کیا ئیے

برہم نہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

ہو جیو رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اِک عمر میری خاک کو چھانا کیجے کیا ئیے

نرگس کو صدقے کیجے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر کوئی سنبل کو واریے

خون تیغ زنوں کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان میں ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زلیخا کی سی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہوں پیا تلے جسکے ہیں بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی مد نظر گو سحر و شام
رنگ شفق اس سقف زمین گیر سے ٹپکے

کنڈالی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جسکی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ عارضوں نے
قطرے ہوے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجیے بیرنج آنکھوں کو عتاب
خون بھی مژہ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پوچھے نہ بھوؤں پر سے جو رومال پسینا
آب ابرو خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جتنے کہ لکھا اسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

کٹوائے جو بشاشی سے سر میری طرح شمع
نادم ہو پسینا رخ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہ بد سے جو غلیلے نفسوں کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

فی ہمسے غریبوں نے نہ پی سیکڑوں بھوکے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
ہر چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

قتل شفق چرخ وہ جھر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہی تو برسے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

دور ہون یکجائی پر بھی صورت فانوس شمع
کشور خوبان مین گر رکیسانون مین تھا
جان جاتی ہی دلیکن آج دو دل کرتا نہین
کوچۂ دنیا دار مین رسوا نہ کر اے عشق تو
عاشق آتنی تو بیکار خویش ہم دیوانے مین
حال دل سنکر وہ جیکا ہو رہا مین خوش ہوا
روتے روتے پانی ہوکر بہ گیا آخر کو مین
منعم میری سے نہین ہوتا ہی تدارک کا غم
درد دل کہنے کی جو مجکو نہ سننے کی ادا ہے
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہی جسکو زندگی
موت کا سامان ہے یار رسان نشاط
گور مین کیونکر کوئی ہو مجھے نہ امید وصال

ہی بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے
بار خاطر زندہ ہی مردہ وبال دوش ہے
نالۂ بلبل روان ہی پر چمن خاموش ہے
اے صنم اللہ کو مشتے زمین پردہ پوش ہے
موسم گل تک گریبان پھاڑ دیتا ہوش ہے
یہ ماضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے
تعزیت کے دھلنے کو سیلاب دل کا جوش ہے
تو ملی آخر کو حسرت آغوش ہے
عہد مین میری زبان نایاب مثل گوش ہے
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے
رات اندھیری ہے چراغ خانۂ تنگ خاموش ہے

ناگوار آتش ہوا اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اترن ہوئی پاپوش ہے

فصل گل ہے خلق میں دولت زر کا جوش ہے
یار رنگے دست دبغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
حال دل کہتے ہین حسرت کی نگاہ ہوتی عیان

گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے
تنگ اس گل کی قبا سے یعنی مرا آغوش ہے
میری اسکی گفتگو مین لب زبان خاموش ہے

رسوا جگر رہے ہوں سوا اسکے عشق میں
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہوگئے لب شیریں کے وصف میں
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہوں میں یارسا
عینک کی طرح رکھتے ہیں پیش نظر مجھے

پیری میں جب سکی جو نہ روٹی تو آئی یاد
دانتوں سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسوں سے میں خراب ہوں دل کی تلاش میں
رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے

سودے میں تیغ ابرو خمدار یار کے
گردن وبال ہوگئی ہے بوجھ سر مجھے

دونوں جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بیخبر مجھے

واماندگی سے میری نہ نالاں ہوا جرس
منزل میں سب سے دیکھیو تو بیشتر مجھے

معشوق بھلے غرور سزاوار تھا کہیں
شکوہ نہیں ہے تمنے نہ پوچھا اگر مجھے

حلقے ہی سے زلف یار کے تکرار ہو نہیں
پھانسی ندیں کہیں یہی رہتا ہے ڈر مجھے

ملتا نہیں ہے دل سے کبھی میرے مزاج
صحبت کا تیرے یار ہوا ہے اثر مجھے

طالب نہیں ہے دولت دنیا کا دل مرا
اس سیم تن کا وصل ہے تحصیل زر مجھے

جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا
ڈوبوں گا میں ڈوبوئیگا اب گھر مجھے

شمشیر خارجی نہیں ہونے کی کارگر
حب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھوں میں مبدل ہے
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہے

شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے
دم آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے

نہ تو بلبل نظر آتا ہی چمن میں نہ تو گل
اک طرف برگ خزان پھرتی ہین کسیو کانٹے

کام اک آبلہ کا اسسے نہیں ہوتا ہی
نہیں معلوم ہین کس دل کی دارو کانٹے

بد سرشتوں کو نہ نیکوں کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہوے کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہی
پاؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین تا امت نہ ہندو کانٹے

باغراشی ہی حری کو ہکنی سے آفرون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہی تو پھر رنج بھی ہی
تا کمر ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جنازہ لیلی ہو گی
اسلیے بچ مین مجنون ہی یہ ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی انھین تلوے مرے دکھنے لگتے مین
ای جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم الفت کا اثر کیا کہیے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انھین غنچۂ خوشبو سے نسبت دیجیے
پھول پر سونگھتے دین کھاتے ہی ہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسیکو اسے ہوتا نہیں رنج
پاؤن پر میرے نہین پا سکے قابو کانٹے

یار دا اغیار کو رو پوشی ہی مجھسے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہی نہ بر رو کانٹے

وہم سا اک ہی بت مغرور پیراہن میں ہی
شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن میں ہی

نام کو میرا تن رنجور پیراہن میں ہی
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن میں ہی

بکوچہ تیرا اعلیٰ باغ اے یار بے تاویل ہے
چشم اشک آلود عاشق آئین کی جھیل ہے

آفت جان سامنا اسکا ہے انسان کے لیے
خوبصورت جسکو کہتے ہیں وہ عزرائیل ہے

معنی توریت موسائی سمجھتے ہیں تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین نالان پاکے گویا نیم
گل جو ہے سنگ نشان ہے سرو جو ہے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کوٹنے دروازے کی قندیل ہے

جلوہ قربانیا عشق کش نہ ہوان ہین
روز اس یوسف کی کو مین عید اسمٰعیل ہے

کیا سمجھ کر بلبلون کو حسن سے اسکے ہی عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین تیرا دل مجنون سے ہے فوق
لیلی و شیرین سے تجکو حسن مین تفضیل ہے

بے سر و پائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہ وقت اسکے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ ہین قافیہ ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبرئیل ہے

راہ پر لائے ہین جب یا گمرہ ہوا ہے آسمان
بلبشتر بھی بنایا ہے جو مکڑا نیل ہے

جسکو دیوانہ ہو جاتے ہو ویسے یار نگاہ مین
لڑکون چھٹی ہے روز جمعہ ہی تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت شکر
نوش کیجیے اس غذا کو جسقدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدہ دیدار کی
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بلبشتر عشق و جنون کی سیر کے قابل ہے تو
شیر کے مانند آتش تجھمین زور فیل ہے

شب کی شب میں گئی اس مرتبہ دل بستگی
دم خفا ہوتے ہیں تکیے سے تمہارا بانکپن
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری
دل کو داغ عشق حسن آیا زمانہ میں پسند
بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہیں
حسن سے ساقی کے حاصل ہو گئی کیفیت عشق
آرزو مند شہادت ہوں ارادہ ہے یہی
کی نہ جن آنکھوں نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ
لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے
حشر کی گرمی میں تو پاویگا اے قصر یار
خار خار دل سے جاتی ہے ہماری جان یار
آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا

صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
قتل کرتی ہے یہ تیرے کی اٹک ستارے
گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبانی خار سے
یہ شگوفہ لیجیے آکر تم اس گلزار سے
کبک کو سیدھا کروگے پا برہنہ رفتار سے
مست ہو کر جائینگے ہم خانہ خمار سے
بھیک مانگوں گی خدا اے قاتل تری تلوار سے
ہنسنے پہ جانا کر بیٹھا ہو گئیں گلزار سے
سامنا تو ہو نگر کا دولت دیدار سے
دھوپ بچ جاتی نہ کی تیرے سایہ دیوار سے
دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے
پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراق یار میں
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدہ بیدار سے

کوچۂ یار میں چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں کو گھٹنا
رات بھر کے لیے گھر میں مرے مہمان چلیے
پاؤں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزاں چلیے

۱۵۵

| | |
|---|---|
| اش پر لاش نکلتی ہی ترے کوچہ سے | کیا تماشا ہو کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہی |
| بنی یار سے دعویٰ ہی گل زنبق کو | بیحیائی سے مگر ناک نہیں کٹتی ہی |
| شمن سے اپنے وہ نادان ہوا ہی آگاہ | آرسی سامنے سے اُسکے نہیں ہٹتی ہی |
| بوسہ کا اُس لب شیرین کے زبان نام نہ لے | جان جاتی ہی مٹھائی نہیں کچھ بٹتی ہی |
| عشق محبوب میں غم ہی کسے مرجانیکا | جان جاتی نہیں عاشق کی بلا کٹتی ہی |
| طلب آرام کی بیجا ہی گرفتاری میں | کب بھلا خانہ زنجیر میں بیت بٹتی ہی |
| شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجیے | خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہی |
| گوش وہ ہی جو سنا کرتا ہی افسانہ حسن | وہ زبان ہی جو صنم نام ترا رٹتی ہی |

سائل دولت دنیا ہو نہیں ای آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہیں کٹتی ہی

| | |
|---|---|
| آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے | خال مشکین نہ لبری میں گوئے سبقت لیگئے |
| خاک چھانی ہم سکندر و حون نے شکل گرد باد | وادی پر خار سے تلوے سلامت لیگئے |
| ہر کیا کر اک شکر لب پر ہوا ہوں میں فدا | قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے |
| عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن | چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے |
| ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی | گور میں بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے |
| تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا | صبح کو کوتے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے |
| دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچہ محبوب میں | کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے |

ذات باری کو کیا ظلم بتان نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر انکی خدائی ہوتی

چھوٹتے بند محبت کے گرفتار اگر
طوق سے گردن قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا کچھ اگر غمکدہ دنیا مین
روح قالب مین خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیل حوادث نے تو کیا
چار دیوار عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلہ دیوانہ دستِ رنگین
خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر گھورے نظر بد سے تجھے حیف ای یار
آنکھ ہمسے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

آن غدارون کی جو پاتی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولی نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہو گئے
زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہو گئے

آرزوے دل رہی ناآشنای گوش یار
حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہو گئے

حسن وہ شی ہی کہ تصویر مین بھی کرتا ہی اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
کیسے کیسے خانہ آباد ویران ہو گئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کیے رندان عشق
شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے

عاشقون سے چھٹتے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہو گئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہی زمانہ مین ہوا
سیکڑون مجموعہ صحبت پریشان ہو گئے

آہ بر لب داغ بر دل اسکو عبرت نے کہا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہو گئے

موسم گل کر دیا انکی قبائے سرخ نے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہو گئے

بید کے پتے بھی مجنون پر ہین خنجر کھینچے
ہم تری زلفون کو دھو کر عطر عنبر کھینچے
آزمانے کو تو نا لے ہم ہتر کھینچے
آب ہو جاتے یہ آزار ہم جو پتھر کھینچے
قمریون کو سرو ہین لی کے اوپر کھینچے
ان تلون کا تیل کھنچتا تو ہستر کھینچے
دام ہو کر مرغ مضمون تار بستر کھینچے
اپنی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچے
دوست تجھے میرے تو دشمن پہ خنجر کھینچے
دل شکنجے مین ہین گیسو کے معنبر کھینچے
معتکف رہتے ہین ہم چلے ہین اکثر کھینچے
دسترس ہوتا تو ہم دامان محشر کھینچے
قد کے سو ہے مین ہین تصویر صنوبر کھینچے
ہم تجھے اپنی طرف دامن جو پیکر کھینچے
دام مین صیاد ہین جو جو کبوتر کھینچے
قبر سے مردہ ہمارا ہے اگر سکندر کھینچے
شمع قبریون کو شب آدینہ ہم کر کھینچے

...ن سے خار صحرا ہی نہین سر کھینچے
...ا گر روغن گو گر ز حمرا کھینچے
...ائی کا بڑا ہو گو اثر ہوتا نہ کچھ
...ہرین کھائین ہین جو بیٹھے بتو نکے عشق مین
...رون نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار
...لدہ نمال سرخ جلتے ہین رغن ساز ہاتھ
...ھنی خیر صفحہ کو بنائی صید کا
...ہ پیری ہے وہ جوش جوانی کا غذ
...وس عاشق کا جیتے جی نہین شایان قتل
...نگاہ سے چل جاتے ہین آرے جان پر
...ے ہین تجھے تنہائی مین اے ناز نین
...شب مین ہے روز وصل کا آنکھو نکو شوق
...سے دیکھا ہے تجھے آنکھون نے ای بالا بلند
...ین سیر جنت کا ہوتا دل کو شوق
...ا دیتا ہون انکو دیکے اک خط شوق
...ہمصورت آئینہ کرتا ہے اس محبوب سے
...ن کرتے ہے آتش اپنی گور مین

| حلقۂ گوش غزالان حلقۂ فتراک ہے | کو نسے صیاد نے صید افگنی کی اختیار |
|---|---|
| | مرد سے بہتر ہو نا مرد یہ سچ ہے پر شکل<br>پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش خاک پر |

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب اُلٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
سر صیام میں روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اُٹھاؤں کس لیے احسان یار بر گردن
مرا تو اُسکے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو
جو کر نہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیوں نہیں خواہان کوئی صنم اسکا
یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل میں کرنے دے
نگین سے دیکھ لے پر نقش نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہیں آواز دور باش کا شور
کبھی ہمارا جو دوران اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُنکی جو کرتے ہیں مومنین انکے
زبان حور بہشتی اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے انگوروں سے داغ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی آتا ہے
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف میں اُس گل کے مرغ دل نالاں
نتھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ میں کرتا ہے شیشۂ دل خالی
ہمارے دور میں لبریز جام ہوتا ہے

کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی میں بام ہوتا ہے

نگہ گلشن کی حسرت ہی ہمین دامِ قفس سے
کسطرح سرمہ گران آنکھون مین کرلیتا ہی

یاد رکھتا ہی عدم مین کوئی بساترکش سے
ہچکیان شیشہ سے شام و سحر لیتا ہی

روح و قالب کی جدائی ہی جدائی تیری
دم نکلتا ہی جو تو نام سفر لیتا ہی

ہجر مین وصل کا ملتا ہی مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہی

عشرتِ نالہ و فریاد نکھوا ای آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہی

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چندروز نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہی
اک سنگ پر رہا نہین ہستی ہی باغ کی

بخت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہی منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہی کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تار سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہی دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہی گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہی چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہی سبز
مہندی کی ٹٹی ہوگئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوے سیب زنخدان ہون سونگھتا
اصلاح رہتی ہی مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پائے نجائینگے
کھودیگی فکر ہمکو تمہارے سراغ کی

حالتِ غم کو نہ بھولا چاہیے شادی میں بھی
خندۂ گل دیکھکر یاد اشکِ شبنم کیجیے

عیبِ الفت، وزِ اول سے مری طینت میں ہے
داغِ لالہ کے لیے کیا فکرِ مرہم کیجیے

اپنی راحت کے لیے کسکو گوارا ہے یہ رنج
گھر بنا کر گردنِ محراب کو خم کیجیے

عشق کہتا ہے مجھے رام اُس بتِ وحشی کو کر
حسن کی غیرت اُسے سمجھاتی ہے رم کیجیے

رات صحبت گل سے دیکھو ہمبغل خورشید سے
رشک اگر کیجیے تو رشکِ بختِ شبنم کیجیے

دیدۂ و دل کو دکھایا چاہیے دیدارِ یار
حسن کے عالم سے آئینوں کو محرم کیجیے

شکلِ گل ہنس ہنس کے روزِ وصل کاٹی ہیں بہت
ہجر کی شب صبح رو کر مثلِ شبنم کیجیے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
ہجر میں کسنے کہا تھا وصل کا غم کیجیے

اپنی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
بڑھ چلے ہیں حد سے گیسو کچھ انہیں کم کیجیے

اُٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں
روئیے کسکے لیے کس کس کا ماتم کیجیے

روز دردم شب کیے دیتا ہے سر مہ پوچھیے
خون ہوتے ہیں بہت شوقِ حنا کم کیجیے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجیے یار کے
شانہ سے آتش مزاجِ زلف برہم کیجیے

اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہی
اُبھرنے میں حباب بحر کے اک جوشِ مستی ہے

دکھائی دیتے ہیں ہندو ہی دلکو خال ایسے
رخِ محبوب ہے یا نا مسلمانوں کی بستی ہے

پسندِ طبعِ محبوباں دلِ عاشق نہیں ہوتا
عوضِ باراں کے میری کشت پر آتش برستی ہے

وہ دہقان غریب سرزمینِ عشقبازی ہوں
عوض باراں کے میری کشت پر آتش برستی ہے

عہد پیری میں کہاں اب جوانی کے رشوق
تیری درگہ کے فقیروں کے لیے ای محبوب
خال مشکین سے شکار اہل قلم کر لیجے
ت کا فر نہیں ہوتے جو ہم آغوش ہوں
تے ہلتے تو کیا قتل گنہگار زدن کو

صاف پہلو سے زبان کر گئے دندان خالی
تخت پر اپنی جگہ کر گئے ہیں سلطان خالی
لگی چلے شیر سے کر گئے ہیں نیستان خالی
بغل گور میں ہو جاے مسلمان خالی
رہ و پا دیکھ کے چلا دے زندان خالی

دل بیکینہ کدورت نہیں رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہوا اپنا بیابان خالی

د نقاب عارض دلدار توڑ دیجے
ہ درد دوست ہیں جو خدا بکو چشم ہے
چیے ترا جو مصحف رو برہمن کے
پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
ی ترا نہ سنج ہوں اس بوستان کا میں
ا کچھ اختیار شفا میں نہیں طبیب
ک صید زندہ ہے زلف سیاہ یار
دن ہی اپنی روش پر اپنے وبال ہے
ق کی بیقراری سے ای بت پناہ مانگ
ے کسی کے چہرۂ رنگیں سے کیجیے

باغ مراد عشق کی دیوار توڑ دیجے
سو بار ٹانگنے کہائے سبو بار توڑ دیجے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دیجے
لازم ہے باغ باغ گرفتار توڑ دیجے
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑ دیجے
پھر پھیر سے نہ خاطر بیمار توڑ دیجے
ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑ دیجے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑ دیجے
ٹکرا دیجے جو سر کو تو کہسار توڑ دیجے
اکدن تو پھول باغ سے دو چار توڑ دیجے

نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال — مگر کانے تلون کی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کر سے — خدا کے واسطے ہے غیب دانی
رُلاتی ہے مثال ابر بہری — دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اک آتش خزانہ
ہر اک بیت اُسمین ہے گنج نہانی

حمد سہ ہے دوش پر سر و گردن کے بوجھ سے — دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی — دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان — آگاہ کیا سوار سے توسن کے بوجھ سے
ساز سفر کبھی نہوا بار دوش یان — سمجھا ہین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے
سختی بخت و عشق بتان دونون قہر ہین — کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین — واقف نہین ہین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
غماز اپنا ذکر نہ لاوے حضور دوست — گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان ہون — خم ہو نہ شاخ بلبل و گلشن کے بوجھ سے

آتش پر سا ہے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ
مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین چلے — پا بوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے
چشم زخم خار سے یارب بچا تو انکین — اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

کہنا ہلے وہ بھولے نہ ای ساقی ازل
لغزش نہ پاے آتش مست الست کہای

برین نہین عاشق ہون جانی | رہے موسے ہی سے یہ لن ترانی
ان ہم ہین اے محبوب جانی | سمجھتے ہین تجھے بلقیس ثانی
سودے ہین اُن زلفون کے مگر | پریشان خواب تھی یہ زندگانی
ون آتا ہی اُنسے قدکشی کو | گرے پڑتے جاتے ہین سرو بوستانی
دیگا کباب نرگسی بھی | جو دیتا ہی شراب ارغوانی
ا ہی عشق نے کس دردسرسے | ہمارا جامہ تن زعفرانی
فر کی طرح رہ خانہ بردوش | نہین جاے اقامت دارفانی
ے کوچہ کے مشتاق نکلے آگے | جہنم ہی بہشت آسمانی
یکش ہون دیا ہی قابلہ نے | جسے کغسل شراب ارغوانی
ن ہی دیدۂ باریک بین کو | کرے عینک طلب یہ ناتوانی
خط ہی یادگار حسن رفتہ | وہ سبزہ ہی گلستان کی نشانی
ی منہ سے قاصد کے نہین بات | مگر لایا ہی پیغام زبانی
شت خاک ہو مقبول درگاہ | صبا کی چاہتا ہون مہربانی
ہین جو منہ رخسارہ صاف | پیا ہی ہمنے آئینہ کا پانی
بدی سو کی ہو کا غور ہرچند | کوئی مٹتا ہی داغ نوجوانی

۱۴۷

بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے

چن چن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہی
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی تعین کہتے ہین مہربان
حال اُسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہی جنبش ابروے یار کا
چلتی ہی کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین چلیے سراے حبیب مین
حسرت سے تا کجا پس دیوار دیکھیے

سودے مین ابرو کے ہون وہ ماہ ڈھونڈھنا
جسمین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری
جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین ہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہی گمانی تیری

جسکے آگے سے گذر ہی وہ کہتا ہی یہی
دیکھی ای روح روان ہمنے روانی تیری

شیشۂ مے سے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہی یہ سینہ دہانی تیری

کیا تری شان ہی قربان ہون ای عفو کریم
آس کہتا ہی ہر اک فاسق خوانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتی ہین خراب
جستجو ہمکو ہی اے گنج نہانی تیری

عین احسان ہی مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچو اے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہی زبان کرجال
نیند آتی ہی کسے سنکے کہانی تیری

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤن تو ملکن خوبانی مجھے

شق اُسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی
سودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
ہرا سے پھیلا ہی یہین شہر کی طرف
مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
قفل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
زنجیر ہو گئی ہین بدن کو مری رگین
دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہو دل
نشتر سے اُس صنم کے بدن کی صلابت
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
ہم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا
و لعل لعل لب ہو مرے شاہ حسن کا
یکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
شرا ہی مین نے خاک برہمن کو دیر مین
ن تو سے مین شراب پی اپنی خاک سے

اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی
سیدھی ہی سمجھے تو اگر اُس کبیر کی
گم ہو گئی ہی عقل جنون سے بشیر کی
مودے مرے سوال ہی صورت فقیر کی
تاثیر اسمین بھی ہی دعا سے امیر کی
باران غم سے ہی گل آدم خمیر کی
کھینچی ہی ناتوانی نے تصویر اسیر کی
زنجیر مین ہماری صدا ہی فقیر کی
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی
رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی
سودے مین جسکے کٹتی ہی گذری فقیر کی
اُس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
لی ہی قسم بتون سے خداے کبیر کی
حسرت رہی ہی رکھی لب معشوق تیر کی

رہا نہ شبہ ہمین اسکے ملتفت ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کہ ہار ہو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولا ئیگا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق مین ہی روز ہجر تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر ای شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ منہ دکھاتا تھا
برنگ آئینہ حیران آبجو تیری

زمانہ مین کوئی تجسا نہین ہی سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہی
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہی

نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی
مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہی

دور گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہی

آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے روی خمار
کون مجبا گنبد چرخ کہن مین مست ہی

گردش چشم غزالان گردش ساغر ہی یہان
خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہی

ہی جو حیران صفائے رخ حلب مین آئینہ
بوے زلف یار سے آہوے ختن مین مست ہی

غافل و ہوشیار ہین اس چشم مشکون کے خراب
زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہی غلط
ای خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہی

...شمع رو نے مرے اُلٹا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

...ناتوانی سے کہاں ہر ز دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہی مجھے منزل بھاری

...بار خاطر ہونہ عالم کا سبک باتوں سے
زندگانی میں نہو مردہ سے غافل بھاری

...مجھے ہر بات میں قرآن وہ اُٹھواتا ہی
گردن یار میں شاید ہی حمائل بھاری

...چہرہ غیر گیا چاندنی شب میں وہ گل
ہوگیا مجلو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش اسنے نہیں نظارہ کا لیکا چھلتا
میری آنکھوں کو ہی شاید کہ مرا دل بھاری

...واقعہ دل کا جو موزوں ہی تو مضمون غم ہی
صفحہ ہر اک مرے دیوانکا صف ماتم ہی

...غاری سے جھکا ہی سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی

...دل میں آتا ہی کہ اب اپنے گلے کو کاٹوں
نیم جان چھوڑکے قاتل کو ندامت کم ہی

...دل کہیں جان کہیں چشم کہیں گوش کہیں
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہی

...کسنے دیکھا ہی محبت کی نظر سے آنکھو
صف مژگان ہیں تلے زلف سیہ بہم ہی

...دل کو آنکھوں نے کیا کشتہ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو کہ نمک بھی سم ہی

...کیا کہوں میں کمر یار ہی کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہیں محرم ہی

...زندگانی سے جو تنگ آکے ہی دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہوں مردوں سے کہ کیا عالم ہی

...کھینچ لاتا ہی جو جل جاتی ہی جذب دل کی
منتظر یار کا ہوں آنکھوں میں جتک دم ہی

...زلف و رخ کو ہیں حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانہ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہی

ہمنفاے قالب زرنگین ہین بحر وبر وزون
جبین ساؤنے ای بت ترے کوچہ کو بھرا رکھے
بھلایا اسم اعظم کو فسون حسن گوئی نے
پناہ ای پرفریبو گھر سے اللہ کے مانگو
ہزارون کشتی تن پارا وتری لغات سے اسکے
تن مجرور کا میرے پرے اسیر ہوئے جوان
رہی ہین بند اک کان ہلات کے تصویر مین
شب آدینہ بھی آتا نہین گور غریبان پر

ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے
نہ کھلا سنے خدا اس کعبہ کو خالی نمازی سے
فرشتونکی حقیقت کھلگئی عشق مجازی سے
سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو قالب سازی سے
رہے دریا ی خون جاری تری تیغ حجازی سے
یقین ہی موم شرما جاے آہن کی گدازی سے
مزا دیتا ہی آنکھون سے تری لقارہ بازی سے
ہنوز آگہ نہین وہ تمیمۂ مشکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہی کس مرتبہ آتش
قدم مین نرد سے آگے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوئے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے
دور کردایا پسینے نے نقاب گلعذار
چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
لیلی کے دل کو چار بوسون پر دیا اک بانکے
رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
ظلم مردون پر کیا ستق خرام یار نے
تو بھی توای شعلہ رو ال شب لٹ منھ سے نقاب

چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے
ہمنے یہ سمجھا ردیفے کے ہاتھ چار آنے لگے
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
گر دشمنون کے بہت سہتے ہین ڈرانے لگے

یکھتا ہون حسن کے عالم کو مین ...کی ساتھ
یلش عاشق مزاج ای ساقی بھرو ہو نہین
بزہ خط کو دکھا کر تونے مارا ہی ہمین
رکتا ہی مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
دھرا سکے اکدن ای سفاک اسے کھولدے
ومن وکا فر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
سقدر شیرین دہن اس لب کا ہوتا نہین
سقدر نفرت ہی اس سے مجھ تو کل پیشہ کو
اشارہ جنبش مژگان سے اس گلرو کی ہی
در دیوانہ کی ہنگامہ طفلان نہین
صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہو
بت ولاتا ہی تصور تیرے دانتونکا مجھے

مجھکو بھاتی ہی بنا گوش تیرا گوہر کے ساتھ
بوسہ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ
حشر ان لوگون کا ہوگا حضرت پیغمبر کے ساتھ
حسرت پرواز بھی اڑ جاے بال و پر کے ساتھ
لاگ رکھتی ہی مری گردن تری خنجر کے ساتھ
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ
شیر دایہ نے پلایا ہی مجھے شکر کے ساتھ
اسقدر ہوگی نہ تارونکو محبت زر کے ساتھ
دم نکلتا ہی سودائی کا اس نشتر کے ساتھ
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ
صندل اس تبخانہ مین ملتا ہی درد سر کے ساتھ
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

ہمرہی کا ...جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا ...اگر دیتا ہی پھرا عمر کے ساتھ

...ونچا ہوا لکھو نازے سے کبھی سرو چار رہا تو
...کھاتے ہین غوطے رہگذر کو ہے یار مین
...دامن چھڑا کے جب سے گیا ہی وہ بیوفا

رتبہ بلند ہی ترے قد کا ہزار ہاتھ
رہتا ہی میرے اشکون سے تیرا و چار ہاتھ
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہی منظور نظر ہر آئینہ
نیک بد سے پیش آتا ہی برابر آئینہ

جب تب تب چڑھتا ہی اُس قاتل کے منہ پر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو دیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا تھا ہی
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت سے خاک
منہ تو دیکھین لیکے یوسف کے برابر آئینہ

دیکھکر حال زبون کو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند پتھر آئینہ

ہو گے اُس شمشیر ابرو کے مقابل بچ چکا
ایسا کیا بیٹھے ہوے ہی خود و مغفر آئینہ

آنکھ بھر کر اکدن دیکھا نہ روے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جسکو میسر آئینہ

مورد نفرت کوئی مجھسا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہی کیونکر آئینہ

روبروے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہی بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہی سخنور آئینہ

اب زمین پر پاؤن بھی رکھکر نہین چلتا ہی یار
کرچکا آراستہ اُسکو مقرر آئینہ

یہ نہین ہیوجا اے قمری اکڑنا سرو کا
آ گیا جو اُسکو دکھاتی ہی مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خودپسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تجھسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کیا کہتے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

| | |
|---|---|
| عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو | بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ |

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہو دو چار کی راہ

| | |
|---|---|
| دیکھا ہو سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ | یاد آیا ہو ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ |
| دامن کا خیال آتا ہو جب جیب دری مین | دیوانون کے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ |
| دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب | دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ |
| گرمی نہ تمہاری سی ہوئی آتش گل سے | گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ |
| یاد آتا ہو وہ قد کشیدہ جو چمن مین | تھتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ |
| تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی | بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ |
| عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین آنکھین | مژگان جو چھو مین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ |
| مستی مین طلبگار تو ساقی سے ہو مے کا | کانٹو نگا مین کانپے گا جو ساغر کے تلے ہاتھ |

صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہ ہین پانؤن نہ پتھر کے تلے ہاتھ

| | |
|---|---|
| بس قدر دل کو لگا ہو بت سفاک سیاہ | زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ |
| میل ترئین جو تری نرگس فتان کو ہوا | طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ |
| پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگاہ کا مارا | دل کا قرق ہے چشم بت بیباک سیاہ |
| برسے وعدۂ فردا ہو عجب کیا اسکا | روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ |

پہلو میں نہیں جب سے کرو غیرت لالہ
داغ اوڑھنا ہے ولے بچھونا مرے دل کو

نالوں سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اس دکھڑے کا رونا مرے دل کو

نظارہ کیا کیں وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھوں کو رونا مرے دل کو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے میں ترے پھول پرونا مرے دل کو

خال سیہ یار کا نقش آفت جاں ہے
اچھا نہیں اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہے دل میں کافر نہیں ہونا مرے دل کو

زگریہ شادی سے رہوں گا میں شب وصل
بے وصل کے شعلہ میں ہے بھگونا مرے دل کو

گل سے جو سحر قطرہ شبنم ہیں ٹپکتے
یاد آجاتا ہے منہ کا ترے دھونا مرے دل کو

کچھ خاک اڑانے سے نہیں سٹنے کا آتش
بیکار رہیتی کا ہے دھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان نظر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نو بہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یاد آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں جیا جب
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں دو راہ میں کبھی تو کہتا ہوں ہم ہیں
دکھا دو گر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہوا کا اشارہ ہے
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے پھر پھیر دیکھتے جاؤ

ہر اک حلقہ میں ہو سو دل عاشق کی گنجائش ۔ خدا جمعیت خاطر دے اُس زلف پریشان کو

نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی ۔ سکندر تشنہ رہ جائے پیے خضر آب حیوان کو

تری درگاہ کے ذرونسے ہی جب یا منا ہونا ۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو

دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تمنے زلفون مین ۔ دکھایا تھا نہ زنجیر مین مجنون سے نادان کو

نگاہ ہو نکا اُدن آنکھون کے ہی ترچھا دلی تیکب ۔ وہی کاوش ہی دل سے خلش ہی نا مژگان کو

فغان کرتا ہون جب ایام مین عشرہ سا ہوتا ہی ۔ دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہی زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرینگے جمع معنی فہم اجزاے پریشان کو ۔ شکنجے مین بہت کھینچینگے صحاف اپنے دیوان کو

فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو ۔ مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو ۔ دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو

خم ابرو قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھون مین ۔ لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو

تمھارے چہرہ پرنور کے بیداغ ہونے نے ۔ نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

ہوا ہی یار جو سیر چمن مین ساتھ ساتھ اپنے ۔ کبھی گل کی طرف دیکھا ہی گاہے روے خندانکو

غم الفت کو کتنا ہی نکلیے دل نہین بھرتا ۔ یہ نعمت ہی بھوکا رکھتی ہی جو اپنے مہمان کو

انھین سے جو ہری فریاد کرتے انکی آتے ہین ۔ پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندان کو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا ۔ تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستانکو

١٣٧

ردیف واو ١٣٦

حقیقت پوچھیے ہم سے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ تصویر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں تیرے دیوار و در کے رنگ کو

پڑے ہو غش میں کیا مردے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہیں ہم جو معرکۂ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار کو
خون شہید مہر و وفا ساز دار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھتے ہیں وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پے
گردن پر انکے خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہیں ہوش میں
یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جسکو خمار ہو

الٹی ہوا زمانہ میں چلتی ہے چاہیے
اس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہاں دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہیں
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتاب حسن یہ عادت ہے بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو

بلبل کو سونپ کے حوالہ کروں چمن
کوچہ میں یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنوں سے زلف کے سودے میں چاہیے
پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہیں نشانہ بنے ہوئے
دیکھوں کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

| | |
|---|---|
| حلقۂ زلف سے وہ چہرہ روشن نظر آئے | ظلمت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو |
| میرے اشعار گل اندام پر شیں ای آتش | فکر رنگیں میں مرے رنگ اثر پیدا ہو |

| | |
|---|---|
| ٹھوکریں مار کے مردوں کو جلاتے نکلو | رشک سے خاک میں زندوں کو ملاتے نکلو |
| انکی پازیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا | فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نکلو |
| باغ میں آئے ہو ساتھ انکے بھی پھیرا دو دو گام | کبک طاؤس کا جھگڑا ہی جگاتے نکلو |
| برق شمشیر کی اچھی نہیں چالیں چلتیں | راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو |
| سائل بوسہ کو منھ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ | نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو |
| گر پڑے کنویں اور گڑھوں میں رہگیر | ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو |
| دو قدم ساتھ جو چلتا ہوں میں رہگیر | یہی فرماتے ہیں ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو |
| گوشمالی دو نہ گلشن میں گل کو پیارے | طفل غنچہ ہی غریب اسکو ڈراتے نہ چلو |
| پر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دو گام | کوسوں دریا جو پسینے کے بہاتے نہ چلو |
| منھ چھپا کر یہ نکلنا ہی تمھارا اندھیر | رہ نشیں عاشقوں کو راہ بتاتے نہ چلو |
| عشق رفتار کرو گرم روے کی نہ سہی | کون سی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو |
| بھاگ کر عاشق شیدا سے کہاں جاؤگے | قدم آہستہ رکھو ٹھوکریں کھاتے نہ چلو |
| اپنے ہاتھوں سے نہ اندھوں کا گلا کٹواو | یوں چلو پاؤں کی آواز سناتے نہ چلو |
| لڑکے معشوق ہیں ای عاشقو جاتے ہو تو جاؤ | یہ شگون نیک نہیں خاک اڑاتے نہ چلو |

ہر یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک مین ملوائے عشق
چال وہ چلتے ہو دل لیتے ہین جسپر ہر قدم
کچھ تکلف چاہیے دولت سرا یار مین

ہو نہ جس سر کو نزا سودا اُسے سر سام ہو
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسی کا کام ہو
نقرئی دیوار و در ہو وین طلائی بام ہو

راز ہر سن تو اسے کہتے کہے رکھتے ہین ہم
انجمن مین بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
کھلجاے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
امیدوار ہین نگہ لطف کے کھڑے
ترک فراق یار ہر وہ ترک بدمذاق
دندان یار کھلتے ہین ہنسنے مین بیشتر
سنتے ہین روز حشر کو منہ ہوگا اسطرف
کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
اسکا جواب ہی نہ تو اسکا جواب ہی
قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
دلکو رہین گے جوش محبت سے ولولے
فرقت مین یار کے ہی بھرا ایسا کہ نمک

تا صبح مینے منہ نہ لگایا شراب کو
عاشق نگاہ بد سے جو دیکھین نقاب کو
آنکھون کے سامنے سے ہٹا دو حجاب کو
کھا جائیے بے نمک کے جو بچے کباب کو
بے آبرو کرینگے یہ دُر خوشاب کو
ذرے بھی دیکھ لین گے رخ آفتاب کو
غش جو تھے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو
رخ یار کو ملا ہی نہ نسبت آفتاب کو
لکھا ہی مین نے خط مین لکھنا جواب کو
ہوگا وہ مست جر کر پیئے گا شراب کو
آنکھون نے مین نے جو دیکھا ہی خواب کو

ہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک ہین — نشۂ زر ہو ہمین کر شربت دینار کو

ک سے روشن ضمیرون کی نبی ہر یہ نگر — بیر بیرون ہی درون ہر روزن و دیوار کو

رۂ رنگین کی دکھلائی تصور نے بہار — بند آنکھون کو کیا کھولا در گلزار کو

ش وحشت ہین کیا ہی گریبان چاک چاک — ہڈیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

رین سمجھا گلون کو ہین گنہگارون کی بیٹر — سر و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

ت آخر عشق پنہان یار پر ظاہر ہوا — نزع ہین عیسیٰ نے پہچانا مرے آزار کو

ب بلب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہی محال — لعل قسمت ہین نہین کاٹا کرے کہسار کو

ن کے جلوے سی روشن ہونگے آنکھون کی چراغ — کور مادر زاد دیکھین گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھون ہین آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اُڑائی ہینے جب سوچا مال کار کو

نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو — عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسا کو

منصف ہون اگر ہینے کیا ختم کلام اللہ کو — ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

ا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشون کا — لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی ہین مینا کو

ا ای بحر خوبی تیرے دست پا ہین لازم ہی — نہین جو دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان نے دریا کو

ب روز اسکو رقص شادیانہ ہین پاتا ہون — حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہی دریا کو

ل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کوی جانانین — ہوائے باغ جنت زندہ کر دیتی ہی موتا کو

استاد کو شاگرد اُس طفل پریرو نے — پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

| | |
|---|---|
| عشق سے آنکھیں کھولکر دیکھے نزدیک یار کو | روز قسمت کا شب تاریک ہو بیمار کو |
| آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو | دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو |
| چیر کر پہلو لیا قاتل نے کے خنجر نے کرم | اپنے گھر مین آیا مہمان توڑ کر دیوار کو |
| سلسلہ اپنا رخ محبوب تک پہونچا دیا | زلف نے شیرازہ مصحف کیا زنار کو |
| مشہد پروانہ مین اکثر جلا ہی بجنے شمع | نام بلبل پر لٹایا جارہا گلزار کو |
| کسکے جا ابرو کے نظارہ نے دم میں کر دیا | درمیان پاتا ہون دلکو چار سو تلوار کو |
| پر زرے اڑتا ہی دل صیاد ہی زلف کے ساتھ | با زبان قینچی سمجھتا ہی مری منقار کو |
| ڈالتا ہی عاشقون پر آپکے رغبت گری | آنکھ دکھلا کر تم اپنے روزن دیوار کو |
| درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا | تار کا نون کر دیا ناخون نے جسم زار کو |
| چار ہی دن مین نہ رکھا بلبل و گل کا نشان | کھا گئی صیاد و گلچین کی نظر گلزار کو |
| خواب مین بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہی باز | فتنہ بیدار سمجھے دیدۂ بیدار کو |
| حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہین | شمع روشن کی تو ہی ناصح آتش خوار کو |
| دشمنون کو جان کے دل کیطرح رکھا عزیز | گرگ کو پالا بغل مین آستین مین مار کو |

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بہت پندار کو

| | |
|---|---|
| دوست کہتے ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو | تول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو |
| منات یون کرتا ہی شانہ موے جعد یار کو | جنتری مین کھینچتے ہین جسطرح تار کو |

۱۳۱

وز دل میری طرح سے نہ بیان ہوئیگا
شمع کافور کو بھی چرب زبان کرنے دو

وہ غم لوٹنے پر آتا ہے بیان کس طرفی
مٹیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آ ہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اب تو سیدھی مری آنکھوں کو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

ہیں تو شاعر نہیں عاشق ہوں مجھے کیا در ہے
کاکل یار پر افعی کا گمان کرنے دو

رنگ اُڑ جائیگا رخسارۂ نا فرمان سے
باغ میں تم مری آہوں کو دوان کرنے دو

سکا افسانہ دکھاویگا تجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

نتظار ملک الموت میں بیدار رہوں میں
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوثر دن سے بنیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہیں بندھ سکنے کا
موشگافوں کو رگ گل کا گمان کرنے دو

اہل اسلام ہوں غلیبہ نہیں شیوا میرا
میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو

پھوٹ بہنے دو انکھیں یار کے آگے آتش
دل کا احوال کبھی آنکھوں کو بیان کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہو
دل پر ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہو

شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے
میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہو

دیکھوں تو تا کجا نہیں ہوتا ہے رام تو
انسان ہے آخرش پری بت حبشی ہرن نہو

گریہ اسقدر کہ آبروئے ابر تر رہے
اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہو

تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہی مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے بیرا ہی مزاج نازک شیدا
نہ دیکھا تم یونکی گردن مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہی جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ نازل مستعد اختر آمین کو

عدم مین جائیگا شوق اُس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ رنگون تھا جگو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانہ زین کو

پری سے چہرہ پر لڑاکے سو سو بار آتی ہی
ہوا ہی آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

تمھین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی حسن نے خسرو سے شیرین کو

سوارین مین کھائی دینگے میرے خاک فرقت کے
ہوا ہون دیکھ کر اک آفتاب خانہ زین کو

حسینونکو ہی لازم رحم اپنے عشقبازون کی
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہی مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال ادا چلوائی اُن بانے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہی ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہی لنگ پنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہی جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس تفرقہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت زور نگین کو
چمن مین توڑ کے دیکھا جو مین نے پھول نگین کو

ہمارے کاسہ سر راہ افتادہ ہی مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی ان پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

اپنے اشکونکی جو طغیانی دکھاؤن اُسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف قابل نہو

کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہی بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین
کشتۂ ابرو ہی آتش تیغ کا بسمل نہو

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دلکو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طواف حرم دلکو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہی
کافر ہی سمجھتا ہی کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محفل کو

آب دم تیغ آب انگور ہی ای قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون قص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو اُٹھے
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیونکی تیری روح آئی ہی قالب مین
ای زلف سیہ سنکر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہین اپنے اُڑنے کو یہ بھولا ہی
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ نہو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہی
شمشیر دو ابرو دیکر مرے قاتل کو

تاخیر نکر کوئے محبوب کے چلنے مین
کھو بی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو

جس طرح پھنسا ہی تو اُس زلف کے پھندے مین
اللہ کرے آسان ای دل تری مشکل کو

جو چاہئے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نکر سکین — چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہو
اے آسمان نمود نہین ہمکو چاہیے — بعدِ فنا مزار کا اپنے نشان نہو
بلبل ہزار ذبح ہون ٹوٹے نہ ایک گل — صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہو
گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام — اس باغ کی بہار کو کبھی خزان نہو
عاشق تری گلی مین بہت خاک اڑاتے ہین — اس سرزمین کے گرد کہین آسمان نہو
دیر و حرم مین شیخ و برہمن ہین خراب — ملتا ہی وہ کہان کہین جسکا مکان نہو
سبزہ پہ اُس دہن کے نگہ جا کے رہ گئے — سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہو

نالون کی بحث کا کسے آتش دماغ ہی
یا ہم نہو دین یا جرس کاروان نہو

حلقۂ دام مین وہ نرگس فتان مجکو — چار دیوار قفس ہین صفت مژگان مجکو
دور کر چہرۂ روشن سے نقاب ای محبوب — داغ دیتا ہی چراغ تہ دامان مجکو
شادی وصل مین جامے سے ہون باہر دونون — مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجکو
دیکھ لون پھاڑ کے آئینہ مین اے دستِ جنون — رہنے دو زیب جو تو نے چاک گریبان مجکو
خاک مین ملکے بھی لپٹونگا ترے دامن سے — اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو
یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہی — دل سمجھتا ہی مرا حافظ قرآن مجکو
پھر نہ نکلو نہین چمن سے جو صبا تیری طرح — غنچۂ گل ہون کبھی دیکھکے خندان مجکو
لب محبوب کی سرخی ہو نہین آمین سنتا — لعل کو دیکھنے جاتا ہی بدخشان مجکو

| | |
|---|---|
| …وحشت میں جو روتا ہوں کبھی دل کھول کر | زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو |
| …آواز پیدا ہووے نے کے نالے میں | میرے دشمن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو |

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو

| | |
|---|---|
| …سوا کوئی ترکیب دل پسند نہو | جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہو |
| …ہی نہیں آئینہ خانے سے باہر | غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہو |
| …ن یار کے پڑے گا ہاتھ مشتاق | کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہو |
| …ھی ہے تعلیم خاکساروں کی | اوگے جو سرو مری خاک سے بلند نہو |
| …یان دل دشمن کی بھی شکست نہیں | ہماری کفش سے موذی کو بھی گزند نہو |
| …ہ بوسے دشنام میں حلاوت ہو | وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہو |
| …ن سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل | ہماری روح سے آگے ترا سمند نہو |
| …نے حال برا ہے وہ کیا کسی کو [illegible] | وہ دل دکھائے کسی کا جو دردمند نہو |
| …دن دیدہ بین تو اک نگاہ ہر پلک | عجب ہی ہے جو تری بزم میں سپند نہو |
| …اسکے گھر ہوکے سر وا کرتا ہے | الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہو |

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہو

| | |
|---|---|
| …ثابت دہان روئے رشک ماہ کو | کان بدقت سے سنا کرتے ہیں اس افواہ کو |

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے
شرم سمجھا ہے سایہ پس دیوار نہو

برہمن آنکھوں کو ملتا ہے یہ پا تربت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہو

ٹھوکریں کھا ئینگے دل جا نہیں نکل جاویگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہو

غیرت یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھوں کوئی خوار نہو

متصل نالو کی آ واز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہو

کردیا ہے یہ حوادث نے دونالم کحمز
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہو

نام سنتا ہوں جو میں گور کی اندھیاریکا
دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہو

گورمیں ساتھ لیے جائینگے اپنے ہم اے
نہیں ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہو

سیطرح جوش میں سیلاب سرشک آیا ہے
چار دیوار عناصر کہیں مسمار نہو

چمن دہر میں دوسبزۂ خوابیدہ ہوں
— باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہوئے
— دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہو

ترک الفت کا ارادہ نکر آتش زنہار
دل سے بیزار ہے ہو جان سے بیزار نہو —

سروبستان تجھے گواہ ہو باد مہر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدۂ تر خشک ہے
روز انکے ٹوٹتے ہیں زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈھی سانسیں اثر یان ہوا برف کا
مردہ ہوں آتشکدہ خون معدہ خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان ہو میں گر خشک ہو

| | |
|---|---|
| صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے | گلہ نہین ہی جو عدو فی شراب خوار نہو |
| کبھی کبھی جو دکھا آسکے روی رنگین تو | خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہو |
| فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا | دل دو نیم نہو جان بیقرار نہو |
| کمال موت کا مشتاق ہی دل بیمار | خزان کا باغ مین نرگس کا انتظار نہو |
| بدت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہی | غم فراق کہین شیر کا شکار نہو |

برنگ سایہ گذر شاد راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

| | |
|---|---|
| دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجھکو | خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجھکو |
| نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سنایا مجھکو | جو نہ دیکھا تھا ان آنکھون نے دکھایا مجھکو |
| شکر صد شکر تعلق نہوا دل کو کہین | یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجھکو |
| واشد دل کے لیے باغ مین نکلا تھا | یار بن غنچون نے ہنس ہنس کے رولایا مجھکو |
| طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی | بام پر یار نے دیدار دکھایا مجھکو |
| اس پری رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی | مین نے جانا کہ یہ دل بیچ مین لایا مجھکو |
| جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے | کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجھکو |
| فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق | رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجھکو |
| بعد مردن بھی دکھا دیگی شجاعت جوہر | شیر یار دیگا جو روباہ نے کھایا مجھکو |
| جوش وحشت مین جو اکتا کے کبھی اٹھ بھاگا | سیکڑون کوس غزالون نے بھگایا مجھکو |

عالم حسن جوانی قدرت اللہ ہے
چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو

سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار
زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو

نیم جانوں کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا
کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو

جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین
طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو

ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو
جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو

نشۂ خون دل بیتاب ہین حیران تر
بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو

گو ریہی آسمان اس گل کو لا سکتا نہین
خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو

پہنکر پوشاک سرخ آیا جو تو بالاے بام
راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو

پست فطرت کو ہمیشہ سربلندونسے ہے لاگ
زلزلہ ڈھاتا ہے دیوار در و محراب کو

اس مین کشتی ہے جو تیغ سے وارفتگی
منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو

کیا نفاق انگیز ہمچشمان ہوا ہے دہر مین
نیند اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہے کہ دشمن جان ہے تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کسطرح اپنی قضا معلوم ہو

بھر گیا ہے اسقدر رنگ زمانہ چاہیے
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو

آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
مل ہی رہتا ہے مکان جسکا پتا معلوم ہو

عاشقون سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر — صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جبتک گل شگفتہ ہون نہین — آسمان اُسکو بناوون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہی شراب — خیمۂ ابر سیاہ آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین پہنے پاؤن رکھ سکتے نہیں — خار رہ نقش قلم ہو بار رہزن جادہ ہو

جبین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو — جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہی میری ہیری — بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاؤن رکھتا ہی جو آتش کو جہ جلادین — زندگی سے ہاتھ دہوکر مرگ کا آمادہ ہو

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو — صفاے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار و عرش دکھلایا — خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو

مآل کار ہی دعوی باطل کا پشیمانی — خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہی گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری — یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا — شہادت بھی بمنزل فتح کی ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی — جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی تو کی شکوہ نہین اُسکا — خدا بھی کام فرماتا ہی ہمسے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہی — مکان تنگ مین گھوڑا غضب ہی اسپ تازی کو

دکھاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسار کے — بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کھون کیونکر نہ انکو نور کے بکے وہ رخسار ہے
اندھیرے مین اوجالا ماند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہے اصلاح یان رنگین خیالونکی
پھٹے کپڑے گل ولالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر انکے مشتاق انکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمہاری شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آئینہ آمیزش گلاب و قند کرتے ہین

کھلا لے یار کے مضمون بستہ باندھ لیتے ہے
پسر کو غیر کے بھی لا ولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کرے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بجز دنگا پنبۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش تماشا بند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشونکو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے انکے نشے مستونکے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لات اسیری مین اٹھایا ہے
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہ ہے اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہے شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوے گیسو سنورتے ہین

حسینونکا تکلف انکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہے میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اُس رخسار گلگوں سے ۔ کہانتک غنچہ رکھیگا بہار گل گریبان مین

ہر ایک عضو بدن بسمل ہی اُس بحر بیکر کا ۔ جو اب بنا نہیں رکھتا ہی جو رہ ہی تران مین

صدایہ سر زمین کوچۂ قاتل سے آتی ہی ۔ شگوفہ پھولتا ہی اک نیا روز اس گلستان مین

تباہی مین ہی لازم یاد حق اہل توکل کو ۔ خدا پر چھوڑ رہتا ہی نا خدا کشتی کو طوفان مین

تماشا ہی جو چشم بلبل دیدار سے دیکھیے ۔ شب شمعین ہین محفل ہین عجائب گل گلستان مین

گہر سے آبدار آتش ہو منھ سے بات کیا نکلے ۔ تکلف شرط ہی آویزۂ گوش سخندان مین

توڑیے توبہ کو کیجیے بادہ خواری اندنون ۔ موسم گل ہی کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہی شوق زخم کاری اندنون ۔ نیم بسمل کیطرح ہی بیقراری اندنون

جان بلب کرتا ہی رشک مسیحا کا فراق ۔ دم نکلجا دے یہ حالت ہی ہماری اندنون

شوق آرایش ہی اُس جان جہان کو آجکل ۔ لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایکشاہ حسن کے ۔ آہ تیا ہے چشم آہ گرد سواری اندنون

لو لگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہی شوق ۔ خون ہی زخمونکی طرح آنکھونسے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہی محبوب گل اندام رقص ۔ اڑتی ہی خوشبو کہ جسے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان ۔ رات سے بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون

فصل گل ہی یاد آتی ہی مجھے رفتار یار ۔ چلتی ہی جب بن کے گیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہی اشک سرخ و رنگ زرد کا ۔ آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون

ڈراتا ہے بہت رندوں کو ذکر نار دوزخ سے
یہ راہ و رسم خود بینی حسینوں میں ہے مدت سے
خیال آتا ہے جنت کا تو آنکھوں میں بھر آتے
نہ اٹھنے دینگے جب تک بت جواہر کان لینگے
تال کار کی صورت کبھی آنکھوں کو نظر آتی
نہایت حرص کرتا ہے زندگی میں مجھ قدح کش کو
ترے دانتوں کا دھوکا دے چکا تھا میری آنکھوں کو

تماشا ہو جلے داغ ناتک اٹھے آگ منہ میں
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر میں
وہ شہد و شیر کی نہریں ہیں مشک و عنبر میں
برہمن کو بٹھایا ہے جناب کے گھر میں
لگا دنیا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر میں
یقین ہے نشہ رہجائے مرے مٹی کے ساغر میں
صفا ہو تھی چمک سیرو کی بھی ہوتی جو گوہر میں

قناعت دی ہے دشمن قبر مجکو خاکساری نے
رہونگا باغ باغ آتش میں اک ٹھیلوں کی چادر میں

عجب چشم سیہ کا ہے رخ رنگین جاناں میں
وہ چشم سرمگیں ہے فتنہ پردازی کے سامان میں
یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ باراں میں
پری سکتی نہیں آتش لڑا ساقوم انساں میں
ہمیشہ تلووں سے کھجلایا کیے شوق بیاباں میں
جنون پردہ دری دکھلا رہا ہے داغ سینے کو
یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
جب آیا سامنے غم خوش بے صبر کیا اسکو

تماشا ہے عوض بلبل کے شاہیں ہے گلستاں میں
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی ہے مژگاں میں
کہیں ہوں جمع کوچوں گا میں بازیگاہ طفلاں میں
فلاطونوں کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یوناں میں
رہی نالاں ہمارے پاؤں نے زنجیر زنداں میں
تماشائے چمن ہے کوچۂ چاک گریباں میں
وہ کیچڑ میں پھنسا ہے جو ہے آئینہ گل کے زندان میں
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زرد دنداں میں

ہمارے گھر میں ہی شب کو بھی روشنی دل کی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے میں

خزاں میں مرغ چمن میکدے کے ساکن ہوں
بہار رکھتی ہی گلگوں شراب شیشے میں

زلال نوش ہو نہیں مست و در میں میرے
رہیگی در فرقی مٹی خراب شیشے میں

وہ پیرہن میں ترے رنگ سرخ کو دیکھے
بھرا ندیکھا ہو جسنے شہاب شیشے میں

کھلی ہی چاندنی مے پیجیے کو موقع ہی
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے میں

ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل
شراب شیشے میں ہی یا گلاب شیشے میں

بتائے رکھتے ہیں ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے میں

سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے میں

یہ ہمسے نشہ میں ہوویگی بے محل حرکت
شراب پیکے بھرینگے کباب شیشے میں

وہ ترک آئے تو دوری میں اپنے حاضر ہو
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے میں

شرف بخشا گہر کو صرف کرکے تو نے زر میں
نگیں کو نام نے تیرے بٹھایا تھا نہ زر میں

یہ کیفیت اسے ملتی ہی ہو جسکے مقدر میں
ہی الفت نہ خم میں ہی نہ شیشے میں نہ ساغر میں

رہا کرتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر میں
عروس فکر ان روز روز لدی رہتی ہی زیور میں

تکلف بر طرف اپنا زمیں موقوف آتش
نزاکت سے دیا جاتا ہی کیوں پھولوں کی زیور میں

کہینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی
بھگو دینگے فتیلے روغن گوگرد احمر میں

قیامت تک یہی گردش رہے گی زر شب انکو
مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہیں چکر میں

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گاوی غزال مین

آتی ہی باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلائیو اپنی آنکھون کو انداز نارگی
برسون رہے مشاہدۂ خط و خال مین

زندان سے چھٹ کے چاہیے ہوتا غریب مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین

پڑ رہے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہی خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اوڑا دے اسے اے جہان دوست
تا چند ہم و بے رہین گرد ملال مین

ایسی بلا کر بیخبری ہووے ساقیا
اتبک نہ امتیاز ہی درد و زلال مین

رخسار مین ہی جو دھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جسکو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو جن کو کبھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کر پوچھتا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین کبھی جواب سوال مین

بھولین گے عیش مین کبھی نہ آتش غم و الم
یاد آئینگے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اتارتے ہین
کاکچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو دارتے ہین

یہ کیسے گشت گل پر انکو ابھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین
اسکو بگاڑتے ہین اسکو سنوارتے ہین

مستی سے تنگ حلقہ اس ناف ناف کا ہی کرتا
سوسے مدم کرکے جو پاسد ہارتے ہین

عالم کو لوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لیے
باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھ
اہل جہان کا حال ہی کیا ہمسے کیا کہین
نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوے یار ہی
ایسی غلاف ہمسے ہوئی ہی ہواے دہر

اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
بدگوئیان ہین سمجھیے تو منھ پر اشارتین
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین
کعبے کے حاجیون کو مبارک زیارتین
کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہی مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین
شرمندہ ہون زمین مین گڑین ہم فرو کرین
پیدا کرین جو تجھکو انھین کو ہی دسترس
لیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار
افسانہ گوئی افعی گیسوے یار مین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
دیدار عام کیجیے پردہ اٹھائیے

کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
دامن کا تیرے نام لین پہلے وضو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
پامال ہین وہی جو تری جستجو کرین
سنبل کے سلسلہ کو بھی برہم وہ ہو کرین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین
دامن کو پھاڑ کے جو گریبان رفو کرین
عاشق دعا سے خیر تجھے کیونکر کرین
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین

سرو کو لگا نہیں قامت دلچسپ سے | گل نہیں رخسار سایہ یار کے گلزار مین
یار کے اک پیچ کا اسمین تکلف نہیں | طرۂ زرین کمان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہیں ہو لگدرے بعد وصل | زہرہ ملا بھیجے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین اب اس رہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہینے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا اشعار رکھتے ہین | یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہیں رکھتے ہین یا رکھتے ہین | چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنونکی یہ ادا رکھتے ہین | پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین | خون ہنقاد و دولت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہیں دوسرا تجسا کوئی | اے صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہین
کوئی پارۂ دل پر نہیں اک عشق کا داغ | یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دینگے دل سخت صنم کو دم سرد | شہر والفت کی بھی اعمال خدا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈ | آسرا وہ نہیں لیتے جو خدا رکھتے ہین
روئے خورشید پریشان کا جو عالم دکھلائین | یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پانوٴن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے | طاقت اٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہے یوسف نہیں سنتا کوئی | گوش کر قافلے والو کہ درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو مخانے نہ جا | شیشۂ و جام مے گوش ربا رکھتے ہین

115

| | |
|---|---|
| ...اری بے بصری واہ ری نابینائی | صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین |
| ...نزدیک ہی بیدار ہو دل ے غافل | زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہین |
| ...ہر کہاتے ہین طلبگار شہادت قاتل | ہاتھ سے تیرے بسمل ہو پا جاتے ہین |
| ...زندان سے ہوے تنگ مری وحشت ہی | وہ زمین ہفت فلک جسمین سما جاتے ہین |

رنج یان جنکو ہوا آتش انھین وان راحت ہی
اسے خوشحال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

| | |
|---|---|
| ...رانیاز مند جو اے نازنین نہین | دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین |
| ...بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین | انصاف چاہتا ہی یہ ای نازنین نہین |
| ...برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین | کس وقت کمنیون سے چڑھی آستین نہین |
| ...علون سے کچھ غرض نہین مطلب ہمارے | نظارہ یار حسن ہون ہین فتح مین نہین |
| ...نوواز دون سے اپنے نہین بے خبر وہ زلف | کب بند و بست سلسلہ عنبرین نہین |
| ...یان قدرتی ہین ہی طغراے قدرتی | رخسار شاہ حسن مین چلین جبین نہین |
| ...انکوہین نہ کھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین | تیر شہاب ہی نگہ خشمگین نہین |
| ...رخسار بادشاہ ہی دل مجھ فقیر کا | آئینہ آنکہ ادب آئین ہی حسین جبین نہین |
| ...عم گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا | بالاے آسمان نہین زیر زمین نہین |
| ...پہنا کے تجکو دیکھتے ای جامہ زیب حیف | کلیان قبا کی کہین نہین آستین نہین |
| ...کوئی مرے کوئی جیسے مطلق نہین خیال | تمساکھی بے نیاز کوئی نازنین نہین |

پھرگئے ہین مصر کو نہین مجھسے تا وا روکے منھ
فقر کے کی یہ مین قدر دولت دُنیا نہین
روندتا ہون سبزۂ رہ کیطرح وہ بوٹیان
ہین ای اپنے شوق کا مارا مجھے کھٹکا نہین
عاشق بے صبر کے دلکو نہ سمجھے ناپسند
جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقونکے واسطے
امتی ہی نعمت دُنیا ملے تو شکر کر
بشعر گردی عشق مین اک چہرۂ زیبا کے کی
صاف آئینہ نہین سکتا ترے رخسار سا
اُس نشان سے قدم کے ہونگے مرد میدان شیفتہ
انجمن تک تو بھی آ سکتے ہے ای خوش قد بسیر
کھیلنا آسان نہین ہی کھیتین عشق کا
تکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
مرغ دل حاضر ہی وہ چشم سیہ مائل تو ہو
گل کی خوشبو پر نہو جامہ سے باہر عندلیب
بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
رہبر کی شب تنہا ہی طالب ور دھال

تحت جالی نسے توڑے ہین خنجر سیکڑون
ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون
دھونڈتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون
آڑکے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون
نال مفلس مول لیتے تو نگر سیکڑون
خوب صورت رکھتے ہین ہفت کشور سیکڑون
مرگئے الجوع کہہ کہکے ستمگر سیکڑون
وصف خال خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون
اجل شاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون
باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون
نقش سے ایسے ہین مثل مہروشند سیکڑون
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون
صدقے اس شاہین کے ہوتے ہین کبوتر سیکڑون
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

| | |
|---|---|
| آمد کو تیرے یار کی فصل بہار مین | [illegible]یا گلون نے کان مین اپنے گہرے کیے |
| ہیرے کی ہو چلک گہر آبدار مین | [illegible]ہیر دن جو مین اُسے دندان رہے |
| گہوارہ جب کر رکہتا تہا مجہکو کنار مین | [illegible]وافل ہے شوق ہم آغوشی ہر مین |
| محمل سوار ہی اسی گرد و غبار مین | [illegible]رائے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے |
| و عادہ خلافی لاتی ہی فرق اعتبار مین | [illegible]ندے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے |
| گا ہے طلب مین ہوتے ہین ہم گنہگار مین | [illegible]سود اے زلف و رخ مین ہین یک جا قرار |
| دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین | [illegible]یادہ مہر وش جو شب جمعہ قبر پر |
| تسبیح اپنے یار کی ہی کس شمار مین | [illegible]چپتے ہین اُسکے نام کو ہمسے ہزار ہا |
| بلبل چمن مین مست ہی ہم کوی یار مین | جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر |
| پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین | پہرتا ہون پہیرتا ہی وہ پردہ نشین جدہر |
| ایک ایک سے زیادہ ہی ان گنج و مار مین | گیسو و روے یار ہین دونو بلاے جان |
| مانند گرد راہ ہون لشکر سوار مین | اک آفتاب خانۂ زین کا ہی اشتیاق |

برباد ہو رہے ہو کچہ آتش تحقیق نہین
مٹی خراب اپنی بہی ہی اس دیار مین

| | |
|---|---|
| صاف ہی آئینہ اُس رخ سے مگر صاف نہین | پانی پانی نہو خجالت سے تو انصاف نہین |
| ابھی پری سرخ تری چوٹی مین موباف مین | شب یلدا مین ہی مریخ ستارہ نکلا |
| تختے الماس کے اس سے کبہی شفاف نہین | جوہری دیکہکے سینہ کو ترے کہتے ہین |

کلیات آتش

بہر عشق میں اللہ حامی ہو غریبوں کا
پیادوں کی سوار غیب یاں امداد کرتے ہیں

قدم رہتا ہی ثابت تبکا اس سختی دوراہین
بہادر ہیں وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہیں

قد موزوں لب ریزکر اندھونکو دکھلاوں
ارادہ تاڑ سے بڑھ جانے کا شمشاد کرتے ہیں

کرے ہیں کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
وہ جوہر ہو وہ جس سے کشتۂ فولاد کرتے ہیں

زبان سے اپنے دیوانہ نہ کہوا ہو ما سرو مجکو
وہی ہوتا ہی جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہیں

وہ کافر ہی جو منکر ہو قد بالا کے کشتوں کا
یہ کن کی خاک نشو و نما شمشاد کرتے ہیں

کوئی ذرہ تو اسکا تا ابد اس اڑ کے پہونچیگا
یہ مشت خاک تیری راہ میں برباد کرتے ہیں

عجب نعمت عطا کی ہو خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہیں غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہیں

کمر باندھی ہو گلچینوں نے غارت پر گلستاں کے
اجارہ بلبلوں کے خون کا صیاد کرتے ہیں

پہنتے ہی کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور ویران ہو اُسے آباد کرتے ہیں

لالۂ بیداغ تجھسا کوئی گلشن میں نہیں
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن میں نہیں

یاسمین میں ثالم اُس رُخ کی صباحت کا کہاں
جو ملاحت خال مشکین میں ہو سوسن میں نہیں

باغ ہو بے یار اپنے آنکھ میں ماتم سرا
اشک ہیں شبنم کے قطرے گل کے دامن میں نہیں

فصل گل میں سامنا چاک گریباں سے نہو
ہو نگہ بد بین کی رشتہ چشم سوزن میں نہیں

خط کو رکھوا کر نگر اندھیرا ہی خورشید رو
تیرہ شب ہو روشنی جب بے زر روشن میں نہیں

شہر سے جاتا ہو میں دیوانہ صحرا کی طرف
سنگ ریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں

کون سا ہو حرز جو بازو سے جوشن میں نہیں
[illegible]

ذرہ کو پروا نہیں آنے کی روزن میں نہیں
[illegible]

بیجا چھری کرتے ہیں کام عاشقوں کو ذبح
جو ہم قصاب کس طفل برہمن میں نہیں

آب کے بدلے شراب سرخ نہروں میں بہا
باغبان جو پھول ہو وہ تیرے گلشن میں نہیں

شکر کے سجدہ کا میرے سر کو سودا چاہیے
محو یاد دوست میں ہوں فکر دشمن میں نہیں

[illegible]

۱۱۱

ں کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا — کیا کیا نگین کو دے شرف آفتاب مین

رتے ہین قتل تالب دیدار بیگناہ — عریانی تیغ کی ہی تمہارے حجاب مین

ں لالہ رو کے رخ کے پسینے کو سونگھیے — ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر — بال آگئے ہین آئینہ آفتاب مین

دن یار جا ہی چلتا بہار کی — گلہاے باغ رہتے ہین اسکی رکاب مین

ں غیر کرتے ہین تمہیں شمار ہم — دل کس شمار مین ہی جگر کس حساب مین

نون کو گو نہین بھی رہیگا خیال یار — مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

م شاعرون نے کہا ہی جو ہیچ اسے — زلفون سے وہ کمر ہی سدا پیچ و تاب مین

یار گر نہین لحد تنگ ہی مجھے — روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

ست کو بہار مین ہی آرزو یہی — دریا دلی سے ساقی کے تیرون شراب مین

سے کیا نہا کے پھرا ہی وہ بحر حسن — عالم سیہ ہی تبسم سفید حباب مین

ہسوار گو رغریبان مین آنکل — اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

سے زخم و راہ محبت کی اٹھ گئی — سنتے ہین اتنو عاشق و معشوق خواب مین

ست ہون خمار سے جب بند ہوا — صندل لگا یا مین نے رگ گر شراب مین

رسے رہا دہن یار ناپدید — مطلب دقیق تھا نہ سما یا کتاب مین

رخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا — پیدا خمیر کرکے قضا نے شہاب مین

ے شام سے تو نجانے دو دن صبح تک — اس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہی
گرچہ ترا چمن ہی مگر ارغوان نہین

بعدِ فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
گو زر بکی مول بکنے کے یہ استخوان نہین

زانو وہ آسمان نہین تجھ بین جائے ننگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جو ہوان نہین

بختِ بلند رکھتے ہین گردن بلند ہی
کب پشت فیل و اسپ کے اوپر نشان نہین

رنگین رہیگا خون شہیدان گر دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہی ذقن ہی اگرچہ دور
گر پڑ گڑے ہی ہین جو میسر کنوان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو توفِ وقت ہی
مفلس نہین ہین قیمت یوسف گران نہین

کس دشت کیا ہی قضا نے مرا گذر
گرد و غبار ہی اثر کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہی
کسکا بلند بام سے پایان آستان نہین

رکھا ہی جیسے ہمنے تری راہ مین قدم
ان لعبتون کو رتبہ سنگ نشان نہین

دشتِ خرام ناز تو کرتا ہی جس جگہ
ملتا زمین کے تلے ہین وہ آسمان نہین

آزاد ہو گے یا دگر فتار آسے آئیگی
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش رہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پردہ کون ہی جو میہمان نہین

خاک مین ملکے بھی ہونگا نہ غبار دامن
کمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

111

کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا | کیا کیا نگین کو دیے شرف آفتاب مین

ہوتے ہین قتل طالب دیدار بیگناہ | عریانی تیغ کی ہی تمھارے حجاب مین

اُس لالہ رو کے رخ کے پسینے کو سونگھیے | ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین

خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر | بال آگئے ہین آئینہ آفتاب مین

گلگون یار چلتا ہی چلتا بہار کی | گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین

جان عزیز کرتے ہین تیر نثار ہم | دل کس شمار مین ہی جگر کس حساب مین

آنکھون کو گو نہین بھی رہیگا خیال یار | مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین

نافہم شاعرون نے کہا ہی جو ہیچ اُسے | زلفون سے وہ کمر ہی سوا پیچ و تاب مین

بے یار گھر نہین لحد تنگ ہی مجھے | روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین

مجھ مست کو بہار مین ہی آرزو یہی | دریا ولی سے ساقی کے تیرون شراب مین

دریا سے کیا نہا کے پھرا ہی وہ بحر حسن | عالم سیہ ہی جسم سفید حباب مین

اے شہسوار گور غریبان مین آنکل | اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

دُنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی | سنتے ہین اب تو عاشق و معشوق خواب مین

وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا | صندل لگایا مین نے رگ گل شراب مین

رخسار سے رہا دہن یار ناپدید | مطلب دقیق تھا نہ سما یا کتاب مین

سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا | پیدا خمیر کر کے قضا نے شہاب مین

آ جا ہے شام سے تو نجانے ذرون صبح تک | اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہی
بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
زانو وہ آئینے مین نہین جسمین جاے زنگ
تحت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
رنگین رہیگا خون شہیدان کردے تو
مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
نزدیک نافت تو ہی ذقن ہی اگرچہ دور
ای دل نہ بیقرار ہو توقف وقت ہی
کس دشت کیا ہی قضا نے مرا گذر
ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہی
رکھا ہی جبسے ہمنے تری راہ مین قدم
مشق خرام ناز تو کرتا ہی جس جگہ
آزاد ہوسکے یا دگر فتار آسکے آئیگی

اگرچہ ترا چمن ہی گلزار غوان نہین
کوزہ کی مول بکنے کے یہ استخوان نہین
ساقین تری وہ شمعین ہین جو شمعدان نہین
کب پشت فیل و اسپ کے اوپر نشان نہین
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین
گر پڑ گرتے ہی ہین جو بلیس نشان نہین
مفلس نہین ہین قیمت یوسف گران نہین
گرد و غبار ہی اثر کاروان نہین
کسکا بلند بام سے پایان آستان نہین
ان لعبتون کو تو یہ سنگ نشان نہین
ملتا زمین کے تلے ہین وان آسمان نہین
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش رہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہی جو میہمان نہین

خاک مین ملکے بھی ہوونگا نہ غبار دامن
نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست

کمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

| | |
|---|---|
| معمورۂ حلاوت وادی ہی وصلیوں کا | شکر بھرے ہوے ہین مور و مگس دہن مین |
| بوسے ہین لب کے ہنسکر دندان کھائی انسے | بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے یمن مین |
| صحرا کو بھی بنایا بغض و حسد سے خالی | ساکھو جلا ہو کیا کیا بھولا جو خاک بن مین |

کوئی نہین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال گورکن مین

| | |
|---|---|
| مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون | ممکن نہین کہ سرد گلستان سے دور ہون |
| قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے | میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون |
| صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے | رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون |
| یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا | اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون |
| پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین | شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون |
| اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک | ہمتو کٹرے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون |
| روباہ بازیون سے فلک کے فریب ہی | شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون |
| پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے | کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون |

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہی کیا
سطرون کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

| | |
|---|---|
| دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون | سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون |
| نزدیک آ چکی ہی سواری بہار کی | برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون |

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ماوا — سیر ویرانہ آباد کیا کرتے ہین

ایک سا ظاہر و باطن نہین معشوقون کا — پردہ ناز مین بیداد کیا کرتے ہین

شاعرون نے قد موزون کو ترے دیکھا کر — مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہین

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہو تجھے — حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہین

حال دیکھا ہو جنھون نے کہ وہ میر انکھے — عذرا ہو مظلم کی بنیاد کیا کرتے ہین

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہین گل چینی — باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہین

کیا کہون یار سے کہتے ہوئے شرماتی ہو — حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہین

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کا اپنے پہاڑ — درد ہر صورت فرہاد کیا کرتے ہین

بلبلون کے جو گلے گھولے ہین لاکر تہ دام — چہچہے باغ مین صیاد کیا کرتے ہین

غم شب ہجر مین اپنے نہین دریش آتا — ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہین

ذکر عاشق سے ہین ایک ہم انکو فرصت — ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہین

آتشین نالون کی اللہ ری گرمی شب ہجر — نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہین

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ

یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پرشکن مین

اٹکین گے دلو بنکے دل زلف کی رسن مین

شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین

اگتی ہی جا ی سبزہ کنگھی مرے چمن مین

دکھلائیگا پسینا پانی چہ ذقن مین

لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

| | |
|---|---|
| ادر مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئیگا فراق کو | جامۂ خاکی کو لے آسمان حیرات مین |
| جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا | سچ ہی چلجاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین |
| مین سمجھتا ہون تجھے موجود ای جان جہان | دہریون کو شبہ ہودیگا خدا کی ذات مین |
| روے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہی وہ گل | کیا ہی پھبتی ہی یہ کپڑا لگ گیا بانات مین |
| کس جگہ سودائی تیرے چشم فتان کے نہین | سرمہ آتا ہی صفاہان سے تجھے سوغات مین |
| ہونٹھ چٹواتی ہی اُس شیرین دہن کی گفتگو | سُن لیا مصری کی ڈلیونکا مزہ ہیہات مین |

پینے کو آتش شیدا کے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے کات مین

| | |
|---|---|
| مرے دلکو شوق فغان نہین مری لب تک آتی دعا نہین | وہ دہن ہی ان کہ نہین یہ بات نہین وہ حسن حسن ہی صد نہین |
| مجھے دماغ نگاہ ہی نہ کسی کو تاب جمال ہی | انھین کسطرح سے دکھا دئین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین |
| کسے نیند آتی ہی ای صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین | کبھی آشنائے بغل سر مرغ قبلہ نما نہین |
| عجب اسکا کیا نہ سما وہ نہین جو خیال دشمن و دوست ہی | وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین |
| عجب اسکا کیا وہ سما وہ نہین جو خیال دشمن و دوست ہی | کہین گل کھلے بھی تو بو نہ دے کہین حسن ہی تو ادا نہین |
| یہ خلاف ہوگیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی | کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی فضا نہین |
| مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہی ہماری خو | نہین لیا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین |
| مجھے ضعف ان نے نزار غم ہجر یار نے کر دیا | یہ ہجوم جلوۂ یار ہی کہ چراغ خانہ کو جا نہین |
| چلین گو کر سکیں ون ندیمیان چلین گر یہ پا کھہ سفر | بھڑک اٹھے آتش طور پھر کوئی اسطرح کی دوا نہین |

بلا اپنے لیے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچکر الفت کو انسان مول لیتے ہین

نپوچھ احوال بیدردا پنے بیمار محبت کا
رہین اُسکے لیے ابتو عزیزان مول لیتے ہین

ہین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آنے نہین پاتی
کہ صیاد آنکے میرا گلستان مول لیتے ہین

مگر جاتا نہین شاید گریبان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لیے کیا تفرقہ دامان مول لیتے ہین

کیا کو نقش پائے مور ہمکو خاکساری نے
جو اب بھی جا ہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین

عزیز خلق اتنا تو کیا ہو مجکو داغون نے
کہ مردم جاکر سرو چراغان مول لیتے ہین

ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہو
مرقع جانکر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین

تری ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہو
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو خاطینت دلبر مین نہین
ہو وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین

آتش افروزی گردون ہو تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین

گر دیکھ تا قد موزون کے ترے ای محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین

بال پرواز خط شوق ہو اپنا ورنہ
طاقت اُس بال و پر کے اُڑنے کی کبوتر مین نہین

بجلی ہو جو تقضا مجھے قدح کش کو بہت
ظرف گنجایش مے خمۂ کوثر مین نہین

کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین

غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہو بخت سکندر مین نہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہوگا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈہا دیے ہین

خار مطلوب جو ہوئے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہوئے جو صبح شب ہجران مانگون
ابر سے پانی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین کوئی صحرا مین
تمسے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

بخت وارژون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہے
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لیے اس گہر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایہ بالا
بوریہ چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجیے سودائی تمہارا ہون مین
سونگہنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا
بھیک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون

ہووے پرباغ جہان مین جو دل کو غیبت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چبا ون
نعمت عشق کے قابل لب دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین اے شب ہجران مانگون

کب سے در پہ ترے سائل ہون آتش کی طرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

وہ روزہ حسن نکو رایگان غرور سے یار
حلال مال ہو یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہین خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہوا ہے بت ترا خرام نہین

جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنا ہے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارہ کمر یار کا ہو مشتاق
طالب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر غضب کا کسے ہو اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سگ دشت کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤنین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤنین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہین الٰہی جو جوہری ہی جاؤنین

لالہ رخون کے عشق کا مجکو ہوں بیقرار
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤنین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤنین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکرے پاے یار کے انکو جگاؤن مین

بو سہلے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤنین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اسپر لگاؤنین

۱۰۳

...مین جاتا ہی کوئی حد سے اپنے بتین یار
اُسکے پانون مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

...شبنم ہم ہیونچا مین گلہا سے چمن
یار کا ساخندۂ دندان نما ہوتا نہین

...بائی کے طریقہ مین نہین کامل ہنوز
حق نازای طفل ابھی تجسے ادا ہوتا نہین

...صنم پارس کے تیرے پانون مین شیشے ہوے
ٹھوکرین کھا کھا کے لب آہن طلا ہوتا نہین

...ن ملتا ہی نہین ملتا اگر وہ نازنین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین

...کی گرمی سے بچارسے کھانے لگتا زیاس
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین

...ن سی شب کو دہبت ہتا نہین آغوش مین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوے یار
اس سعادت کا شرف بر ہما ہوتا نہین

...بار راہ مین گو آج ہم آن بے سوار نہین
سمند عمر منزل طی کریگا وہ تیز رو نہین

...لے تنہا نہ ہو جا گر کیا طوف حرم ہمنے
اڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگذار نہین

...ل ہی سے مری قسمت مین تھی سرگشتگی لکھی
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنار نہین

...اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہی
عزیزان پانون کو پھیلائے سوتے ہین مزار نہین

...ہوای کوی قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو بار ہا دیکھا ہی جا جا کر بہار نہین

...نہ ہو وا آنسو گرے یا دا آئی ہین ان آنکھون سے
اڑائی خاک ہی میرے چمن کے آبشار نہین

...امانت روح کی جھونکے عزرائیل سے تونے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبار نہین

...نہایت عید کی نو روز کی اُس گل کو شادی ہے
رہا ہو جائین گے کیا بیضہ بلبل قطار نہین

سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی
خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا ...
بدن مین جان تازہ ...
عجب خوشبو ...

تیرے کشتہ ہیں ہم آنکھیں ملیں گے
نہ دل اے لعبت چین عطر گلزار
نہیں اک مرد کو دنیا سے مطلب

ہمارے سنگ مدفن پہ ہزار و ل
گلا کاٹیں گے گلشن پر ہزار وفا
مریں نامرد اس زن پر ہزار جلا

عجب کیا ہو اگر پروانے سے شمع
ملیں آتش کے مدفن پر ہزار دن

واشد دل کے لیے جاتے ہیں نادان باغ میں
مرگیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ میں
ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف کی
غیر ممکن ہی اسیری میں شگفتہ خاطری
شیشہ کے منہ کیطرح رکھتا ہو دروازے کو بند
چشم بلبل میں جو پیدا ہو سوادِ اہل علم
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
روے زیبا تیرے دکھلایا ہو جا کر بے نقاب
شوق کوے یار میں روتا جو ہوں دل کھولکر
قتل کرتا ہو محبت کی نظر سے دیکھنا
تشویں میں سنبل کی تو نے بنائی کیا یہ
سنبل ملکر دھوئی ہاتھ نہیں جو تو ۱ ...

گل گریبان چاک ہیں بلبل ہیں نالان باغ میں
اسکے بوٹوں میں نرمی بیسنے گلستان باغ میں
تیر باران ہو گیا ہے یا رباران باغ میں
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ میں
باغبان کیا سیر کو آئیں ہیں پریان باغ میں
برگ گل ہو جائیں اوراق گلستان باغ میں
بو سے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ میں
آب جو ہی صورت آئینہ حیران باغ میں
اشک شبنم کیطرح جاتے ہیں مہمان باغ میں
سرو قمری کے لیے ہی سیف عریان باغ میں
آ گئیں اے باغبان شاخ ترلزان باغ میں
پھوٹکر نہر سے نکلیں نخل مرجان باغ میں

ب باغ سے ترے قد بالا کا دیوانہ ۔ بہت رویا گلے مل مل کے سرو گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلایئے سیر کی مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

رے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون ۔ مائل سو سجود سحر پر غرور رہون
ر کیجیے جو سفید و سیاہ مین ۔ ظلمت جو زلفین ہون تو وہ سیارۂ نور ہون
ہی دیکھا ہون مین انکو جواب صاف ۔ سمجھا ئین اب جو یار ترے بے شعور ہون
شون مین تنگ چشمونکے پھر بھی ہین بخیل ۔ ہر چند ناتوانی سے مین پا سے مور ہون
فنا بھی خاک رہ یار ہونگے ہم ۔ ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
نا ہو کیا یہ محتسب سنگدل غضب ۔ شیشون کے ساتھ دل کہین چور چور ہون
نال پاے یار مین آواز صور ہو ۔ بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون
تے جوش گریہ کے نالان ہون پر خاک ۔ سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
یا ہی غیر کس لیے کٹتا ہے یار کیون ۔ حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
اقی چمن مین آگ لگائی بہار نے ۔ رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون
بت جو یار کرتے ہین مجھ پر خدا سے عشق ۔ انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
ل مین ان آنسونکے سراسر بھرا ہی رنگ ۔ ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
ونے کی ٹھہر جا لیت پوا نگان عشق ۔ ابر بہار دیدۂ جوش و طیور ہون

رم طواف کعبہ ہو اب کچھ غرض نہین ۔ آتش بتان ہند پری ہی دل کہ حور ہون

بلبل کو خار خار دبستان ہر اندنون — ہر طفل کی بغل مین گلستان ہر اندنون

زنار عشق بت مین گت جاین ہر اندنون — ناقوس بر ہمن دل نالان ہر اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہر اندنون — سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہر اندنون

دامن ہر اپنے ہاتھ مین کس شوخ کا — پیش نظر ہلال گریبان ہر اندنون

باغ جہان مین جو ہو گرفتار ہو ترا — آزاد ایک سرو گلستان ہر اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنونکی اب غزل — ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہر اندنون

کافر ہوا ہو صنم جو خریدے نہ تو اسے — سستی ہے مول خون مسلمان ہر اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہر گرم آجکل — دیوانہ پری ہو جو انسان ہر اندنون

ہستی کا ان ہون کے فسانہ کہان نہین — مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہر اندنون

صدقے جیکو ہوتے ہین خار یار کے — وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہر اندنون

آتا ہو سیر باغ کو وہ گو ہر مراد — پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہر اندنون

قد سرو چہرہ گل ہو تو سنبل ہو زلف یار — گھر خانہ باغ ہو جو وہ مہمان ہر اندنون

جوہر شناس جمع ہین آپس ہی معرکہ — شمشیر ہو وہی کہ جو عریان ہر اندنون

برق کو اسیر عبث گرنے کی ہین تیاریان — برگ گل ہی آشیان کو اپنی ہین خطاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج — بیڑیان منت کی بھی پہنین تو عین بہار جان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آ گئی — کیا اسکی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیوار مین اکٹھی ہو کے زندان ہو گئین

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان
روح سے چھوٹا ہی یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچہ مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسیکے منھ پہ ای قاتل کہان

قدرت اللہ ہی نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالی کالی تل کہان

دسترس کسدن ہوا بند قباے یار پر
واہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوئے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طی ہوئی ہی کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

جو ندے ایذا کوئی ایذا نہین دیتا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

بھیک کسکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہی
دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریاے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہی مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیری مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہی مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہی عدم مین جاکے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندہ کیطرح
ہوشیاری کے فریبے آشنا غافل کہان

جنبش ابروے قاتل مین ٹھہریگا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے
کیون ہوا سیری طرح آتش کسی کا دل کہان

پہونچا سزا کو اپنے ہی بیداد گر کہاں | دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہاں

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہاں | ہستی سے کر چکا ہوں عدم کو سفر کہاں

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ | گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہاں

لون بوسہ کسکا ہے دہن یار ناپدید | کیسے ہوں ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہاں

تا حال آنکھوں نے نہیں سیر بہت کی | میت اٹھا کوے یار کہ ہمکو سفر کہاں

زاغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا | کہتا ہمارا مغز خروس سحر کہاں

آہن دلوں سے چشم کرم ہے خیال خام | کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہاں

حیران کار رہتے ہیں آئینہ کیطرح | آنکھوں سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہاں

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے | پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہاں

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہیں خیال | اپنی خبر نہیں ہے آتشیں میری خبر کہاں

اندھیر آنکھوں میں ہے اجالا ہے ناپدید | پردے میں تب چھپے ہی ایسی سحر کہاں

سودا نہیں ہے گیسوؤں کا یار کے کسے | ان دو بلاؤں سے ہے کسیکو مفر کہاں

خرماے لب کے بوسہ کا چکھا نہیں مزا | توڑا ہے نخل حسن کا ہنے ثمر کہاں

دھوکا نہ دے سکیگا مجھے زلف یار کا | سنبل کے پاس طرہ ہے ہر چند سر کہاں

دم کیا بھریگا کوئی محبت کا یار کے | میرا سا دل کہاں ہے مرا سا جگر کہاں

قید خودی سے چھوٹ کے جاتی ہے گور میں | آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہاں

| آج مجبور رہین وہ کل جو تھے مختار قدم | یہ صدا آتی ہی زنجیر سے مجھ مجنون کی |
|---|---|

اب رحمت کریگا آتش چھڑکاو
خاک پر رکھین گے مجھ رند کے ابرار قدم

| | |
|---|---|
| چمن مین رہنے دے کون آشیان نہین معلوم | نہال کسکو کرے باغبان نہین معلوم |
| مرے صنم کا کسی کو مکان نہین معلوم | خدا کا نام سنا ہی نشان نہین معلوم |
| اخیر ہوگئے غفلت مین دن جوانی کے | بہار عمر ہوئی کب خزان نہین معلوم |
| یہ اشتیاق شہادت مین محو تھا دم قتل | لگین ہین زخم بدن پر کہان نہین معلوم |
| سنا جو ذکر الہی تو اس صنم نے کہا | عیان کو جانتے ہین ہم نہان نہین معلوم |
| کیا ہی کسنے طریق سلوک سے آگاہ | مرید کسکا ہی پیر مغان نہین معلوم |
| مری طرح تو نہین اسکو عشق کا آزار | یہ زرد رہتی ہی کیون زعفران نہین معلوم |
| جہان دکھا رہا ہون بیخبر مین مست | زمین کدھر ہی کہان آسمان نہین معلوم |
| سپرد کسکے مرے بعد ہوا امانت عشق | اٹھائے کون یہ بار گران نہین معلوم |
| خموش ایسا ہوا ہون مین کم دماغی سے | دہن مین ہی کہ نہین ہی زبان نہین معلوم |
| مرے تمھاری محبت ہی شہرہ آفاق | کسے حقیقت ماہ و کتان نہین معلوم |
| کس آئینہ مین نہین جلوہ گر تری تمثال | تجھے سمجھتے ہین ہم اپنی جان نہین معلوم |
| ملا تھا خضر کو کس طرح چشمہ حیوان | ہمین تو یار کا اپنے دہان نہین معلوم |
| کھلی ہی خانہ صیاد مین ہماری آنکھ | قفس کو جانتے ہین آشیان نہین معلوم |

ردیف نون

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کیطرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ ہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب بستر اغیار سے قدم
آگے ہم عمر دوان سے بھی چلے چار قدم

کوے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھکو دور
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہو نہین نہ رونین مردونکی طرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا کا مجھے دکھلا ونگے دیدار قدم

جوش وحشت مین کبھی مین جو تھکے نہ اسیر دو گا
لیگئے حسرت بہ خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑتے ہین ہر گام گناہ
جب اٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ بیابان بھی دکھلا مجکو
رہین لپتی و بلندی سے خبردار قدم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہی
روتے ہین دیکھ کے خندان وہین جام کو ہم

یا نہ رکنے کی جگہ ہی یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہی
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی جچتی ہی کہین پردہ نشین
سُنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم

ہین قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہی حلال
کسی غماز سے بھجوائینگے پیغام کو ہم

پانون پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدۂ یار نہین کیا اُسے کیف مے مین
بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم

سبزۂ خط سے ہوئی اُسکی کدورت وہ چند
اب صفائی کیلیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم

وہی تحصیل محبت کا ہی عالم تا حال
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوے خام کو ہم

لطف حاصل ہو جو زلفونکی گرفتاری کا
مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم

کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہی
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہی خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم

جس نے دیکھا تمھین وہ ہی گیا
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم

کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاؤ
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم

حسن مین آپکے ہی شان خدا
عشق بازونکے سجدہ گاہ ہو تم

آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
نکہ دست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

دردِ دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کو ہوا اسکو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہوتا ہو تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرتِ جلوۂ دیدار بہت ہو مجکو
چاہیے مجکے لیے آئینہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوے اُس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کیطرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اُسنے بہانا شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہو جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارونکا خزانہ شب وصل

چاندنی آئینہ مین بیٹھے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانا شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہو
آجکل تیر دعا کی ہو نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے
جان جاتی ہو کہ ہوتی ہو روانہ شب وصل

عاشقونکی کشش دل ہو کہ لائی ہو اُسے
چاہتا ورنہ خدا سے ہو زمانہ شب وصل

آتش اُس گل کو ہو لیجا کے چمن مین کہنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہو یار کا آغوش مین آنا شب وصل
پیرہن مین مجھے مشکل ہو سمانا شب وصل

سجدۂ شکر خدایا مین کیے رکھتا ہون
پانْون پر یار کے سر کو جو جھکانا شب وصل

| | |
|---|---|
| طلسم تازہ دکھاتا ہی دیدۂ دل کو | کشادہ چہرہ کئے ابرو دہان جانان تنگ |
| رہے نہ لالہ و گل سے کوئی جگر خالی | بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ |
| سمائی زخمونکی بدھی جو تیغ نے تیری | خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ |
| نصیب شانے کے پیدا کرے دل صد چاک | بغل مین لین اُسے وہ گیسوئے پریشان تنگ |
| وہ دل ہی جسمین تصور ہو خوش جمالونکا | وہ گھر ہی جسکو کر رکھے ہجوم مہمان تنگ |
| نکل کے خانۂ زندانسے مین کدھر جاؤن | جنون کے جوش مین ہی جہانکا میدان تنگ |
| یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین | نکل گئے ہین ہین مین ہنسے ہو کے دندان تنگ |
| بہار گل مین جو دل کو ہوائے صحرا ہی | ہوا ہی روح کو قالب اپنے زندان تنگ |
| شکار مومن و کافر ہی کھیلتا وہ ترک | کمند زلف سے ہین ہندو مسلمان تنگ |
| نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اُلٹے | یقین ہی کثرت پروانہ سے ہوا یوان تنگ |
| بہار گل مین جو بین چھپیان اون اسکی | کلاہ دبانے کو پہانسی کلہو گریبان تنگ |
| نہ کھینچو سر آتش پر اپنا سایہ ہما | فقیر کے ہی بدن مین قبائے سلطان تنگ |

## ردیف لام

| | |
|---|---|
| ہوس کا مددگار ہی شاہ نجف ہی دل | حامی ہی ترا شبیر خدا لا تخف اے دل |
| بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہی | کعبہ کو تو لد سے ہی اسکے شرف اے دل |
| ہیوا نسطہ ہی احمد مرسل کا خلیفہ | دنیا کے طلبگار کریں حق تلف اے دل |
| معصوم ہی عیبون سے زمانہ کے بری ہی | وہ لالۂ بیداغ و در بے تکلف اے دل |

ردیف کاف فارسی

روشن ہو جس سے منزل دل تو وہ شمع ہی — دم کنے ہو تیرے مظہر حسن و جمال خاک
نقش قدم کو تاج سر اسکا ہون دیکھتا — افتادگی مین رکھتی ہو سیر آسمان خاک
سودا رہے گا سر کو بہت روتے یار کا — قدرت کے بعد ہوتے ہین مٹی جن ان خاک
اس سیم تن کا جب سے زمین پر گزر ہوا — ہم لکھو مین بیاریون کے ہو اسد شمال خاک
پیدا کریگا جسم سے زیادہ بار ظرف — مجھ منت کی نلے جو تجھے ای کلال خاک
اس رو سے استین کی ہوا مین رنگ گو — گا ہے عبیر مٹی ہو گا ہے گلال خاک
غنچہ ہو شگفتہ تو یہ جو کین جو باغبان — تیرے قدم کے نیچے کی ای نونہال خاک

صورت بگڑ گئی تھی ہر اے ماہ چاردہ
بہزاد بیتون کا رکھتی ہو آتش کمال خاک

بہار مین یہ ہوا ہو گر اگریبان چاک — ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک
صداے غنچہ گل کے ہی کھلنے سے آتی — کرے جو تنگ گریبان ہر اسکے شایان چاک
بناے ساغر مے جو کمہار تیرے لیے — بنائے ہون کہ و خورشید چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیند کے پھول تو یہ کھلا — کریے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھاوےگی اپنے جوہر روح — کھلے گا مطلب خط جبکے ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اتاریگا بہار گر کرتے — بہار مین بدن اپنا کرینگے عریان چاک
کرونگا زلف کے سودے مین تار تار لباس — دکھائی دیگا ترے جیب کی پریشان چاک
بلا دن پرہن گل سے کیا لباس اپنا — ہوا نہین کبھی دست جنون سے چندان چاک

زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہو گیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف
مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق

نام زو مشہور ہین شہر حسینان ہین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق

دل جگر داغون سے دونون ہین نکان مراد کی
کشور تن ہین ہی جاری سکہ سلطان عشق

تولتے ہین موتیون ہین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہی نمکخوار دنکو اپنے خوان عشق

ایکدن تیرے کمر کا طوق ہونگے انکے ساتھ
ایصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
اپنے خاطر ہی مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یکقلم
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان ہین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلی ہی اس سے شان عشق

## ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک
وہ گلعذار ہی یکتا ہزار کے نزدیک

خدا نے کی ہی عطا اس صنم کو دولت حسن
طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک

قفس تک آئے جو لیکر چمن سے نکہت گل
یہ فاصلہ ہی نسیم بہار کے نزدیک

شراب پینے کی کرتی ہی فصل گل تکلیف
دن آتے ہین بط مے کے شکار کے نزدیک

گر دور کوش سے میخانہ دور ہو ہر چند
کرم کرے تو ہی ابر بہار کے نزدیک

فراق یار میں رہتا ہی یوں تصور گور — خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف
نہوگا ہمسفر روح پیکر خاکی — یہ جسم سوے زمین روان ہوگا دم سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے میں ای آتش
خدا پرست ہی چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہی جیسے تمھارے خیال سے واقف — کہ چار خلط نہ تھے اعتدال سے واقف
کمال ہو جو ہوا اپنے کمال سے واقف — کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف
خدا کرے نہ تمھیں میرے حال سے واقف — نہو مزاج مبارک ملال سے واقف
نہیں جو زور دستبرد ماہ و سال سے واقف — وہی ہی خوف زمانے کے مال سے واقف
پھیرنگی آنکھیں تمھاری حال سے واقف — جلا کے طور کریگی جلال سے واقف
زبان سے کسی مہ پارہ نہیں سنتے — زیادہ ہیں ترے نقص و کمال سے واقف
جبیں ہی کیا جسے ان گیسوؤں کی مشاطہ — ہنوز شانہ نہیں بال بال سے واقف
دعاے خیر ہی ہر مری حسینوں کو — نہو کمال تمھارا زوال سے واقف
مراد پر نہیں آیا ہنوز حسن شباب — گل و ثمر نہیں اس نونہال سے واقف
فنا نہ طور تجلی کا سن کے کان کھلے — تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف
وہ کام کرتے ہیں جو دل اشارہ کرتا ہی — بتنگوں سے ہیں تو تمھال سے واقف
کہا یہ اس نے نہ سودا کسی کو زلف کا ہو — ہوا جو مجھ سے پریشان حال سے واقف
فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ — تمام ہو گئے ہم کمال سے واقف

ممکن خزان نہووے بہار شباب کو — گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی میں رخ یار سے فروغ — رکھتا ہے ناحق آرزو خار زن چراغ

عالم میں جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح — ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجائیں کوے یار میں مجکو جو پاے شوق — روشن کروں میں جا کے میان چمن چراغ

مجبور ہیں نہیں تو اندھیرے میں گور کے — مرقد پہ جلائیں بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے جو وہی تو میں روشن کیا کریں — غربت زدوں کے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خداداد کی طرف — مسجد میں تو جلائیگا اے برہمن چراغ

ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہیں — بجھکر یہیں رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ — چڑھ خاک پر مزار کے تو اور بن چراغ

## ردیف فا

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین جو بو لیتا ہے تو صیاد کی طرف

پرسوں سے قد یار کا مضمون نہیں بندھا — مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف

مستی سے ان لبوں کو تعلق جنہوں کو ہے — تھوکیں کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری — گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

آئے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو — جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف جو خیال آیا آپ کا — دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر | رات ہو جاوے تو دکھلاتا ہے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور میں
غم نہیں اس کا ہوا اپنے سر مدفن چراغ

تمیاں اسکی بنا کر میں کروں روشن چراغ | باؤ سے اڑ کر بجھا دیوے گر مرا دامن چراغ
رات بھر جلتا ہے یہ آنکھوں پھر جلتا ہے وہ | دلکو دیکھیے اور اپنا سینہ آہن چراغ
قلب ماہیت گداز عشق سے ہوئے اگر | موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ
تازہ ہو جاتا ہے یاد رفتگان سے داغ دل | کاروان کرتا ہے آتش پرانہ میں روشن چراغ
بسکہ جلتے ہیں حسد سے دیکھکر میرا فروغ | روز اڑایا کرتے ہیں ہندو دسے دشمن چراغ
امن میں رکھتی ہے شر سے تنشہ کی روشن دلی | چور پھر جاتا ہے گھر میں دیکھکر روشن چراغ
تیل کا مقدور تو اسکو نہیں باقی رہا | گھر جلا کر اب کرے روشن کرے دشمن چراغ
روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہے سیاہ | دنکو ہو ویگا ہمارے گھر میں کیا روشن چراغ
کون کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے | بن گیا ہے آسمان سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ
جا نہیں داغ محبت کی دل عشق میں | خانۂ خالی میں کبھی جاتا نہیں روشن چراغ
دوستداری کے قرینے آشنا ہو دے اگر | اپنی ہمدردی سے جلا دے راہ میں دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رو ہو گئے ہونگا مگر گرم
آتش افروزی کرین باہم ہوں جب روشن چراغ

خاک ہو جاتی ہی جلکر ہمرہ پروانہ شمع
ہی تو زن رکھتی ہی لیکن عزت مردانہ شمع

شام کو آتی ہی وقت صبح کرجاتی ہی کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہی مسافر خانہ شمع

تیری محفل میں اگر دیکھے مری گستاخیاں
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا آنکو
موم ہو کر بہ گئی سنکر مرا افسانہ شمع

گریہ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کر چکی لبریز اپنے عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہیں پروانہ کا سمجھے رہے
آشنا کو آشنا اور بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنا ہی حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہو
گور پر دیوانے کے لاتا نہیں دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نہان اسکو اشارے سے یار
کرتی ہی محفل میں تیری سجدہ شکرانہ شمع

روے روشن سا تری رکھتی نہ رخ روشن اگر
جان و قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لاتی ہی ایمان یہ کسکا مصحف رو دیکھکر
رکھتی ہی اشکوں سے اپنے سبحہ صد دانہ شمع

دل میں رہتا ہی خیال چہرہ پرنور یار
پرتو مہتاب سے رکھتا ہی یہ کاشانہ شمع

چشم غول آنکھ میں پھر جاتی ہی انکے شعلہ سے
یاد دلواتی ہی مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکس روے آتشیں سی تیرے ای گل پیرہن
زلف شبگون میں ہوا ہر ایک رخسارانہ شمع

سر کو آتی اگر مجھ سخت جانکی طرح سے
ڈالدیتی آہن کا گلیر میں دندانہ شمع

روشنی دیکھے کلا رب کو نسا رشک سی
ڈھالتا ہی اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع

غیرت مہمان ہی لازم چاہیے دیوانہ کو
دیر تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

نشتر قسمت ہی کوئی عاشق ہوا آتش اگر
ہاتھ لیتی ہیں نئے پر پری ہر خوبی پروانہ شمع

نشۂ عشق کا اثر ہی شرط
لب خشک اور چشم تر ہی شرط

بے خبر ایکدن سفر ہی شرط
کہنے رکھتے ہیم خبر ہی شرط

مست تیرے مئے محبت کا
دین و دنیا سے بے خبر ہی شرط

صندلی رنگ سیکڑون معشوق
عشق بازی کا درد سر ہی شرط

قول پر قول ہے تمھیں یار سے ہی
شرط پر شرط شرط پر ہی شرط

کہون کیونکر میان یار کو ہیچ
جسم کے واسطے کمر ہی شرط

زلف خوبان درازہ لازم ہی
خال کو تاہ و مختصر ہی شرط

قابل گوش سیکڑون گوہر
گوش بھی قابل گہر ہی شرط

یہ تمنا ہی بندگی تیری
اس قدر ہو کہ جسقدر ہی شرط

گلشن عیش کے نظارہ کو
مثل غنچہ گرہ مین زر ہی شرط

تو برے توڑنے کے لیے
ساقی غیرت قمر ہی شرط

لب شیرین سے میٹھی باتین کر
زہر مین زہر کا اثر ہی شرط

جھوٹے سچون کا دیتے ہین دھوکا
جوہری کے لیے نظر ہی شرط

عشق مین صبر کا رنگ کل ہی
دل کے خون کرنے کو جگر ہی شرط

طور سے کیا کیا تجلی نے
حسن بے پردہ سے حذر ہی شرط

عندلیب سیرتی مین روے نگین
سیر گلزار کو سحر ہی شرط

معرکۂ عشق کا ہی میدان آتش
پانون پر تیغ زن کے سر ہی شرط

آفت جان ہو ترا ای سروِ گل اندام رقص ۔۔ ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے ۔۔ بام پر گویا کرین ہون اور زیر بام رقص
کسطرح کرتا ہو نہ ذلت گوارا آدمی ۔۔ فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے ۔۔ بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
ای دل پروانہ بیتابی سے کچھ حاصل نہین ۔۔ ہو سکے طاوس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ ۔۔ خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب ۔۔ بھر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگرو کی صدا ۔۔ بیقرار رکھی ہی تری یا ایدل ناکام رقص
ایکدن لایا تھا جام وتر سے ہو سبھون تلک ۔۔ آجتنک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کا ز ذلت مین خیال خام ہی ۔۔ عمر بھر تا ص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہی ۔۔ کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین کھلکے سیر عالم نیرنگ کر ۔۔ قلقل مینا ہی نغمہ اور دور جام رقص
دل اپنی پہلو مین آتش پیش از بن بیتاب تھا ۔۔ یہ وہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

## ردیف ضاد معجمہ

کام ہی شیشہ سے ہمکو اور ساغر سے غرض ۔۔ مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہی معنی کی طرف ۔۔ جیب صدف سے مدعا تھا اب ہی گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی ۔۔ زر کی خواہش ان حسینوں کو ہی زیور سے غرض

ردیف شین معجمہ

| | |
|---|---|
| بسکہ اسکو سے نمی ہے سرے گھر میں نہ دشت | منعدی کی ٹٹی سے رستی ہے ہر اک دیوار سبز |
| یکیے کس کس کو دو دو زمین تباکرتا ہے قتل | سرخ اک بیجا غضب ہے تمہارا شلوار سبز |
| کون کہتا ہے نہیں عتاب لب اسکو عشق | چہرہ آتش ہے خط چہرہ دلبیار سبز |

## ردیف سین مہملہ

| | |
|---|---|
| کرتے ہیں جب یار سراغ پر طاؤس | زخمی کو نہیں اسکے دماغ پر طاؤس |
| صیاد بھی زخمی ہی اسی بات سے گئے دونوں | جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس |
| محتاج نہیں روشنی عاریتی کا | داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس |
| اے ابر ترے عشق نے یہ رنگ کیا یا | ہر داغ ہے اک لالہ باغ پر طاؤس |
| دھویا کرے باران بہاری اسے آتش | چھٹنے کا پرون سے نہیں داغ پر طاؤس |

| | |
|---|---|
| ذرہ خورشید ہو پہنچے جو در یار کے پاس | سایہ بن جائے ہمالوٹ کے دیوار کے پاس |
| طرۂ زلف ہے زیبا نہیں رخسار کے پاس | خوشنما کتنے ہیں گوئے کمر یار کے پاس |
| کوچۂ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں | در کے نزدیک کبھی ہوں کبھی دیوار کے پاس |
| سیکڑوں تشنۂ دیدار ہیں معلوم نہیں | کسکی قسمت کا ہے پانی تری تلوار کے پاس |
| سجادہ دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار | سایہ کو آنے نہ دوں میں ترے دیوار کے پاس |
| تکدر غنچہ چمن کی ہے بہار آئی ہے | جھومتا ڈالا ہے صبا نے گلزار کے پاس |
| کب جواب آئے خط شوق کا دیکھیں | روز ہوا آتا ہوں ہر کارۂ اخبار کے پاس |

ردیف صاد

ترے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہی خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے
رکھتا ہی اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

زاہدانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہی ہم
مدت ہوئی کہ ہی سر و دستار سے بگاڑ

## ردیف زاے معجمہ

ساتھ ہی بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹی ہی مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مرے تار زنجیر مین بھی
پانون تو سست ہوے ہاتھ مین چالاک ہنوز

کون کہتا ہی بسر ہوگئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا ہی نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہی کیا عالم ہی
نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز

کیا کرون اسکو نکلے جو بخار دل کا
دو سمندر ہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہی کسواسطے می کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین سیر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہی زمین کی آتش
وہی گردش مین شب روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہی بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین ہین یار کو بیل سخن ہنوز
معدوم ہی کمر کی طرح سے دہن ہنوز

اس قدر تو سعی کرتا ہون مین پرا بہشت مین
پانون کا میرے پسینا ہے روان بالاے سر

فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ
جاے دود کھلائی دیتا ہے دھوان بالاے سر

لکھ کے خط حسرت مین تا حد کہ نہین پنجنے پرا
چاہیے ہے ہُد بنا دے آشیان بالاے سر

ایکدن تو بام پر سے روے نورانی دکھا
پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالاے سر

صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دل عزیز
آنکھون پر رکھتے ہین پر اسکو جوان بالاے سر

کون سا گلر دلے گا مہندی اپنے پانون مین
بوتے ہین نخل حنا کو باغبان بالاے سر

حسرت شاہی ترے در کے فقیرونکو نہین
تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالاے سر

کس جگہ زیر زمین تیغ مین آہستہ چل
پانون پڑتے ہین ترے ایجان ہان بالاے سر

میل آرایش چراغ حسن کو دیگا فروغ
سرخ بتی باندھیگا وہ بی نشان بالاے سر

ہے یہی دیوانہ کسی گلرو کا ہوے اے کریم
آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالاے سر

تا ابد سر مین نہان کیون مین سودا زلف کا
موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالاے سر

آرزو ہے پانون پر اسکے ہمارا سر ہوا اور
دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالاے سر

کون سا حلقہ ہے جسمین کہ دل عاشق نہین
طرۂ گیسو ہے اس گل کو گران بالاے سر

ناے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
کیون اٹھایا جا رہا ہے آسمان بالاے سر

اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش
روز محشر ہوگی چشم مردمان بالاے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے میں ہے زرہ نے خود ہیان بالاے سر

کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع
جائز رکھا ہی سجدہ انھون نے گیاہ پر

دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر

شہر بتان مین حوصلہ فریاد کا نہ کر
یان رسم دُرّے پڑتی ہے دادخواہ پر

مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے
ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہی برج دلو کا شک مجکو چاہ پر

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمانی بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہی رگِ خندان بہار
تیر باران بلا ہی مجکو باران بہار

بے بقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار

زلف کو سنبل سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط
باغ بے سنبل ہی بے شیرازۂ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی
کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہو وے جو آنکھون مین سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

آب جو بینا ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کے ساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہی ریزۂ خوان بہار

جنون لیلی بیابان کو یہین باز آیا گلستان سے
یہ عبرت سینہ کوبی ہے وہ صرف لعل ماتم ہے

خروش آئی ہے کسے چشمک نے نرگس کی سوسن پر
مرے ماتم سے رقت رہتی ہے اک سنگ آہن پر

ہر اک مصرع مین بیان مضمون ہے آتش دوستداری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانانِ چمن نازان ہین اپنے جوبن پر

نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
برہ پروانے سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشے کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہے لازم خاکساروں سے
پیادے غالب آئے ہین سوارے پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اُڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر

حشیم اکثر آئے ہین تماشا دیکھنے اسکا
کمند آہوے شہری ہے اہ سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اسنے دل جلایا ہے
جو بس ہو تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

ندیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ ہونا باقی نہین ہے دار آہن پر

زرہ جسدن سے اے قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلا و نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانے کو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کیسی طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفید اے یار ہووے گی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

اس ترک سے جو کہیں ہیں صحرا میں جا پڑا کبھو
جھنجھلا کے کیا ہی کتے چپڑ وائے ہیں ہرن پر

شستو کی تری قبر میں نہیں جو دیکھ لیتا
زندہ نکو ہوگی حسرت مردونکی کفن پر

دو بیل ہوئے پیدا اک نخل حسن میں سے
با دام بستہ صد ز اس چشم اس ہرن پر

بستا ہے کیا جو آتش مرتے ہیں اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس پلید دگر شن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا ہلائے جان ہے اس تلوار پر

شرم ہے وہ شرگیں آنکھیں جھکی جاتی نہیں
رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر

خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک کھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر

چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف
ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر

کھینچتا ہے آپکو دور اسقدر کیوں آفتاب
سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر

کیا گردن پست بلندی راہ الفت کا بیان
چاہ میں اک پانو ہے اک پانو ہے دیوار پر

مر مٹی جھونہ میری آہ کیا اے سرکشو
پھونکا ہے دیگی گر پڑیگی جب یہ بجلی خار پر

حسن کے منھ کی نقاب الٹیں گے بیماران عشق
مہر توڑینگے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیوں نہ پہچانے عاشقو نکے دل وہ زلف دراز
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رو دیا ہے عاشقوں نے ابر باراں کی طرح
تم نے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اترا ہے گیسوے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

تشبیہ پگڑی سے قاتل کی میں لیا تشبیہ دوں
داغ کا دھبا لگا ہے لالہ کی دستار پر

دل تو کہتا تھا نکل ملنے کو پر چلتے وقت
بستر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی اسوقت کر لاغر پایا
کشتی گرنے کو ہوئی باد بہاری تیار

اس قدر تنگ گریبان نہین پایا یارے
پھانسی دیکھیے اسے گردن ہے ہماری تیار

سرمہ اندھیر تھا قہر قیامت مستی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار

ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر
بڑھی زخمون کی کرے تیغ تمہاری تیار

رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت
خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار

زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہوئی
اے فلک تنگ نہو گور ہماری تیار

اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین
نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار

ضد سے دھیان اسکو تکلف کا نہ آیا ہرگز
رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار

تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

کیر یار کا شک انکی کمر پر جو پڑا
پہاڑ کھانے کو ہوے بوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اڑ جاؤ
پاؤن کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پڑے
لادے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو فرار
رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

| | |
|---|---|
| علیمی نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا | درد فراق کو کرے پروردگار دور |
| اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث | چھوٹا ہو مجھ غریب کا مجھسے دیار دور |
| گردن نہ زخم ہو شمع صفت گو جہانیان | تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور |
| مضمون باندہ لاتی ہی فکر ادنی عرش سے | ڈھونڈھا ہی جب تو ہمکو ملا ہی شکار دور |
| رو پوش ہی جو ناز سے اسکا گلا نہین | نزدیک دل سے ہو رہے آنکھون سے یار دور |
| کیف شراب مین ہی مزا فکر شعر کا | رکھتا پیادہ سے ہی ارادہ سوار دور |
| بنتی ہی جان پر جو حرارت سے عشق کے | کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور |
| تسکین کے لیے ہم گئے منزل مین گور کے | ہو جئے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور |
| وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہی | وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور |
| فرقت مین یار کے سخن تکیہ ہی مرا | مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمت گذار دور |

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

| | |
|---|---|
| قصہ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر | ہیچ در ہیچ ہی خاموش ہی رہنا بہتر |
| ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے | بند ہونے سے ہی ناسور کا بہنا بہتر |
| دونون پاؤن کی ترے یار کرون کیا تعریف | بابنیا وہین سے تو ہیر بائین سے رہنا بہتر |
| یار کو دیکھیے بناکے شب مرمین اُسسے | ملگیا کوئی اگر کھیونون کا گہنا بہتر |
| نفس امارہ سا رکھتا ہی یہ سرکش دشمن | آدمی کے لیے غافل نہین رہنا بہتر |

۷۷ آتش

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ
بس ہی انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ

بشمسِ و دست پس از مرگ نہین گے ہمین
نقش حب کا ہی مرے سنگ لحد کا تعویذ

دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درویش
نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ

جذبۂ دل سے پریرویونکو تسخیر کیا
نہ تو کاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ

ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی
لکھ کے کس روز کنوئین مین نہ ڈالا تعویذ

مری تکلیف نہ کیونکر کرین ان انکھونکی بام
موے سر اپنے سیہ برق سنہرا تعویذ

نہین ٹلتی کسی صورت سے بلاے مبرم
ڈھونڈھتے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

## ردیف را

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا لگی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے سینہ مین ممکن نہین دل کو پناہ
قلعہ مین تیر قضا لگتا ہی بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے گیا تھا لیکے بلبل کو اسیر
ہاتھ پر میا دستے سنبھلا لیا پر توڑ کر

پھوڑنا تیشہ سے اپنا سر تھا امی کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بدمستی مین کبھی
شیشہ کو منہ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

ایدل صد چاک الجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا ان گیسوؤنکے شانہ بنکر توڑ کر

درد باز ہین رہیگا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤگے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تونے لڑاکر جام سے
محتسب کہ دے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہی وہ لاابالی دیکھنا
پھیر دیگا یارو ہیں آئینہ سکندر توڑ کر

جنبشِ ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو ہنوز
پیشتر کرتے ہیں ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہوں وعدہ خلافی سے ترے اے الشیبہ
کھولا کر دروازے کو کرتا ہوں سو سو بار بند

دل میں آتا ہے کہ اک دن رکے دو ڈالوں آئین
روز لکھتے ہیں کہ آ کا تمہیں دو بار بند

حسنِ جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
کم جنگل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تو نے اک سجا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہیں قالب تہی شکر آسے دستار بند

پوچھتا ہے ظلم سے کیا باندھتی ہے کسپر کمر
باندھی ہے اسپر کمر کھولوں ترا شلوار بند

دیر میں جاوے اگر گر تو چہرے سے نقاب
منھ سے مشائخ پر تصدق بت کریں زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے لب کی
زاہدان خشک ہوں مثل زبان خار بند

موسمِ گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے میں تا چند رکھے گا مے گلنار بند

روح جب قالب میں آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس میں بلبل گلزار بند

خوبرو ہوتے ہیں شکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہوں ظلمت کدہ ہے سر میں
چاہیے ہوسکے یہ مکتوب کی تحریر سفید

لب جانان کی کبودی جو اشارہ کھلاؤں
زرد ہووے گل سوسن تو طلا شیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سخن عرق تان کی جو حکایت لکھوں
شمع کیا نوری سے ہو شامہ تحریر سفید

عید کا دن ہے قتل گیر دہ دہ ہو گا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

رنگ رخسار گل ولالہ دگرگون ہوگا
زندگی تک ہیں قیامت کے یہ دن تو گزارے
دوستداری کا گنہگار ہوں وہ دشمن ہوں
ہیں جو نوشتہ تو وہ بن جائیگی آغوش و در
خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ
تنس تن سے چھٹا میں تو چمن سے لاکر
کلہ کج نہیں رہنے کی تمھارے سر پر
ہڈیاں کھاکے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
ہیں نہ ہونگا تو نہ ہوگا یہ تمھارا الفت
کو ترک ساتھ رہے پڑھکے جنازہ کی نماز
آئینہ دیکھ کے بنانے کے نہیں شانے سے

نہ رہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مجکو کیا غم ہو اگر حشر ہوا میرے بعد
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد
گور سے آئے گی شہنا کی صدا میرے بعد
ہاتھ ملیگے گا بہت بلکے حنا میرے بعد
بوے گل کسکو سنگھا دیگی صبا میرے بعد
تنگ و چست ایسی نہ دیگی قبا میرے بعد
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد
کوئی بدنے کا نہیں شرط وفا میرے بعد
قرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد
مختصر ہووگی وہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات میں کھولوں جو ترے بالوں کو
شمع سان سوزش دل ہم سے کسی نے نہ کہی
یار کے واسطے لکھوں جو خط شوقیہ
اپنے مجلس سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم

عمر بھر آنکھ نہ ہو گر شب مہتاب میں بند
رہ گئی آپنی زبان محفل احباب میں بند
یک قلم ہو گئیں سیہ سیکڑوں القاب میں بند
دل بیتاب کو کیجیے جو سیماب میں بند

۷۴

| | |
|---|---|
| ساحری چشم فسونگر کی فسون سازی ہے | لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رخ |
| دم نظارہ لڑے مرتے ہیں عاشق اسیر | دو لب حسن کی پیش آنے سے دنیا ہے وہ رخ |
| سایہ کرتے ہیں ہما اڑکے پروں سے اپنے | تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رخ |
| گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط | کوئی ثانی نہیں لاثانی ہے یکتا ہے وہ رخ |
| کون سا ہمین تکلف نہیں پاتے ہر چند | نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رخ |
| خال ہندو ہیں پرستش کے لیے آئے ہیں | بتایا ان آنکھوں نے کی وہ بت ہیں کلیسا ہے وہ رخ |
| کونسا دل ہے جو دیوانہ نہیں ہے اسکا | خط شبرنگ سے سرمایہ سودا ہے وہ رخ |
| اسکی دیوانہ کی کیونکر نہوں آنکھیں مشتاق | دلربا سے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ |
| تا کجا شرح کروں حسن کی اسکی آتش | مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ |

## ردیف دال

| | |
|---|---|
| قاتل اپنا جو کرے کنج شہیدان آباد | دہن زخم کہیں خانہ احسان آباد |
| کون ہے جو تری دوری میں نہیں مرتا ہے | ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد |
| بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی میں نے کی | بعد مجنوں کے کیا میں نے بیابان آباد |
| مدتیں دل کے خرابہ کو ہوئیں ہیں دیکھیں | پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ دہ ویران آباد |
| سر وا کرتے ہیں تو غنچے ہیں شگفتہ ہوتے | یونہی رہ جائے الٰہی یہ گلستان آباد |
| کوچہ یار میں ہو روشنی اپنے دم کی | کعبہ و دیر کریں گبر و مسلمان آباد |
| کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے | منزل دل کو کریں آکے یہ مہمان آباد |

| | |
|---|---|
| وصل میں ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے | شام سے پھرتی ہوا آنکھوں میں مری صورت صبح |
| کوچۂ یار کو کہتے ہیں بہشت ای قاصد | یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح |
| عہد پیری میں تو کر یاد الٰہی غافل | رات تو کٹ گئی غفلت میں غنیمت ہے صبح |
| نور کا نام سیہ خانۂ گردون میں نہیں | گور میں ساتھ ہی لیجاؤنگا میں حسرت صبح |
| آتش اک رات جو تنہا وہ دلآرا ملے | سجدۂ شکر کرون پڑھکے میں دو رکعت صبح |

## ردیف خا

| | |
|---|---|
| ہوتی جو ای صنم تری سیب ذقن کی شاخ | بڑھ چل نکلتی ایک نہال چمن کی شاخ |
| مارا پڑا ہوں میں کیسے اک سوتی رنگ کا | لازم جریدہ نیں کو ہے نسترن کی شاخ |
| جو خال عنبریں ہے وہ اک مشک نافہ ہے | آنکھیں تری ہرن ہیں تو ہیں ہیں ہرن کی شاخ |
| دیکھا جو تخت روے انہوں نے دہر کو | سمجھا میں زم موے سے بھی کر گردن کی شاخ |
| اٹھے سے قد کا ترے نظارہ لگانے کا | کس کس نے ہوشیار کو دیوانہ بن کی شاخ |
| باغ جہان میں کیا کہوں کیا حال ہے مرا | سوکھی ہوئی ہے جیسی درخت کہن کی شاخ |
| روے صبیح یار کی الفت کے روگ سے | گھل گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ |
| تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے | ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ |

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

| | |
|---|---|
| گونے کیے مدار ہیں شوخ و شنگ سرخ | کندن کا اور آگ میں ہوتا ہے رنگ سرخ |

نش آسیب پری ہو صورت زیبا پری
ہر شب مین آتا ہی تجکو دیکھکر دیوانہ آج

لف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ انکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج

ل ہمارا اور اسکا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کیا ترے دم تو ہی بیگانہ آج

یرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکے نماز
کس طرح شہ جاکر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

صل کی شب ہی کہان ساقی کلفت بر طرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

یکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

ل ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہی زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

رش پہ ہی اندنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہی نہین ہی جسمین بالاخانہ آج

ہم وحدت مین ہین اپنی نیک و بد تو ہی ایک
گرگ یوسف سے برابر ہی نہین یارانہ آج

ل مشکین کو ترے از راہ بکھر معمول لون
قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج

ہی نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

شق مہجور کے مانند ہی بیتاب موج
رکھتی ہی دریا مین حال ماہی بے آب موج

ق ہونا پار اتر جانا ہی بحر عشق سے
لیچلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

بچے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

مہاری طفلی جانتے ہین ہم اسے
آ گئی گھر تک ہمارے ہمرہ سیلاب موج

فنا ہووے تو ممکن ہی سخن گوئی ہر اک
آب دریا خشک ہو جائے تو ہو نایاب موج

ہی تمکو بھی دعواے الوہیت ہی — توڑکر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا — داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

قافلو منزل دنیا ہو سراے فانی — اس خطر گاہ مین تم چھاونی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کہین ہٹتے ہین — ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سیب زنخدان وہی غبغب ہو — کس زبان سے ہین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہین — آنکھون مین دختر زر کو پیے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہون تو کہتا ہو وہ رشک یوسف — گرگ کی طرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث

شاعرو ذکر وہان کیسر یار نہو — سبز مخملی ہین زبان پر انھین لاتے ہو عبث

سایہ سان لگ چلو آتش نہ بہت یار سے تم — دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

## ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہو مرا دل مرا مزاج — بہ جاے پانی ہو کے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم — پژمردہ غنچہ تھا کوئی انار کا مزاج

دشمن نبی ہو تو دوستی سے میتی اُٹھین ہم — بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج

اکدن رکا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار — اُس گلبدن کا یا گئی ہو کیا قبا مزاج

پابوس سے ترے یہ ہوا ہو اُسے شرف — کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج

مشق ستم ہو اسطے اس لشکل شوخ کو — اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تھا مزاج

صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق لین — چھٹ جاتی ہو غذا نہین بانی دوا مزاج

ڑ گڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر — گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

نداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی — اک ایک سے ہی خواہ جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے — تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے — آئینہ چاہیے نہ رہے بیمثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے — ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط — ہو روسیاہ اسکا جو چاہے زوال دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح — دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست

آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا — خوشتر ز گوشوارہ بود گوشمال دوست

## ردیف تای ہندی

گل کو قبا پہن کے تو ای کج کلاہ کاٹ — مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہی اشارہ یہی اسے — صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا تجھے اے ناز زلف یار — سوتے ہین سو نگہ جاگتے ہین مجکو خواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آپکا کل پر نثار یار — رہ زر نہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اس ترک سا ہی کو نسا خونریز دوسرا — کسکی کمر کی تیغ کا ہی بے پناہ کاٹ

کہتا ہی سحر مین ہی اس شمع کا دھیان — تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

ای ترک تیرے قبضہ مین ابروسی تیغ ہی — جن جن حسن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موے مژہ ہر ایک چھری ہی نگہ کی — بدبین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

٦٩

وہ رشکِ باغ سیر کو آتا ہی باغ مین / کھد وکہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست
پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہی وہ کنوان / نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہی باغ مین
تا حال ہی دماغ ہوائے چمن درست

کون سی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست / دیکھیے جس کوچہ مین ٹہرائے ہین چار مست
کیکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گردستار مست / سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست
حسن کے نظارے سے ہوتی ہی کیفیت حصول / عشق رکھتا ہی ہمین بے بادۂ گلنار مست
فصل گل ہی ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ / لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست
کون یہ حیرت کو کس سے ہوتی ہی یا رب خدا / اپنے اپنے حال مین ہین کا فرو دیندار مست
حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین / مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست
میکدہ مین نشہ کی عینک کھاتی ہی مجھے / آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست
زاہدونکی پنجگانہ سے فضیلت ہی اُسے / نشہ کے عالم مین کرتے ہین جو استغفار مست
ساقی دیر و مغان سے ملتجی ہوتے نہین / دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست
دخترِ رز کے لیے ہوتا ہی اکدن کشت خون / محتسب پر کھینچے ہین آجکل تلوار مست
منکشف ہی مجھکو احوال خرابات مغان / میرے آگے کہتے ہین میخانہ کے اخبار مست
عام ہی سودا تمھاری گیسوئے پُر پیچ کا / روز زنجیر دن مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست
زاہدانِ خشک کو کیفیت مے نیا نہین / ساغرِ گل سے ہوے کسدن چمن مین خار مست

۶۷

ملت حور کی ہر صبح دعا ہی تجھکو | روز اللہ سے کرتا ہون تقاضائے بہشت

شق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز | یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریائے بہشت

ل کو حیران ہون خدا سے اپنے | کافر عشق ہون مجکو نہین پروائے بہشت

جنت سے ہی خوشرنگ وہ روے رنگین | پست بالا کی بلندی سے ہی طوبائے بہشت

لم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے | پھر وہ کافر ہی جو اسکو رہے پروائے بہشت

ور حشر سے محشر مین کہونگا مین بھی | یہ گنہگار بھی رکھتا ہی تمنائے بہشت

مل حور وشان کو یہی میری ہی دعا | تجھکو آباد رکھے انجمن آرائے بہشت

رے کوچہ کی ہوا اسمین نہ چلتی ہوگی | مر کے بھی دیکھ لین مشتاق تماشائے بہشت

ر کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین | صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت

لیے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے | اسکی ہم چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رند ای آتش
مے کوثر کے لیے ہی مجھے سودائے بہشت

ے بہار جائے خزان ہو چمن درست | پیا رسال بھر کے نظر آئین تندرست

شتہ سے جب کریگی تجھے پیرزن درست | صورت دکھائیگی نہ ای کوہکن درست

نصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین ہم | اپنے طریق مین نہین یہ بامن درست

جدہ کر ہین تجھے بت وزنار توڑ کر | چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

نگین خیال میری طرح ہو جو باغبان | ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک
کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالین میں خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز شب ہنگامہ برپا ہے میان کوے دوست
ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر ذرہ مجھے
مجھکو گورستان سا دیتا ہے گمان کوے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانہ سے آجاتی ہے نیند
ہجر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست

رشک سے کہتے ہین مینے صاف اسے سمجھا رقیب
صورت دیوار اگر دیکھی بیان کوے دوست

نقش پاے غیر پاتا ہون بس دیوار مین
آشناے دزد نکلا پاسبان کوے دوست

قاصدون کے پانون توڑے بدگمانی نے مری
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

جادۂ رہ نقش قدم ہے فاردۂ قزاق ہے
ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہے یہ
اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

تار تار پیرہن مین بھر گئی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہالی ہین ہم پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہین مسین مطلع ہے صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہے دراز
دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو بس صفائی نے دکھا یا روے دوست

۶۶

| | |
|---|---|
| اس جفا جو کو نہین قدر وفاداری کی | رایگان محنتین ہین کوششین برباد ہین سب |
| دل نہ کیونکر ہو حسینان جہان پر مائل | غیرت حور ہین سب رشک پریزاد ہین سب |
| قامت یار ہی بانی قیامت آتش | فتنہ پردازیان اس چشم کی ایجاد ہین سب |

## ردیف باے فارسی

| | |
|---|---|
| بہتر دکھائی دین ہمین شمس و قمر سے آپ | دیکھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ |
| ہوتے ہین گوش زد لب شیرین سے حرف تلخ | اپنے دہن کو صاف کرین نیشکر سے آپ |
| دربان غریب خاک کرے عرض باریاب | کانون کو بند کرتے ہین میری خبر سے آپ |
| فریاد عاشقون کی گوارا نہ کیجیے | واقف نہین ہین آہ و فغان کے اثر سے آپ |
| آئینہ تیرے جو زلف کا عالم دکھا دیا | دیکھینگے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ |
| خط نے غرور حسن کو کھویا ہی مہربان | مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ |
| اس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہین غیب دان | کچھ نازکی مین کم نہین اپنی کمر سے آپ |
| آئینہ دیکھنے کا کہان ہی تمھین دماغ | زلفون مین شانہ کرتے ہین کس درد سر سے آپ |
| اچھا ہون یا برا ہون تمھارا ہون حق کہ ہون | آگاہ ہین غلام کے عیب و ہنر سے آپ |
| کیا کیا ہمارا طائر دل ہی پھڑک رہا | کس دن شکار کھیلنے نکلینگے گھر سے آپ |
| ہوش ایسے اڑ گئے ہین خبر کچھ نہین رہی | آتے ہین کس طرف سے گئے ہین کدھر سے آپ |
| بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمین | ہر چند اس مین ناز رہین اب بھی شہر سے آپ |
| زاری بھی کرکے اپنے نصیبون کو دیکھلین | ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہمکو نہ زر سے آپ |

٦٥

۶۴

لکھتا ہوں بیت ابروِ محبوب کی جو شرح
شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع
تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو رد دوں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اس رخ کا حل ہوا مطلب
شرح سے متن کا کھلا مطلب

تو وہ مرجع ہے جس سے دیکھے ہیں
کافر و رند و پارسا مطلب

منزلِ گور میں وصال ہوا
گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب

التجا ہے یہی زبان سے مجھے
گوش سے ہو نہ آشنا مطلب

بیتِ ابرو کی کیا کروں تعریف
سوجھتا ہے نیا نیا مطلب

دہن زخم کشتگان سے ہے
میرے قاتل کو مرحبا مطلب

برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے
کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب

بند خط اس نے پھاڑ کر پھینکا
ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب

اے شہ حسن ہم فقیروں کو
ہے زبان سے تری دعا مطلب

دہن و زلف کا میں مائل تھا
کبھی الجھا کبھی رکا مطلب

حسن سے عشق کون کرتا ہے
کسکو ہے درد بے دوا مطلب

فتنہ پرداز چشم کو اوس کی
مکر منظور ہے دغا مطلب

جو کہ شاکر ہوا کہ تقدیر
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعرِ حال گو تھا میں آتش
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

جام بھر بھر کے مے ناب کے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
یار کے قد سے جو او نچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسن سے باہر کیونکر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار نہین اے ساقی
دونون آنکھون سے تری مست جو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہے
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے قایم آتش
پانی ہو ہو کے بہا ہوتا جو پتھر ہوتا

## ردیف باے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھینچے دور آفتاب
روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتا ہے بے نور آفتاب

منہ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا ہو مین
اے صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب

مہوطلیت مین بیان مہ طلعت کی ہین
سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع
آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو
چشم حربا مین پری بن جاے یا حور آفتاب

حسن غارتگر سے نسبت کون دیتا ہے اسے
تابۂ آہن ہے پیش روے پر نور آفتاب

بام پر وہ مہر حسن آتا ہے صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بمقدور آفتاب

۶۲

حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجکو دی
جب کہین دیکھا مہیا مین نے سامان مرگ کا

اسقدر گردن مری قید گریبان سے ہے تنگ
پھر نہ چھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا

دانت ہلتے ہین ہوئے ہین بال سی سارے سفید
گو رہنستی ہے سمجھ کر مجھکو شایان مرگ کا

شام ہوتے ہی شب فرقت مین آنکلی اگر
صبح محشر تک رہیگا مجھپہ احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون درپیش طے کرنا ہے میدان مرگ کا

روئے قرہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لٹا دیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کو خال سے
گوپی نے بے تفنگ نشانہ اڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

دل دیکے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سستے یہ آکر لیا دیا

ٹھہرا جو حسن یار نہ ماہ چہاردہ
دن ہوگیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا

قتل کیا ہے لیا یار نے روئے صبیح پر
فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سنکر اُسے گلال سا تمنے اوڑا دیا

سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا

بیداغ ہونے نے رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبا لگا دیا

احسان مانون حسن خداداد کا جو
پتھر سے تمکو شیشے نے نازک بنا دیا

| | |
|---|---|
| عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر | پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا |
| نیستان توکل ہے کرم نے بھر دی | سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا |
| چھوڑتا عاشق شیدا انہین بے قتل کئے | تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا |

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

| | |
|---|---|
| ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہگیا | کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہگیا |
| باغ مین ہین بلبلون کو جو اڑا کر رہگیا | خندہ زن گل ہوئے غنچہ مسکرا کر رہگیا |
| ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار | خواب سے سر فتنۂ محشر اوٹھا کر رہگیا |
| کاروان یار دنکا پہونچا منزل مقصود مین | مین بگولے کی طرح سے خاک اڑا کر رہگیا |
| پڑ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان | شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا |
| سوزش دل سے جلے لیکن زبان سے اُف نکی | صورت تبخالہ دل ہونٹھون پر آکر رہگیا |
| کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب | خون جتنا تھا بدن مین جوش کھا کر رہگیا |
| جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون نے ذکر | بید مجنون کی طرح مین تھر تھرا کر رہگیا |
| ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھپر باغ مین | پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہگیا |
| شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش | شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہگیا |
| جب نہ رہا تھا دلا اسکو وہان یار مین | بول اٹھتا تھا جگہ صحبت کی پا کر رہگیا |
| ٹھوکرون سے راہ کی ازبسکہ حالت غیر تھی | پانون اپنا یار کے کوچہ مین جا کر رہگیا |

۶۱

جلوۂ یوسف دکھایا حسن روے یار نے
وہ لب جان بخش نور دیدۂ مریم ہوا

بھر گئے آنکھوں میں مشتاق گذشتہ نشین
دور جام مے میں اکثر ذکر خیر جم ہوا

روز مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس میں وہ رستم ہوا

عاشقوں سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند
قمریوں سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھ پہچانی مجھے بے تقصیر کر کے یار
گردن اہل ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعر رنگین میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اسیر تمہارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو ہے سودا تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہے ہمکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولیگی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بیستون پیچھے بنا کھود اسکو پہلے کوہکن
دل میں شیرین کے ہوا ہے وہ جو گوہر ریز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقوں کے خون میں نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا ادس ماہ کے شبدیز کا

نشتر میں دکھلا کے آنکھیں قتل کرتا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھیں نہیں اکدم تجھے اے شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہے آنکھوں نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے ہمیں اک ساغر لبریز کا

نمائش آنکھوں سے خیال یار سے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

۵۹

دوست تھا لازم ہے اے تم تمکو مجھ پابوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

ارے آنکھوں میں گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہیں لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

شت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر میں سودا ہے چلے ہیں یار کے پابوس کا

ے سر بازار پی کر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہیں ہے شیشۂ ناموس کا

وسم گل کی ہوا پلوا کے مے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا

پا کے دامی کا تیرے جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی میں چلتا ہے جو تیری چال پر
اپنی آنکھوں پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھوں کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روئے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہیں سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی میں ہمارے بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن میں تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھ کر بت تجھکو نالہ کرتے ہیں ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت میں دل بیتاب ہے
سینہ کوبی میں ہماری غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہیں آنکھیں اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل کرے حاصل شرف پابوس کا

جنبش اُس مژگان نے کی بھیر چھری سی چلگئی
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہینگے ہم حضورِ شاہِ حسن
وقتِ شب دربار اگر اپنا مقرر ہوگیا

کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح
جبسے سودیکا ترے سر مین مرے گھر ہوگیا

رتبہ سنبل کو بہم پہونچا خس و خاشاک کا
پیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہوگیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہوگیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہوکے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اسکے دل پر ہوگیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہے پریشان حال روح
بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہوگیا

بوجھ ہے حمّال کا قاصد سے اٹھنے کا نہین
طول شرح شوق مین مکتوب دفتر ہوگیا

لعل و گوہر اُس لب و دندان سے کھوٹے ہوگئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہوگیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہوگیا

گورش عارف مین ہے گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہوگیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی وار گوہر ہوگیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ سے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہوگیا

کشور دل کو کیا غارت خط سبز رنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہوگیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی ای آرام جان
استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہوگیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیری بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہوگیا

شوق خودبینی ہوا تجھکو جو ای سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہوگیا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال بودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم عقلی کی بادشاہت کی
کھلا نا آنکھون مین اپنی یہ اک غزال ہوا

تمنا جمیل ہی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندۂ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تو نے جسکا نام
پھر اوسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھر تھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جسکا انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کون سا وہ ہے جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمہاری ابروے کج پر تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے نوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون کو جو مہندی سے نگلستان سے نکالا
سرمہ کو ان آنکھون سے صفاہان سے نکالا

کانی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین نبی اللہ کی مشتاق تھے جسکے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

نگوں ہو گیا مرگو کا بالکل پینے رہنے سے
خبر کش لی تو پوچھا حال اپنے نقیروں کا
مستغرق تصور میں ہوں میں سرطاق ابرو کی
تڑپتے دیکھ کر مجھکو کہا ہنسکر یہ الفت نے
فراق یار میں جب عشق نے مجھکو ڈبویا ہے
بدخشاں میں چھپا نا لگا کے غوطہ دریا میں

خموشی پن بھی مبتلا ہو کے ناوک کا اثر دیکھا
وہ شاہ حسن ہے ماہ ستارہ نظر دیکھا
پھیرن ایسی نگاہیں جس طرف کعبہ اودھر دیکھا
خدا کے دوست کو بیچ واقف میں شمشیر دیکھا
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
لب ساحل اے آتش و دنداں سا گہر دیکھا

کیجئے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا
صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہے اوس نگاہ ناز کا
گفتگو پڑھ جائیگی تقریر عیسیٰ نے جو کی
پڑ گئے سوراخ دل میں گفتگو کیا ہے
زندہ ان آنکھوں کے کشتہ کو وہ لب
روح قالب پیدا کرتا ہے قالب روح سے
سرمہ ہو جاتا ہے حلقہ آتش سودائے یار
پیدا ہی عاشق ہوتی ہے مشق خرام
منہ سے میل کے تا ایسی نکلتا کچھ نہیں
حیرت آنکھوں کو ہے نظارہ میں جو سب کے

دیکھ لینا شرط ہے شمشیر قاتل ساز کا
شبہ چھپا ہے پردے میں تری آواز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش بھی دم بھرتے ہیں اعجاز کا
لے کنایہ کے ہیں اک قول ہے ستار کا
اس فسوں پر زور چل سکتا نہیں اعجاز کا
ایک دنیا سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا
دیکھنے والا تری چشم فسوں پرداز کا
شور ہے صلصال پائے یار کی آواز کا
مست ہے محتاج ہے اپنے دہن دمساز کا
یہ نہیں کھلتا کہ گشتہ دل ہے کس انداز کا

۵۵

ں تنگ چھوٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودائکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے یار غم عشق کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

وان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرون کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

ھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسفؑ عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

ںداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

رمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے
خورشید سرد قرص طباشیر سے ہوا

رتے لگے جو منھ سے ہن آرام جان پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

یا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

را نگاہ ناز سے اوس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلہ تیر سے ہوا

ئینہ خیال کو منظور تو رہا ++
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

ہشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

ںخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجکو نشۂ شیر سے ہوا

چھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

را پڑا مین جنبش ابرو سے بیگناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

اد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھر کا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغاز خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور جانۂ زنجیر سے ہوا

نالاں ہوا میں اس رخ رنگیں کو دیکھ کر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا

ہکلا کے بت بات جو اس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا

اٹھا ادھر نقاب تو پردے پڑے ادھر
آنکھوں کو بند جلوۂ دیدار نے کیا

لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا

ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلا کار نے کیا

حلقہ کی ناف یار کی تعریف کیا کروں
گول ایسا دائرہ نہ پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابروے خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہے سنگ کا

سودائی ہے جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہے اسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ ہے پتلا ہے سنگ کا

دریاے حسن چہرہ ہے اس شوخ شنگ کا
مژگاں نہیں ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا

کلمہ پڑھینگے دونوں مرے خانہ جنگ کا
زاغ کماں ہوا ہے میں طوطی تفنگ کا

مہماں بہار باغ ہے دو چار روز کی
چندے ہے دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوسے عشق جنوں میں گذر نہیں
ہوتا ہے تنگ جو صلہ یاں ہمارے ننگ کا

صوفی ہیں دور جام میں جوش بہار ہے
بھرتے ہیں اور داغ کیے لالہ رنگ کا

اے بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ میں ضرور نہیں فرش سنگ کا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریاے اشک — تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہو گیا

خط نکلنے پر صفا چاہیے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہو گیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو اے قاتل قضا — زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کر دیا ہے مجھکو مردہ عشق نے — میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا

خواب غفلت مین نکھو ہنگام پیری رایگان — چونکہ ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دونگا پیشتر سے دیکھچکا ہون یار کو — جان جانے پر ہے جو تجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بیکنہ جلاد سے پھیروانی گردن پر چھری — کر چکی تیرے شہیدون مین داخل قضا

بزم دنیا سے اوٹھاتی ہے تو غم اسکا نہین — عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اٹھ سکنے کا معشوق سے — پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا

عاشق محسن بتان بنتے ہیں بوسون سے مجھے — دق کریگی خون تھکوا کرنے کی بسمل قضا

نزع کی ایذا سے ہو جاویگی الکرم مین نجات — سہل کر دیگا خدا ہر چند ہو مشکل قضا

مین جو سے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین — مین تو غافل ہون قضا سے پر نہین غافل قضا

پاس اپنے وعدہ کے اوپر سمجھتا ہون اوسے — دور رہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا

حسن ہے اک شمع محبوب کے ہے دل کہ عشق — مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا

آجکل رہتا ہے سوز عشق سے جل جل کے خاک — کھیلتی ہے شمع سان سر پر تری ایدل قضا

پھر قبض روح آتش جو رنگ آئیگی — عشق بازی مین اگر بھی تمھین کامل قضا

۵۴

لہرا کے نہ الجھے مژہ یار سے گیسو — سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہون بندہ — درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین ترے صبر نہین ہونے کا مجھسے — بوجھا اٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہے رخسار ہین گل آنکھین ہین نرگس — رفتار مین عالم ہے ترے باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہین مری حالت دل کی — در پردہ وہ یہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودا زدہ کی طرح کیا کرتے ہین باتین — بے قصد گذارہ نہین اب اپنی زبان کا

پریشان جو ترے حسن کے عالم کا ہے مجھسے — مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ یک پا کے خموشی سی ہوئی ہے — کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہمکو — ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے — اندیشۂ باطل ہے ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت — گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے — کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری — دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نکالے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رلوا — بھاری ہے چمن پر قدم اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اسکی — کھینچا ہوا اسکا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جس نے بنایا — جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف وہ جہان حسن سے ہے یار مین میرے — چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

| | |
|---|---|
| فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلی بادشاہی سے | دو عالم مین مرا دل ہی جہان بین جام ہے جم کا |
| بھر آیا زخم دل نیچو منے سی یار جانی کے | تھا معلوم شب لب اثر رکھتا ہے مرہم کا |
| نگاہ زہر آلودہ سے ان کا یہ اشارہ ہے | کہان تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا |
| ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی کا | گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا |
| کف افسوس مل کر گریبان چاک کرتا ہون | خیال آتا ہے اس رشک پری جیسی تیری محرم کا |
| ہوا حاجی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کرکے | ہمارے دیدۂ تر ہے عالم چاہ زمزم کا |

زبان پاک اگر پیدا کیے انسان اے آتش
مبارک نام آہی مین اثر ہے اسم اعظم کا

| | |
|---|---|
| مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا | دردمندون نکلے تیرے منہ نہ دوا کا دیکھا |
| تیرے پھرتے ہی اداسی ہے چمن پر چھائی | رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا |
| گورے منہ کی ترے یاد آئی سنہری افشان | نوح بیمین پر اگر کام طلا کا دیکھا |
| سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا | کہتے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا |
| دست و پا یار کے چومونگا یہ تحفہ دے کر | نوچتا ہون جو کہین پیرہن قبا کا دیکھا |
| ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلے | آئے جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا |
| جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم | تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا |
| تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن | عرش پر ہم نے دماغ اسکے گدا کا دیکھا |
| پھانسی دینے مین احبا کی نہ کوتاہی کر | حوصلہ ہمنے تری زلف رسا کا دیکھا |

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اگر دن مری تمثال ہوکے یار سے
آئنہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن ور دیش کا دلق کہن ہو جائیگا

چشم کے چشمون مین اگر اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آئیگی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اوتر لگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا

روے بُت پر آنکھ میری طرح رغبت کی ٹال
سامنا انقصاب کا اے برہمن ہو جائیگا

سکۂ داغ وفا اگر دن مرے کام آئینگے
عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائیگا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو دینگے ترے
آب زہرہ دیکھکر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اتراؤ ای گیسوے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر بھی روے رنگین کسے
کیا سمجھا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

جنتر رہوگی حلقے مین ہمارے بی نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

دم فنا اپنا کریگا کوہکن سر پھوڑ کر
غمزۂ شیرین قریب پیرزن ہو جائیگا

ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو
روح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا

وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائیگا

دم مین دم جبتک ہے گھٹنے کا نہین ہین ربط سے
سیر اسکے اتفاق روح و تن ہو جائیگا

قفل بے مفتاح کا عالم کریگی خامشی
شل رہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی بدو کرتی ہین
کہن سالی مین بھی الفت وہی ہی نوجوانونکی
زوال حسن مین تولوٹ لینے دیجے کیفیت
لب جان بخش کی جنبش ہی ایما ہی ان آنکھون سے
نگہ میری نہین بد نظر پر غیر کے پڑتی
قرار و سکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
سیہ شوخی سے اپنی ہوکے مہندی اسکے ہاتھوں کی
تلاش ہی تو گل خندان ہی تیری جسقدر مجھکو
بنایا صبح سے تا شام ان کو آئینہ رکھکر
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
نشاط عیش کا سامان ہے مجھ بن عرگ کا ستان
چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے تڑکے آ رے
نہایت دل مرادیار کا قاتل کے بھوکا ہے
گھلاتے ہیں ہمیں سوز فراق یار جب جاتا ہے
بنایا ہے زمین حکمت سے اپنی دست قدرت نے
جنون بیحل عدم کو یہان بھی گھبراتا ہے دل اپنا
مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو

لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
وہی عشق آجتک ہے مجھکو حسن روز افزون کا
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا
تمہارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا
حنا پیدا کریگی رنگ مجھ سودائی کے خون کا
نہ ہوگا اسقدر شاعر بھی جو یا تازہ مضمون کا
بلا سے اسمین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارونکا
صدا ہے چنگ گوئی تیر ہے آوازہ قانون کا
نسیم صبح سے آگے قدم ہوا اسکے گلگون کا
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میری تشنہ خون کا
سگ لیلی کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے تلب فلاطون کا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
نہ دیکھا لالہ داغی کو اک دن نشہ افیون کا

چٹانے کو جو سنگ ای ترک ہستی تو نہ گھٹیا ہے
رہی کی وان بھی طبیعت بدگمانی ہی محبت کی

شہادت خواہ بیٹھے ہیں تری تلوار پر کیا کیا
چمن میں گل سے کھٹکا ہو گئیں قر خار پر کیا کیا

ہوا جو گوشت زد افسانہ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلوں نے کیری بہار سے ہیں قبا ہے یار پر کیا کیا
کئے ہیں شکر کے سجدے جفا ہے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے
خیال آیا ہے اس خنجر کو جو صورت نمائی کا
جزا سے خیر دے خالق تجھے ای آرسی نے
کیا ہے شکر کے ٹکڑے آئینہ کو بیشتر ہمنے
سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہمنے آنکھوں کو
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
قبا ہے تنگ پر رکھی کلاہ کج جو دیکھا ہے
کیا ہے اک جہان دیوانہ اسکی چاہ نے ہی بس
اٹھا نہ دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پر یدہ
نہیں آنیکا پیر سے بعد شانہ کا خیال آتش

خالیں پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں جفائے یار پر کیا کیا
ہوئے لعل آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا
ہوا ہے رشک خوش آشنائے یار پر کیا کیا
نہ دھیگی ملکی اپنی لقائے یار پر کیا کیا
اڑے ہیں سلسل دردولت لئے یار پر کیا کیا
ملی ہیں ہمنے آنکھیں نقش پائے یار پر کیا کیا
ہماری جان نکلی ہے ادائے یار پر کیا کیا
گریبان چاک ہوئے تیری قبائے یار پر کیا کیا
چڑھائے جن پری صد حیائے یار پر کیا کیا
پڑینگے پیچ گیسوئے رسائے یار پر کیا کیا

آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا

دامان زین چھوا ہے جو اس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

اس بادشاہ حسن کے در کا فقیر ہون
قفل ہما سوا دہے جس کے دیار کا

پیری مین داغ عشق نہ کیون کر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل ہے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دے گئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا
تاریکی لحد ہے ہوا دا اس دیار کا

فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا

دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر
اُن ابرون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھری تری ای ترک صید پر
آوارہ چھوٹتا ہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینہ روے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پانون معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آئینگے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ سنگ ہوگا ہمارے مزار کا

پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا دل
دیتا ہے صدمہ روح کو صدمہ شکار کا

| | |
|---|---|
| ماہ نو دیکھ کے مُنہ دیکھئے اُس خسرو کا<br>چاہیے خلوت اُسے وقت نہین قابو کا | یہی شوق آنکھون کو ہے سارے ہمینے رہتا<br>سر محفل نہو اُس شوخ سے گستاخ ای شوق |

فکر کے زور سے باندھا نہین جاتا آتش
ہاتھ آیا ہے جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

ہون سے بہتر اسکو سمجھتے ہین اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا رخ خوشرنگ لے گیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفون کے دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہین صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہی غضب فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا ہے تجھے ابرو کے عشق مین
خندان جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح کے ناز کئے جلوۂ عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کریگا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریادرس جو داد نہ دے اسکی جو رضا
جسنے سنا وہ غش مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسی نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی کان کنج حسن کے سود مین چند کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

اے پری پیکر نہ جبتک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچۂ و بازار مین افسانہ تھا

اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگ نشاط
جام خالی میکدہ مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا

نیند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل نتھا دونون مین ایک
کوہکن ہمغیر تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہائے گوش تک سننے کو آجاتی ہے جان
کس قدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جب جنون
آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا

جوہر جام جہان بین سنکے یہ روشن ہوا
بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو تیرے منہ مین گوہر یکدانہ تھا

مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑون ہی تو دیدۂ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدہ کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک انمین سے ہیرے کی چمک
جوہر دندان سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ رے نیرنگ سازی طلسم زندگی
محویت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفون مین تمہارے شانہ تھا

۴۵

خدا سر دے تو سودا دی ترمی زلف پریشان کا
جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر سے چکے لعل بدخشان کا
ملو مہندی جو پھیرا جاتے ہو پنجہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوی پیچان کا
نگہبان افعی سنگین ہے اس گنج شہیدان کا

خدا و نحبت کے عشق نے اسمین جگہ کی ہے
نگین دل پر اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا

دل اسکا ہے خیال یار آ کر تشریف فرما ہو
قدم آنکھون کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اسکا اسکی ناک مین دیتا ہمین مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خان کا

خیال بت پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہیں ہے نام رہجاتا ہی انسان کا

شب مہتاب مین منظور کردو شوخ سوتی ہی
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی ماہ تابان کا

کہان جاتی ہی یہ ہر چند بھاگے شوق منزل نے
ہمین آگے ہین جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اسکا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ اسکے دامن عریان کا

جمال یار نے جو عشق اپنا اسمین جھلایا
دل مشتاق یہ عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہین البتہ اسکے یا لیتے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عناب لب و سینہ نخدان کا

جبین پیہ اپنے افشا کو جو اس محبوب نے چھڑکا
کتابی نقش نے چہرہ دکھایا لوح قرآن کا

بچھڑے رہتے ہین مشتاقون سے اپنے آجکل وہ بھی
ان آنکھون پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا ادھر اسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
بلا سے جان خفا ہوتا ہی خوش اسلوب انسان کا

رخ روشن ترا جو دیکھتا ہی وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہر تابان کا

زبان سے اسکے افسانہ دہان یار کا سنتے
پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا

اے پری پیکر نہ جبتک میں ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہے چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہیں
پردہ میں تو کوچہ و بازار میں افسانہ تھا

اُٹھتے ہی تیرے دگرگوں ہو گیا رنگ نشاط
جام خالی میکدہ میں سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان ہاں جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہیں
عالم ارواح میں میرے ترے یارانہ تھا

نیند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونوں میں ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہ ہائے گوش تک سننی کو آجاتی ہے جان
کس قدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن کو نون
آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا

جوہر جام جہان بین سُنکے یہ روشن ہوا
بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونوں تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو تیرے منہ میں گوہر یکدانہ تھا

مشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رو
سیکڑوں ہی تو دیدۂ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدہ کی کیا کروں
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک انمیں سے ہیرے کی چمک
جوہر تن سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ رے نیرنگ سازی طلسم زندگی
محویت آنکھیں تھیں دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفوں میں تمہارے شانہ تھا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا
جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہو ایسے سنبلستاں کا

جگر خوں ہاین کھا کر بیٹے جائے لعل بدخشاں کا
ملو مہندی جو پھیرا جاتے ہو پنجۂ مرجاں کا

دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوی پیچاں کا
نگہباں افعی مسکیں ہے اس گنج شایگاں کا

فدا و بخت کے عشق نے اسمیں جگہ کی ہے
نگیں دل پر اپنے نقش ہے مہر سلیماں کا

دل اسکا ہے خیال یار آ کر تشریف فرما ہو
قدم آنکھوں پہ ہے اور سر کے اوپر ایسے مہماں کا

فتیلہ اسکا اسکی ناک میں دیتا ہوں مجنوں
مری دلیا لگی دم بند کرتی ہے پری خاں کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشاں رہتا نہیں ہے نام رہجاتا ہے انساں کا

شب مہتاب میں منہ کھولکر دہ شوق ستو ہی
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے ماہ تاباں کا

کہاں جاتی ہے یہ ہر چند بھاگے شوق نے ترکی
ہمیں آگے ہیں جب پیچھا کیا عمر گریزاں کا

خوشا حال اسکا امداد جنوں سے جو برہنہ ہے
گریباں گیر ہے کوئی نہ اینچو دامن عریاں کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اسمیں جھلایا
دل مشتاق پہ عالم ہوا یوسف کے زنداں کا

معطل ہیں اپنا اسکے بیاں لیتے ہوتے ہیں
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخداں کا

جبیں پہ اپنے افشاں کو جو اس محبوب نے چھڑکا
کتابی نقشہ نے چہرہ دکھایا لوح قرآں کا

بکھرے رہتے ہیں مشتاقوں سے اپنے آجکل ڈھبی
ان آنکھوں پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگاں کا

ملال آیا ادھر اسکو فنا تھا دم ادھر اپنا
بلا سے جان فنا ہو نا ہی خوش اسلوب انساں کا

رخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے
سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہر تاباں کا

زباں سے آ سکے افسانہ دہان یار کا سنتے
ہمیں سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہاں کا

ل لیکیہ ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹیں
ین گفتار سے عالم سے نرالی اسکی
ہ گردن میں جو ڈالوں تو یہ کہتا ہے وہ گل
تعالی نے جو چاہا تو دکھادیگی صنم
رش عشق سے ہووینگی اوراق انگیزی
ک کرتی ہے قبا تجھکو نہایت تنگ گل
شت جہت میں نہیں اُس وقت کی ... نظیر
ال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح
انہ یار کا سُن رکھ یہ نشان ای قاصد
تنگی دل کو جو چھٹے سے ... اُسے
یے مہ حسن کا اُ... نہ بنے گا ...
نہ ہمسر تری زلفوں سے بنفشہ سنبل
ی ... جوان خانہ خراب آنکھوں کا

کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جُدا
طرز رفتار الگ ہے روش دستار جُدا
یارب انسان کے گلے سے رہے یہ ہار جُدا
زلف سے پیچ ... لپٹی دستار جُدا
چار عنصر سے کرے گی یہ شب تار جُدا
بند بند اسکا کرے گا یہ گنہگار جُدا
... نہیں ہر اک قطرے میں ... جُدا
... لب ... بزم میں ... جُدا
... سایہ سے ... دیوار جُدا
سارے سرکار ... جُدا
... یوسف سے ... جُدا
کیسے ... اک دل ہے گرفتار جُدا
بام سے ... در سے ہے دیوار جُدا

زندہ کو قتل کیا مردے کو زندہ ...
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جُدا

... نہایت ... رخسار جانان کا
... آنکھوں سے ... تابا

لگ گئے کاٹے ... گلستان کا
... اپنے گریبان کا

۲۴۳

راہ دے صورت موسیٰ ہمیں بحر ہستی
کشتی دین سے نہ ہوویگا گذارا اپنا

زیر دیوار ہیں ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہیں فلک پر ہے ستارا اپنا

بحر ہستی میں یہ طوفان ہے دم چھٹنے سے
غوطہ کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہوں خواب لحد سے بیدار
منہ نہ دکھلائے ہمیں عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہیں ٹلتی فصیح
منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا

کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
بات معشوق نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے
تجھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا

کوچہ یار کا سودا ہے مرے سر کی قسم
پانوں تھک تھک کے بلا سے [illegible] جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہیں طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا

طالع بد سے اثر ہی یہ یقین ہے مجھکو
تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے اسی طرح مجھے
ملکے دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا

شعلہ رو لیلی کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا

چھلے گل دکھلانے کو ہوتے ہیں عنایت مجھکو
گرمیاں ہیں جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

| | |
|---|---|
| وہ دہن ہوں نہ نکلا حرف غرور | وہ زبان ہوں نہ جس سے لاف ہوا |

گرد اس کو پھرے کے پھرا آتش
حاجی سے نہ کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگوں کیا / تجھ ابرو اب قبضہ تیغ کا ہمارے ستون کیا
جامہ سے جسم کے بھی ہیں دیوانہ ... / اسکی بہار میں اُسے نذر جنوں کیا
دیوانے تیرے ... / شیشہ میں جسنے تجھکو اُتارا فسوں کیا
تجھ ... سے حال اسکو ... آگیا / ... سے مری ارغنوں کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف / کیا کیا نہ چشم یار نے تجھ پر فسوں کیا
گر ... بغل کو ... دل کی طرح رکھا / یوسف سے بھی عزیز اُسے ہم نے فزوں کیا
آرایش جمال حسن کی ... کم نہیں / ... تیغ تیر ... دست نگار ... خوں کیا
آئی بہار ... لگا پھاڑنے جنوں / ... سال حال کا اپنے شگوں کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مر گیا / شیریں نے ... کے بے ستوں کیا
دریا بہا شراب کا ... رات ... / مثل حباب کاسہ مے واژگوں کیا
مضمون بند ... کبھی ... داغ کا / ... زبان سے نہ ... کیا
جو ہر وہ ... انسان ... نہیں / دیکھا ... عقل اُسنے وہ فنوں کیا
کیا کیا نہ ... مجھکو دے شوق ... / کیفیت شراب ... لالہ گوں کیا

| | |
|---|---|
| آنکھوں سے جا بجا اشک ... لگا ابر | آتش جگر کو دل کی ... خون کیا |

جنا دیکھی تو بیس چشم ترسے دست نازک تھے
مبارک کشتیاں سے کی بتان ہند کو ہو دین
نہ گھبر اجا رونے کے واسطے اسی برج قالب مین
نہایت تشنہ دیدار مین خوب اسکو جو سین کے
جنس لب تمر راک تنگ اسکو دکھا دین کے
شفقت سی شفقت کی ہے آہ عشق مین سمجھے
سمجھو دلگیا کسی کو آسمان اسکو زمین سمجھے
سنگ کرتے ہے شکار ادسکا بیان جوش نگہ کر دی
گریبان تک بھی امن سے خون ہو نکلا اسکا
سری آنکھون سے اس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو

تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
جہاز وہ ین فرنگستان سے آب آتشین آیا
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
جو کوئی مشتری بازار عالم مین کہین آیا
پسینا پاؤن کا کس روزبان تر نہین آیا
سمجھ زیر زمین اسکو جو بالای زمین آیا
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوی چین آیا
بغل سے ہو کے دامن تک جو جب آستین آیا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی فتح مین آیا
مقام گیسوی مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے گر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
کیا سکرانہ آب بقا سکرا اسے ہم نے
غنیمت جان اپنی نقش عشق یار جانی کو
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ کہا نہین سکتا

پشت اب تک تیری سواری کو بحر زمین آیا
جو اس ظلمت سرا مین بت کو کب آتشین آیا
شرف ہے اس مکان کا حسین مکان حسین آیا
وہ نادان ہے جسے خوف کرا ما کاتبین آیا

...دہن ہوں نہ نکلا حرف غرور | وہ زباں ہوں کہ جس سے لاف ہوا

گرد اس کوچے کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

...ری نے قد راست کو اپنے نگوں کیا | تیر اسپ? قصر تن کا ہمارے ستوں کیا

...سے جسم کے بھی ہیں دیوانہ شکل ہوں | اکثر بہاریں اُسے نذر جنوں کیا

...دا نے تیر سے یوں آذر لرزاں [illegible] | شیشہ میں جسنے تجھکو اُتارا افسوں کیا

...صوفی کے جو نعرہ سے حال اسکو آگیا | مرد اس نے [illegible] سر سے مری ارغنوں کیا

...س کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف | کیا کیا نہ چشم یار نے مجھ پر فسوں کیا

...رک بغل کو پہلو میں دل کی طرح رکھا | یوسف سے بھی عزیز اُسے ہم نے فزوں کیا

آرائش جمال حسن کی چادر سے کم نہیں | [illegible] تیغ یار سے دست نگاریں کو خوں کیا

آئی بہار گریبان سے لگا پھاڑنے جنوں | جامہ نے سال حال کا اپنے شگوں کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مر گیا | شیریں نے تا اپنے کمر سے ستوں کیا

دریا بہا شراب کا سے یار رات بھر | مثل حباب کاسہ مے واژگوں کیا

مضموں بند ہا نہ ہم سے کبھی [illegible] کا | بیروں اسپ زباں سے نہ [illegible] کیا

جو ہر وہ [illegible] ہے جو انساں میں نہیں | دیکھ خدا نے عقل اُنہیں دہ فزوں کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے | کیفیت شراب نے چہرہ رخ لالہ گوں کیا

آنکھوں سے جام اشک ٹپکنے لگا [illegible] | آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خوں کیا

حنا دیکھی تو بیٹھی چشم تر سے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیاں مے کی بتان ہند کو ہو دین
جہاز یہ بھی فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ گھبرا جا رہے کے واسطے ای روح قالب میں
گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اسکا مکین آیا

نہایت تشنۂ دیدار ہیں خوب اسکو دیکھ سیر ہوں گے
اگر اپنے لبوں تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل بہتر ہے اک تل اسکو دکھا دیں گے
جو کوئی مشتری بازار عالم میں کہیں آیا

شفقت سی مشقت کی ہے آہ آتش میں جیتے
پسینا پاؤں تک کس وزباں تر نہیں آیا

تجھے تصور لگیا کسی کو آسمان بگور میں بھیجے
سمجھ زیر زمین اسکو جو بالائی زمین آیا

سمک کو سے شکار اسکا بتان خوش نگہ کر دی
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوی چین آیا

گریبان تک بھی اس سے خون جو ٹپکا اسکا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھوں سے اس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی قیچ بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوی مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا حرم حبیب اس درگاہ میں اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہیں آیا
پری شیشے سب تک تیری سواری کو پری زن آیا

کیا شکرانہ آب بقا پیکر اسے ہم نے
جو اس ظلمت سرا میں بیت کوکب آتشین آیا

غنیمت جان ایدل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اس مکان کا جسمین مہ جبین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ کا نہیں سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھتے
تیغِ ابرو نہ کبھی خنجرِ مژگان نہ گیا

میری روحِ رواں کی تنِ خاکی نہ گئی
مثلِ یوسف کے زمانہ سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ میں رخِ زلف سے تک
رات بھر گھر سے ہمارے مہِ تابان نہ گیا

اور ڈر کے پہونچا مدد بخشش جنون سے دامان
پاؤں سے اپنے میں دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف و رخِ یار کا افسانہ رہا
ذکرِ صبحِ وطن و شامِ غریبان نہ گیا

مرغِ بسمل کی طرح رقص کرینگے تا میں
چار دن اور اگر ابرِ گلستان نہ گیا

کون سے دل میں نہیں پایۂ عشق کا نقشہ
کس قلمرو میں شہِ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہیں دوسرا مجھسا عاشق
سنگ شیشے سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اُس حسن کا حیران نہ گیا

خاک پا تو نے نہ اُس عیسیٰ نفس کی چھڑکی
باعتبارِ نرگسِ گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہوگا کوئی دنیا میں
کو اپنی مجلسِ ماتم میں میں مہمان نہ گیا

اے شتر مرغ ہون آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

پھوٹ کر آبلوں نے خشک نہ پائیں ترکیں
تم سے شور سیدہ میں اے خارِ مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرتِ بلقیس کا ہون اے آتش
بام تک جسکے کبھی مرغِ سلیمان نہ گیا

---

جالِ زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد رو ترولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر رہیں احوال مجھ مجنوں کا تھا
خانۂ زنجیر میں دن رات اک شیون رہا

اک عالم سے رسا سنتا ہوں میں مجنوں اُسے
میری گردش تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

سرد ہووےگا یہ ہنگامہ نہیں سینے کا گرم
آتش گل کا من بادِ صبا بھڑکائیگا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت اسقدر
شش جہت کو تنگ کر دیگا جو وسعت پائیگا

عرش ہے اُس بادشاہ حسن کا تختِ رواں
وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائیگا

بعد مُردن بھی ہیگا زلف مشکیں کا بیاں
گور میں بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگادے مُنہ سے ساقی لبِ تر ہو دیں مرے
مجھسے دریا نوش کو کیا کشتیِ مے لائیگا

اپنی زلفوں کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہے
جس نے سیدھی بات کی اُلٹا اسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک
اک نہ اک دن ابر آب آتشیں برسائیگا

یہ صدا آئی مجھے دیوانے کی زنجیر سے
اس جیا ہے تو دیار بیخودی میں پائیگا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر
چھوڑ کر اسکو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسیٰ سے نالۂ درد دل کی خبر نہ کرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا میں درگذر نہ کرتا

زرگر نگیں سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا
اسم مبارک اسکا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا
قاتل ادھر کی دُنیا کوئی ادھر نہ کرتا

حُسن اُسکو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا
خدا عاشقوں کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتاب محشر آنکھوں سے گر گیا تو
مُنہ پھیرتا جدھر سے پھر مُنہ ادھر نہ کرتا

…سا زمین سے صاف کہان آسمان ہوا — کس ہے ترنج ماہ سے فرش گلستان ہوا
…ردم داغ عشق کا دل ہے نشان ہوا — افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا
…ٹکڑے ایک دار مین خود حباب سے — گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا
…ا جو مین نے اسکو سمندر کی آنکھ سے — گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
…اہمین داغ ہی گیسوے یار کا — پھران دانون مین شک کا سیہ اگران ہوا
…ش چشمون کے فراق مین کھا لیے پیچ و تاب — شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
…تی راہ عشق سے واقف ہوئی نہ پا — جوش جنون مرے لیے تخت روان ہوا
…وہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور — کثرت سے مشتری کی یہ گران ہوا
…ند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین — پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
…ٹکا گیا نہ سر فلک نقل کی طرح — کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
…و بیٹھ گیا اب دریا جو چاندنی — استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا
…سان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع — سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا
…ن گل سے عرض حال کی تشریح نہ کی — کانٹے سے زبان مین بلبل بیان ہوا
…تد سے کرم سے بتون کو کیا مطیع — زنجیر کیلین قلمرو ہندوستان ہوا
…صاف مین مجھے عالم اسباب مین کیا — بیوائی چاندنی ہمہ سیر گلستان ہوا
…دوش نے اسکی سر پہ لیا اپنا استخوان — چمکی ہمارے شیشے کو آسمان ہوا
…ل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی — آسمین ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

رونے کے بدلے حال پہ اپنے ہنسا کئے
پروا ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
وہ روے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا

کرتی ہے یان زبان کمر یار مین کلام
معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھونگا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا
خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا
حق ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا
پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا

پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک
گیسوے یار جادۂ راہ عدم ہوا

تسلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب
منحوس جغد سے بھی ہما کا قدم ہوا

یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے
کوے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا

بیڑا ہمارے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے
کسکر کمر بندھی ہے تو درد شکم ہوا

وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا
دیکھین گے روے یار جو آنکھون مین دم ہوا

ٹوٹے مین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم
کانٹون پہ آبلون سے ہماری ستم ہوا

دنیا مین نیک سے ہی فزون بد کا اعتبار
کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا

شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہے
ہر آئنہ سکندر و ہر جام جم ہوا

نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

عام رشک ہے الفت میں طالع طاؤس
چمن میں قلۂ کہسار سے سحاب آیا

دم میں ہستی سے جا کر بھی کھو گا میں
ہزاروں حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

---

رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
مشتعل براہ عدم داغ عزیزاں ہوگا

گیسوؤں سا نہ کوئی رہزن ایماں ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلماں ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ میں خنداں ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمے سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہیں روح نکل کر تن سے
پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویراں ہوگا

نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر
دست صیاد میں گلچیں کا گریباں ہوگا

بوتے مے رکھتی ہے اس میکدہ میں کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیماں ہوگا

تیری فریاد کا محتاج میں درماندہ نہیں
اے جرس میرے لئے قافلہ نالاں ہوگا

سایہ میں اوسکے مری گور رکھینگی اہل
اے پری رو تری دیوار کا احساں ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہوں جو سر و چراغاں ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگیں پر
خار و گل دیدۂ انصاف میں یکساں ہوگا

دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں ہنر
ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتم ہوں
نہ گدا مجھسا کوئی تجھسا نہ سلطان ہوگا

| | |
|---|---|
| آنکھوں میں تیرے چاہنے والونکے داغ ہیں | شبنم پسند ہو گیا حسن آفتاب کا |
| دو نعمتیں ہیں سیری میں ہوں فقیر مست | اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا |
| اندیشۂ گفتگوئے نکیرین کا نہیں | ردکردہ ہے سوال ہمارا جواب کا |
| چاہئے شکست جہل تو تحصیل علم کر | وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا |
| بے معنی شعر میں نے کسی کا سنا نہیں | اوسپر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا |
| اس ترک تک پہنچنے کی تدبیر ہے یہی | تعویذ خط ہے بازوئے مرغ کباب کا |
| حد سے نکل چلا ہے بہت سر پہ لو بچھے | لگتا ہے داغ سوئے تیرہ کو خضاب کا |
| خورشید حشر کا جو کسی نے کیا ہے ذکر | دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا |
| دیکھے جو تیرے دست حنائی کو رنگ کو | شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا |
| دریا میں غسل کے لئے اترا جو وہ صنم | ناقوس مچھلیوں نے بجایا حباب کا |
| جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن | دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا |
| بیخود ہو سنکے مرغ شورہ پسند | افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا |

آتش کی التجا ہے یہی تم سے یا علی
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

| | |
|---|---|
| چمن میں شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا | یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا |

۳۴

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے — وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں بچھڑا

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہے جب سے دست یار میں ساغر شراب کا — کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے — کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا

دریای خون کیا ہے تری تیغ نے رواں — حاصل ہوا ہے رتبہ سر و نکو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوے حور بہشت ہے — خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

تو آسمان ہیں صفحۂ اول کے تو نعت — کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھ کر مٹا اسے — دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی میں بام پر پلنگ — منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے — زنجیر میں ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے میں روشنی — شب ماہتاب کی ہے تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال — روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مستی میں میکدہ میں مجھے نشہ لے گیا — موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے — دم بند ہو وے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہے دل داغدار کو — طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ دہن — مضمون مل گیا مجھے چاہ گلاب کا

جہان فانی نہین ہتا کبھی ایذا دہندون سی
ہوا نا سور لو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تونگر تھا بنی تھی جبتلک اُس محبوب عالم سی
مین مفلس ہوگیا جس روز سی دیہیم تن بگڑا

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیا جب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

بنا درِ لطیف سے سے کھلگئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو سے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہئے کہی کیون کر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گا ہے گہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلط ہے اُس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سی یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اوس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لئے عشق معشوق شکر لب تھا

ایذا جو ہوا اُس خال و گیسو سے تعجب ہے
وہ افعی ہے بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اوپر جو شفق پھولی
ہمدوش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا

اُس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

رتبہ تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
اولی تھا یہی حق مین میرے ہی مناسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین ہر کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے مجھے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان دو قالب تھا

۳۲

…نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤخر ہونے لگے صورت انسان پیدا

…کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اوسکو جو ہو زندان پیدا

…ہون کلکر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

…ئل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

بیجنتی

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

…سکے کوچے مین مسیحا پر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک وہ ہر رات مر جاتا رہا

…جانان مین بھی اب اسکا پتا ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

…ب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

…کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

…رے اندھیر ہے روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

…ہی مین یا الہی کشتون کو موت دے
کہا گھر کی قدر جب آپ گھر جاتا رہا

…نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

…ن کھو کر شنا ہے ہوا وہ نونہال
پہونچے جب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

…دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب تپ شیر اتر کی سدن در دسر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

۳۱

نہین کچھ امتیاز اہل عشق کو گم نام و نامی کا
یہ لکھا آیا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے شل کوہکن مین آپ پیاسا ہون
مزہ پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو برا اے جوش جنون ہو جئے
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا گو جان سے مین آپ سوز غم پر شکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص رکھا خامی کا

گلو ہی نالہ کو کرتا ہون وقت تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کے حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکے اپنی جان شیرین کو
مزہ چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے ہمائے حسن کا شاید دم کھیلیگا
پہنتا ہے مرا صیاد پیراہن دوامی کا

بسر ہو جائیگی کمل کے سایہ مین فقیرونکی
مبارک اہل دولت کو ہو تگیرہ تمامی کا

ابھی سیف زبان سے لو یمن کا رد و القفا اے آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمان کہربا ہو جائیگا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائیگا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
بھیک کا کاسہ اسی دست دعا ہو جائیگا

تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائیگا

حالت اوسکی اور میرے استخوانکی ایک ہے
شمع کا فوری کا پروانہ ہما ہو جائیگا

بیمیں طلا اصل کو خال عنبرین یار نے
کیا سمجھا تھا مین دانہ آسیا ہو جائیگا

کیمیا ہے مہربانی صاحب تاثیر کی
مس کیا پارس نے جب آہن طلا ہو جائیگا

ن یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

ئی وحشت دل کو زنجیا کی طرف
ہم نے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

یا غیر کے دل کو مری جانبازی
یار نے غیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

یار سے اک شعر کسی نے نہ سنا
ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا

یا دامن نظارہ گل نرگس سے
آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا

روبرو رہتے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

رمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہیں ہے آسمان فریاد کا

ں دیدہ رخ نے نکلوایا ان آنکھوں کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا

بحشر میں جاتے ہی جو ہم میں پڑا
اور اُلٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا

ر مجھکو اکڑتے ہیں بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

رہا ہے اشارے سے تری عاشق کو نا
حکم سلطان سے ہی خونریزی عمل جلاد کا

ن سکتے ہیں کج کلہی سے ہرگز راست
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

ں بھتی نظر آتی نہیں محبوب سے
نازیان اٹھتا نہیں ان اشغل ہے بیداد کا

ر اندازہ ہمیں دی ہے بتوں کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

ت موزون سے قصد آگے نکل جانیکا ہے
نا پینگے ہم اک وز قد شمشاد کا

۲۸

جان شیرین مزد جسے شیرین تیشہ کو دی — حوصلے سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کا بیان کرتا کسی سے مین تو کیا — عشق مین اک مصحف رخسار کی سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمین — اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا ای صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ — سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل مین جب شوق شہادت لیکے — سر نہ تھا گردن پہ اپنے بار صد پشتارہ تھا

لوٹتا تھا ہمین بدخوئی سے مین مانند تیر — شوخی طفلان سے جنبان وہ مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولی ہے مجنون نہ ودمان عشق — ناخلف ناقابل و نالائق و ناکارہ تھا

ازل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین ہون مین

مردم دنیا نمک سے تھے مین دل صد پارہ تھا

گل سے خوشتر نگ سر اک داغ بدن مجکو دیا — آتش عشق نے بخیار حسن مجکو دیا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ — نہ تورد یا کوئی مجبکو نہ الکفن مجکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری — زخم نے پنبہ سپے زخم دہن مجکو دیا

گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچایا تو — جائے نان داغ عزیزان وطن مجکو دیا

بوسۂ لب نے ترے وصل کی نسبت اے محبوب — حاصل ملک و بدخشان و یمن مجکو دیا

زلف دان فی ہی یان داغ جگر مہرہ ہے — حسن نے سانپ سے عشق نے من مجکو دیا

جاکے اس عمکدہ سے یاد کرونگا مین بھی — سات دل سینے کو تھا قصر کہن مجکو دیا

میوہ خور مین جیسے بھی ہون اے نخل مراد — تو نے عناب لب سیب ذقن مجکو دیا

| | |
|---|---|
| …ع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو | دشمن و دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا |
| …لے گئی وحشت دل کو غریبانکی طرف | ہم نے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا |
| …ون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے | یار نے چیر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا |
| …ہن یار سے اک شعر کسی نے نہ سنا | ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا |
| …ھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے | آنکھ اُٹھا کر جو کبھی تو نے ادھر دیکھ لیا |

روبرو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

| | |
|---|---|
| برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا | حوصلہ باقی نہین ہے آسمان فریاد کا |
| شوق دید رخ نے کھلوا لیا ان آنکھوں کا قفس | الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا |
| عرصہ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا | اور اُلٹے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا |
| دیکھ کر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند | کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا |
| قتل کرتا ہے اشارے سے تری عاشق کو ناز | حکم سلطان سے ہی خونریزی عمل جلاد کا |
| ہل نہین سکتے ہین کچھ طبعون سے ہرگز راست باز | چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا |
| نزال دنیا تنگ کرتی ہی نہایت ہی مجھے | ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا |
| دوستی نبھتی نظر آتی نہین محبوب سے | ناز یان اٹھتا نہین وان شغل ہے بیداد کا |
| اسقدر ایذا ہمین دی ہی بتون کے عشق نے | حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا |
| قامت موزون سے قصداً آگے نکل چلنے کا ہے | ناز سے ناپینگے ہم اک روز قد شمشاد کا |

٢٩

۲۸

جان شیرین مرو جسے شیرین تیشہ کو دی
حالت دل کا بیان کرتا کسی سے مین جو کیا
یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمین
حال اپنا ای صنم اپنی جدائی مین نہ پوچھ
کوچہ قاتل مین جب شوق شہادت لیگیا
لوٹتا تھا ہمین ہر جوئی سے مین مانند اشک
شان عشق اولی ہے مجنون نہ ودمان عشق

حوصلے سے اپنے باہر کوہ کن بیچارہ تھا
عشق مین اک مصحف رخسار کی سیپارہ تھا
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا
سر نہ تھا گردن پہ اپنے بار صد پشتارہ تھا
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا
ناخلف ناقابل و نالائق و ناکارہ تھا

ازل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا مین ہو مین
مردم دنیا نما کستے تھے مین دل صد پارہ تھا

گل سے خوش رنگ سرک داغ بدن مجکو دیا
عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
زخم کاری سے کیا بند زبان کو میری
گردش چرخ نے غربت مین بھی پہونچایا
بوسہ لب نے ترے وصل کی تب اے محبوب
زلف دان فمی ہی بیان داغ جگر مہرہ ہے
جا کے اس حکدہ سے یاد کرونگا مین بھی
بیوہ خور و مین تیرے مین کبھی ہون اے تحمل مراد

آتش عشق نے بخار چمن مجکو دیا
نہ تو ردیا کوئی مجکو نہ الفن مجکو دیا
زخم نے پنبہ سے زخم دہن مجکو دیا
جا سے نان داغ عزیزان وطن مجکو دیا
حاصل ملک و بدخشان و یمن مجکو دیا
حسن نے سامنے اسکے شوق زمین مجکو دیا
سات دل سینے کو تھا قصور کہن مجکو دیا
تو نے عناب لب سیب ذقن مجکو دیا

حنا کا رنگ بھی ہو بار جس نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا

شب فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان عشق نے آکے مجھپر خواب کا جوڑا

لگاؤں ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے لے آتش
ستاروں کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے نگس رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنون تجھسے مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا اب مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا

چوٹی اس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی مجھے اب اے شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مری جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
روئے خورشید قیامت کا تماشا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا بال کھلے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنی شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کف پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دلخستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

ہوا جو دن تو ہوا اوسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھے حال مرا چوب خشک صحرا ہوں
لگا کے آگ مجھے کارواں روانہ ہوا

نگاہ ناز بتاں سے جو چشم زخم بھی رکھ
کسی کا یار نہیں فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اوسکو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہواے تند سے پیتا اگر کوئی ٹھوکر کا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
مین قفل بن کے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن مین مرا دل وحشی
کنوئیں مین جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی
یہ بیکسوں کے مزاروں کا شامیانہ ہوا

نہیں ہے مثل صدف مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھوں سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہاں سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالاں نے حلقۂ زنجیر
ہمیں تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مرے ہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہش پذیر غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہمپر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خون کی بو ہمیں آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

فی سبیل اللہ مے ساقی پلانے کی ہے خیر خم
دست سائل میں پیالہ چاہیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نہ کر انکار یار
شام کو ملتا ہے رو تیرہ ہر اک مزدور کا

میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یار میرا نور کا

یار کے دل میں کب اوس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ میری سے ہے عالم گردن مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم میں چینی سے ہوا فغفور کا

بوسۂ عناب لب دیجے نہ عاشق کو عزیز
توڑنا اچھا نہیں ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ ہر عرش انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

ایسے آتش سے کہاں مضمون عالی جا سکے
شاہد تیر انداز کب چھو کا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش میں نشو رہے چل
خفقان انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اس رخ رنگین سے نظارہ سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہے پئے قطع تعلق مقراض
سنگ دیوانہ کو پابستہ نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے
عدم آب سے ارزاں ہے بہا گوہر کا

عاشقوں سے طلب بوسہ کہاں جاتی ہے
شور سے ہوتا ہے ترک جنگی لشکر کا

آفت جان ہے ہر مایہ کو طاقت ہو نہ ہو
چوب کو تیر کے بنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
نقش کو توڑتا ہے دود سحر کا

دکھائی آنکھوں نے سیر جہان رنگا رنگ
قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

کرنگی برق جمال اوسکی بند آنکھون کو
وہ خلوتی اگر آئے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اوڑھائی چادر آب اوسکو مین نے [illegible]
کوئی جو مُردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالے پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رلائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھکے آتش نے
کمال ہم کو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہی جلوہ جسم پُر نور کا
چاندنی مین پان اترتا ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین [illegible] کا

کچھ نہ حاصل ہووے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

مین وہ میکش ہون چمن مین جسکی تعظیم کو
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینہ ہوتے مین گل کہاتے ہین عاشق سے
گرم بازار ان دنون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے الجھا چھالا کب بلّور کا

آکے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہی عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہی جب
موسم سرما گزرنا بے تکلف حور کا

تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھر جاتا ہی بے مقدور کا

ہو نہ اوس لیلی وحشی کا دل دیوانہ کیون
بید مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

غزل مین لیکے یوسف کو اکیلا وانسے گذرا مین
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل سے نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ ہنسکی کی بھی ہم سے نے کہی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان و یمن دکھلایا
مشک بو زلف سے نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی۔ نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری لفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پانوں شل ہو گئے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچہ یار بھی مجھکو وہی دکھلادیگا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہر تھا یار کے بوسے ملتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اُسے عریان دیکھا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو اُن آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی سا مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی چاہے گا تو اُس سے یہ چھٹیگی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

پھر کے کوئی مین منہ دیکھے رہجاتا ہون
کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا

گرم ہرگز نہ ہوا پہلوے خالی سے یار
یاد آوے گی مجھے فصل بہستان کیا کیا

کوئی مردود خلایق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

چشم باران مین مرے بعد نہ خوناب اترا
یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب اترا

شرط ہے رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسی وہین پایاب اترا

ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا لہو
سان پر چڑھ کے اگر دستۂ قصاب اترا

عشق اس چاہ زنخدان کا ہوا جس دن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اترا

روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین
بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اترا

قتل مستی مین کیا دوست جو مجھسا اوسنے
دشمن جان ہے مرے نشۂ احباب اترا

سامنا روے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے پھیکا اے شب مہتاب اترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کی محتاج
دیکھے لشکر جنگی کو لب آب اترا

آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہی قایم ہی سیماب اترا

بوسۂ لب کا نرخ لیکے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اترا

برق وش دیکھ کے گیسوے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اترا

اے تپ غم گور میں لے چل جوانی میں مجھے
دوپہر ہے موسم گرما میں وقت آرام کا

تختۂ تابوت فراق یار میں معراج ہے
وحی آتا جاتا ہوں موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یاں محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہیں نہیں آنکھیں تری
نشہ اندیشے ہے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یاں
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤں نے کر دیا دہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زریں گردنوں میں قمریوں کی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصۂ روئے زمیں ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی میں تو سیر ہشت بام کا

داخل کعبہ ہوا کب میں عدم سے برہنہ
پردۂ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سینکڑوں ہی دل رہا ہیں آپ اسیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی میں اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری سے جو کھانے کو مرا دل دوڑا
سر بکف میں طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہے
دو قدم میں جو چلوں سینکڑوں منزل دوڑا

فرصت اکدم عہد طفلی میں نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہوں دامن سیلاب کا

عاشقوں سے اپنے وہ چتون بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن ان ہونٹھوں کی مستی دیکھ کر نیلی ہوئی
رنگ پھیکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کر کے دو گھڑی اس میں بہلا لیتے ہیں
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جائے تن ہو گیا راہ عدم میں نذر گور
بوجھ اٹھایا تھا مہک کے لئے اسباب کا

جان آنکھوں میں ہے صورت دیکھنے کی دیر ہے
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیروں کو نہیں
فرش ہے گھر میں ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا میں نے جا کر گور میں
ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر پائے قدم
دور کوسوں رکھا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب گنج جانان ہونا
گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا

شہر دلا مجھکو تو اے دوری کعبۂ مقصود
راہ میں ظلم مسافر کو ہے باران ہونا

عشق نے حال کیا مردۂ بے وارث کا
میرے اوپر ہے یقین قبضۂ سلطان ہونا

آفت جان ہوئی آرزو ہی کتابی کی یاد
رہ سکا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا

داغ چیچک کے ہیں نہ یاد قن یار کے گرد
لطف دیتا ہی لب چاہ چراغان ہونا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل میں سمجھ / پانوں پر آ کے مری جانب زندان لوٹا

مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزار دن دل زار / ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خندان لوٹا

میں نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر / دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے دربان لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف میں دل کی تباہی کا / بندھا فکر رسا سے یکقلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے بیشتر دھوکا دل پر داغ پر میرے / شکار اکثر کیا ہے یار نے طاؤس ماہی کا

سمند چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے / یقین ہے کوئی دم میں کشتی تن کی تباہی کا

شب ہجران میں جو دم تھا وہ گویا واپسیں دم تھا / گمان تھا شام سے مجھ پر چراغ صبح گاہی کا

تحدّ پر یار آتا ہے مری ستر مندہ کرنے کو / نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا

سراسر شست کا عالم ہے ہر اک مو میں یا ہوتا / تری زلفوں کو شانہ چاہئے دندان ماہی کا

کروں تحریر گر میں اپنے رنگ زرد کی حالت / عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جاوے طلاہی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دست بستہ ہے / ارادہ ملکوں سے در پر کروں میں دادخواہی کا

غنیمت جان ایک جنبش ابروی قاتل کو / تری معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی / نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا ہے / انہونا خوف ہے خلق ہمارے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالیں پر مرے ہمراہ یار آئے / رقیبوں نے محل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی / گلا روز ازل سے کیوں کٹا دیتا ہے ماہی کا

وصل کے بعد نہ کس طرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اُترا

چشمۂ حسن کی موجوں سے اشارہ ہے یہی
روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اُترا

درد سر میں جو ہوا داں تو بدن یاں ٹوٹا
تپ چڑھی مجکو اگر یار کا چہرا اُترا

ذقن یار میں کی خط نے رسائی پیدا
چاہ یوسف میں خضر بہر تماشا اُترا

کیا عجب ہے جو ماتم میں ہمارے وہ بت
پیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اُترا

باغ سے باد بہاری کی ہے آمد آمد
طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اُترا

ذہن یار کا رہتا ہے تصور اس میں
شیشۂ دل میں پری بنکے ہے عنقا اُترا

سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین
من و سلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا اسیر
خون تری آنکھوں میں اے بلبل شیدا اُترا

۴۴

جبکہ رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات میں کیا
اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات میں کیا

کون اندھا ہے تجھے ماہ کہے ای خورشید
فرق ہوتا نہیں انسان سے ذرات میں کیا

یار نے وعدۂ فردا سے قیامت تو کیا
شک ہے اے نالۂ دل تیری کرامات میں کیا

کوئی بتخانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو
پھرتے ہیں گبر و مسلماں تری گھات میں کیا

ایک مدت سے ہوں سائل تری دروازہ پر
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات میں کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہیں گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آویگی برسات میں کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات میں کیا

نزع میں آیا نہ بالیں پر سرے یار اس لیے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہوں وہ ابتر طفل جسکو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازیگاہ کا

آسمان ہے گرد زمین ہے یار ماہ جبین دوہ
حلقۂ احباب گرد اسکے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہان چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اسمین ہے نواہ چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو میں ہو پلہ کاہ کا

شکر کہتا ہوں جہین سے آتش خدا کی حمد مین
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہے ای یار خاک دست دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑ نکلے آیا جو دامن زیر پا

سنگ رہ روز قیامت میں بہت سے آتقا و
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارا ایلونکا سرخ ہے
نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آجاوے آہن زیر پا

انگلیاں کانوں میں دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم میں وہ چال چل
اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑوں کا شونکی گردن زیر پا

رہگذر میں دفن کرنا اے عزیزان تم مجھے
شاید آجاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پائمال ہی ہے ہم خاکسار آتش لیے
گوش زد ہو وے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا | شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا
کریمی مین تری لشک ہو جیسے کا فرشتے | مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا
یہ دل لگانے مین مین نے مزہ اُٹھایا ہے | ملا نہ دوست نہ دشمن سے اتحاد کیا
بہا جو نرگس فتان یار سے سرمہ | ترمین سے نے چہرہ پر اوسکے قیر جہاد کیا
ہماری آہ سے لے منکر و حذر مانگو | ہوائے تُند نے کیا حال قوم عاد کیا
بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت | وگرنہ دل نے نہین کونسا فساد کیا
کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہے | جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا
حسد سے جل کے دبے پاؤن اُٹھ گئے اغیار | ہمارے نالون نے جیب کا رہ برق و باد کیا
عوض یہی ہے زمانہ مین راست بازی کا | سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا
یہی کہونگا خدا سے مین روز محشر کو | فراق یار نے ناشاد و نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا | کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
دل اپنا خون جو اے ساقی و شراب ہوا | ہوائے سرو سے کیا کیا جگر کباب ہوا
کنوئین مین یوسف کنعان کو پھینکا اخوان نے | نہ سمجھے مصر کے چلنے کا تیا تراب ہوا
گردش دل کی نہ بس حسرت ہم غوشی | فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا | بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

| | |
|---|---|
| ...جانا تھا غضب ہے نگہ کا تیر اے دل | تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا |
| ...ولا تا شام و سحر کس طرح نہ طالع پست | بلند سر سے مرے آب دیدہ ہوتا تھا |
| ...ریزیار نے برباد کر دیا ہم کو | غبار راہ غزال رسیدہ ہوتا تھا |

نہ آئی دامن وا بہ مین نیند اے آتش
درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

| | |
|---|---|
| دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے آب گہر سخن کا | دہن کو جو ہم دکھا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا |
| ہر ایک گلبن ہے نخل ماتم ہر ایک جو ہے تراب دیدہ | جو زخم گل سیر باغ کا ہے تو داغ بیماری چمن کا |
| نظر جو آجائے بید مجنون تو سرو دون مجنونکی باغ من... | جو دیکھون تیشہ تو سر کو پھوڑون خیال ہے تیشہ کوہکن کا |
| برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو | نہ بوکی کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھ کو لگا کفن کا |
| چھوا جو گیسوی عنبرین کو تو سانپ کھیلا فسون گویا | لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا |
| نگاہ اول مین چشم میگون پہ رنگ محفل کے دیکھ کر کون | وہ حال ہوے گا جو وقت آخر شرار... سخن کا |
| خراب مٹی نہو کسیکی کوئی نہ مرد و دو ستان ہو | جدا ہوا شاخ سے جو پتہ غبار خاطر ہوا چمن کا |
| جو حال پروانہ عشق مین ہے وہی محبت مین عالم دل | وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ جو سوختہ تو ہے پیرہن کا |
| جو بچیہ صحرا مین قیس دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اسیر | عبیر غربت جبین کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا |

نہ یہ نزاکت پری مین دیکھی نہ حور مین یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اس سے پہنا تو بوجھ اٹھا نہ گردن کا

| | |
|---|---|
| بلبل گلون سے دیکھیے تجھ کو بگڑ گیا | قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا |

۱۵

حیف کی جا ہے نہووے زمرّد جب اسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گرش گل رخسارہ الہ چشم نرگس سرو قد
باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقوں کے خون سے رہتی ہے یہ پُر خروش
دیدۂ مریخ جوہر ہے تری شمشیر کا

کاروان تک نہ زوامانذونکو پہونچایا گیا
اے جرس شاہد ہون تیری نالہ کی تاثیر کا

تکر قصرِ چرخ مین کیا مغبن ہوتے ہین اشک
سیل ارادہ کر رہا ہے کس کین تعمیر کا

اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے تیر کا

رتبہ پہونچا ہے خموشی سے یہ جہانگیر کا
جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گل تصویر کا

زندۂ جاوید مین قربانیان تیغِ عشق
سر کا کٹنا جانتے ہین پھوٹنا اکسیر کا

مثل خانہ دستر سرو ہین نعت پر ہوئے اگر
دعوت اپنی کردن بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنون کی طرح سے وہ درخت
عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی
زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سرخ باوصف سیہ کاری ہے رنگ دم را
سامنا ہوتا ہے کسکے عفو سے تقصیر کا

خط لکھونگا یاسمین اندام کو مین اے قلم
کہکشانی مین ہو دودۂ زرِ عین اکسیر کا

ہر شب آدینہ آیا ہے وہ طفل شمع رو
اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہے تسخیر کا

نوشش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق
پھول سے رنگین ہے پھولا ترے تیر کا

جوشِ وحشت میں بیابان کو گیا مانندِ روح
جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا

پاسِ الفت سے جنون میں بھی نہ کپڑے پھاڑے گئے
طوق بنکر میری گردن میں گریبان رہ گیا

اے صبا جا کے چمن میں تو یہ تو کہیو یار سے
باغ میں جا کر تو اے سروِ خرامان رہ گیا

دوستی ہوتی نہیں ہرگز فرومایہ کے ساتھ
روح جنت کو گئی جسمِ گلی بان رہ گیا

سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو یقین
موت سے اب تیر کے پلہ کا میدان رہ گیا

پہلے ہی پرزے اڑا ہوتے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقتِ بد میں اک گریبان رہ گیا

حسن میں بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہ گیا

بستیاں ہی بستیاں ہیں گنبدِ افلاک میں
سیکڑوں فرسنگ مجنون سے بیابان رہ گیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا مجھے
اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا

کر کے آرایش جو دیکھی اس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھیں ہو گئیں آئینہ حیران رہ گیا

راہِ الفت میں نہیں اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہِ کنعان رہ گیا

جانِ شیرین ہو فراقِ یار سے کیونکر عزیز
مرگ صد جان نہی فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغِ راہ جو سمجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غولِ بیابان رہ گیا

لاشہ اٹھوا کر نکرا اسکو بھی اس نے قاتل اجاڑ
ہے فقط آباد اک گنجِ شہیدان رہ گیا

کھینچ کر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل
شکر ہے گردن تلک آ کے احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا

پیشتر حشر سے ہوتی ہے قیامت برپا — جو چلیں چلتے ہیں خوش قد یہ چلن ہے کسکا

دستِ قدرت سے بنایا ہے تجھے اے محبوب — ایسا ڈھالا ہوا سانچے میں بدن ہے کسکا

کسطرح تم سے نہ مانگیں تمھیں انصاف کرو — بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہے کسکا

شادیٔ مرگ سے پھولا میں سمانیکا نہیں — گور کہتے ہیں کسے نام کفن ہے کسکا

دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کسکو — کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کسکا

مفسدے جو کہ ہوئے ان چشم سیہ کم ہیں — فتنہ پردازی جسے کہتے ہیں فن ہے کسکا

ایک عالم کو ترے عشق میں سکتا ہوگا — صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کسکا

حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو — پھر یہ عناب لب و سیبِ ذقن ہے کسکا

گلشنِ حسن سے بہتر کوئی گلزار نہیں — سنبل اسطرح کا پر پیچ و شکن ہے کسکا

باغِ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت — باغبان کون ہے اسکا یہ چمن ہے کسکا

خاک میں اسکو ملا دو نہ سے برباد کرو — جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کسکا

سرو سا قد ہے نہیں ہے نظر کا سیرے — گل سا رخ کسکا ہے غنچہ سا دہن ہے کسکا

کیون نہ بیساختہ بندی ہوں اداجان سی ناز — قدرت اللہ کی بیساختہ پن ہے کسکا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو — ہم غریبوں کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کسکا

یار کو تم سے محبت نہیں لو اے آلستر — خط میں القاب یہ پھر مشفق من ہے کسکا

روزِ مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ ساں داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

[illegible]شکین نے کیا اندھیر روئے یار پر — روئے روشن دیدۂ عاشق میں کالا کر دیا

یارگار رخسارۂ رنگین ہے آتش رشک باغ
جیب نقاب اولٹا در گلزار کو وا کر دیا

[illegible]ر نفس ہے پیش چشم اس روئے روشن کا — نگہبان برق کو میں نے کیا ہے اپنے خرمن کا
[illegible]ے مقصود دل پردہ دری ہے عیب پوشی میں — گریبان پھاڑ کر کرتا ہوں میں پیوند دامن کا
[illegible]ع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہے — خم شمشیر معشوقوں کا ہنسوڑا ہے گردن کا
[illegible]یا دل نے لیجا کر مجھے قعر زنخدان میں — لکھا تھا ڈوبنا قسمت میں میری چاہ گلشن کا
[illegible]ت وضعوں کا احسان کھینچا ہے داغ پیشانی — نشان مٹتا ہے روئے زخم سے کب تار سوزن کا
[illegible] قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے — رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
[illegible]ن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان میں — قدم باد بہاری ہے مری قاتل کے توسن کا
[illegible]یب بے مروت سے ہے عرض حال لاحاصل — نہ بخشے نفع ہرگز کو سنا کچھ سرد آہن کا
[illegible]ۂ جلاد تکتا ہوں زبس میں تیری زندان میں — نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہیں
چراغ بادہ اے آتش نہ ہو محتاج روغن کا

[illegible]دب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا — سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
[illegible]نغضب ہے جان کو پہلو میں مینا دل سے دشمن کا — محل خوف ہے ہمسایہ قصاب برہمن کا
[illegible]ہو یا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر — ہمارے اوسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

یہ سنی یار نے اک بات سخن ساز ونکی
رہ گئے کھول کے منہ مفسد پر داز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

برہمن کھولے ہی گا بتکدہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہیں کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہیں حسینان جہان ساز اپنا

مرغ دل صیدگہ عشق چلا ہے دیکھیں
طعمہ کرتا ہے اسے کون سا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہیں مطلق آتش
نہ تو انجام سے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہیں گو لے فلک تب ہے مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ میں الجھا سبزۂ گوش یار کا
ہوگیا سنگ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا بے صوت جو دم ہے سو ہے باد مراد
عزم ہے کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اڑتا ہوں اب
یاد آتا ہے کف پا میں کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھی
ٹوٹنا ممکن نہیں ہے آنسوؤں کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگین
رزق قسمت نے دیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل ہے دوا اے مرض عشق تری
تھامنا ممکن نہیں گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہنچ سکتا نہیں
اور فرط شوق ہے یاں زخم دامندار کا

پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
ہر شجر ان باغ میں لاتا ہی پھل تلوار کا

ہیچ ہے غمخواری بسیار عذاب جاں ہے
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو میں اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے دیا

ہوا ہے عشق ہمکو اُسکے تنِ پاک سے پیدا
کیا ہے نور کے ملبوس کو جیسے تاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اسکو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہرِ ادراک سے پیدا

ہمارے حلق میں دن رات ذکرِ ذاتِ قدسی ہے
قضا کی ہے یہ تسبیح خاکِ پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اوس محبوب کے خط لکھتے ہیں عاشق
عریضے ہوتے ہیں چار نظر کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہوں ایجان جاں تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سے ناک سے پیدا

بجا ہے موافق ہو طبیعت کیوں نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے ہر تحفہ کو امساک سے پیدا

تری تیرِ نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا چھوٹا
نہ کی وابستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونیکا نہیں غم ہی تو یہ غم ہے
نہ ہو گا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہے سمجھتے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہو گا گردشِ افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوب عاشق اسکو کہتے ہیں
ہوئی ہے بوئی یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق میں آتی ہے برسوں سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

بلائیں جان عالم ہو گئی ہیں تیری لٹوں نے
قرابت کی ہے مارِ شانۂ ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کر سکتے عاجز ہو کے دو محسن
کیا ہوں سات سو ظالم جو افلاک سے پیدا

دلِ صد پارہ کے ہر پارہ پہ نقش محبت ہے
کہاں ہو سکتے ہیں ایسے کہیں چکاک سے پیدا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک مجھ کو تو اتر سن حل مین ہوتا — شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا
وعدۂ وصل کہان عاشق بے صبر کہان — کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا
بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے — واقعی زور نہین پنجۂ اشل مین ہوتا
عید نوروز ل اپنا بھی کبھی خوش کرتے — یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا
عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی — دخل منزور ہے سلطان کے محل مین ہوتا
سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے — عید مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا
داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن — جلوہ گر جیسے ہی شیشے کے کنول مین ہوتا
آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز ابھی مین — امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

غزل و نصب او سکوت روز ہے منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

۴۲

خاک مین ملکے بھی مین اسکو نہ دشمن سمجھا — گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چوٹ جو دل کو لگی اسکے سہی سے بی یار — خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون — کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
بسکہ تھی اس سے عیان سینہ غارت کی صفا — جو ہر آئینہ کو مین نے دل روشن سمجھا
زلفین سنبل مین تو پھر نرگس شہلا آنکھین — جسنے دیکھا ترے ٹکڑے کو وہ گلشن سمجھا

| | |
|---|---|
| مری طرف جو اُنھین کھینچی کشش دل کی | بُتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا |
| کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا | کوئی خریدے کو ٹوٹا پیالہ کیا کرتا |
| عروس دہر سے بوسے وفا نہین آتی | بھلا مین بکر کا اسکے ازالہ کیا کرتا |

سہ دو ہفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پیکے شراب دو سالہ کیا کرتا

| | |
|---|---|
| ایک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا | دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا |
| تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے | آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا |
| تیر باران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز | رہ گیا دہقان دعاے ابر رحمت مانگتا |
| داغ لگتا تھا جنونکو کیا وطن مین گو مین | چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا |
| دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار | کاش عزرائیل بھی تیری صورت مانگتا |
| دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت | گو مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا |
| مہر رخ عالم فروز یار عزرائیل بھی | شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا |
| آگے میری خاک پر دستے حسینان بہشت | مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا |
| روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین اُنھین | سیم تن محبوب ہنسنے مین جو دولت مانگتا |
| حسن کا افسون دکھاتا معجزہ روح اللہ | نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا |
| یار کے دل مین کدورت آئی ہی تھی تو مین | دو گھڑی دل کھولکر رونیکی فرصت مانگتا |
| کبھی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے | زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا |

| | |
|---|---|
| زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف | قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا |
| اڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر | مہمیز کسکو کہتے ہین اور تازیانہ کیا |
| زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک | بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا |
| چارون طرف ہے صورت جانان ہو جلوہ گر | دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا |
| صیاد اسیر دام رگ گل ہے عندلیب | دکھلا رہا ہے چھپکے اسے آب و دانہ کیا |
| طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال | ہم سے خلاف ہوکے کریگا زمانہ کیا |
| آتی ہے کس طرح سے مری قبض روح کو | دیکھون تو موت ڈھونڈھتی ہے بہانہ کیا |
| ہوتا ہے زرد سنکے جو نامرد مدعی | رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا |
| بے یار ساز وار نہ ہوئیگا گوش کو | مطرب ہمین سناتا ہے اپنا ترانہ کیا |
| صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ | بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا |
| ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار | جب تیر کج پڑیگا اڑیگا نشانہ کیا |
| بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین | مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا |

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

| | |
|---|---|
| بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا | بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا |
| مرغان باغ آتش گل نے جلا دئے | صیاد دل کے ہاتھ چمن سے نکل گیا |
| پیک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین ہے | بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا |

| | |
|---|---|
| کردیا مدہوش گردون کی صراحی نے مجھے | تاک نے جام شراب تند سے طوفان کیا |

دست و بازو کے تصور میں ترا آتش میں نے دل
پاے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

| | |
|---|---|
| غبار راہ ہو کر چشم مردم میں محل پایا | نہال خاکساری کو لگا کر میں نے پھل پایا |
| برنگ شمع ہم سوختون نے بزم عالم میں | زبان کھولی نہ لیکن بات کرنیکا محل پایا |
| کشاکش دم کی ہار آستین کا کام کرتی ہے | دل بیتاب کو پہلو میں اک گل کے تل پایا |
| نظر آتے ہیں خال عنبرین گرد لب لعلین | سیاہ زنگ نے شہر شکرستان میں عمل پایا |
| لگی بھبھر و کے کوئی یا ربیون زلف کی دل کی | گرہ کھلا جیسے مفلس نے کھڑے گھٹا آہ کی کلیا پایا |
| غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری میں | تری امداد سے آرام ہم نے ای اجل پایا |
| شکستہ دل نہ ہو انسان عرض ہستی کا لیتا ہے | موافق رند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا |
| نہ چھیا تا تھا جیسے کی سیر کو ہمراہ رقیبون کے | دل عاشق کے توڑنے سے بھلا کیا تمنی پھل پایا |
| رعونت کو کسی شی پر ہے ان نزاکت پر | حصیر کہنہ دیکھا دست خسنا کے مثل پایا |
| غضب ہے منزل ہستی میں آسایش طلب ہونا | ہجوم خواب سے رہرو نے ہے آخر خلل پایا |
| زیارت ہونی ہی سر دار سے اشرون سا نہیں | زیادہ تر مزاج یار سے زلفون میں بل پایا |

ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی میں اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

| | |
|---|---|
| مری آنکھون کے آگے آئینہ کیا خوشمین رہا | ہمیشہ صورت ساحل رہا آغوش میں دریا |

عالم حسن خداداد بتان ہی کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہی کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی سیلاب در وہی رنگ نشان ہی کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہی کہ جو تھا

ایک عالم مین ہو ہر چند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہی کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر دلستان ہی کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تجھے شرم آئی لگی
عارضی حسن کا عالم وہ کہان ہی کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت دل کہتے ہین
بے یقینی کا وہی ہمکو گمان ہی کہ جو تھا

آخر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہی کہ جو تھا

دہن اس روئے کتابی مین ہے پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہی کہ جو تھا

کعبۂ مد نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہی کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
متلاشی وہ ترا آب روان ہی کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہی کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہے باتین وہی سنتے سنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہی کہ جو تھا

بارے خم مستونکے ہوتی کا جو عالم ہے سوا
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہی کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین اسمین لیکن
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہی کہ جو تھا

بیخبر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز دوان ہی کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب جل سے ہلو
اسکا افسانہ میان رمضان ہی کہ جو تھا

محبت کا تہی بندہ ہر اک کو ای نعیم پایا | برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری رہ مین | تو اوس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
سجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری | یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی ہم نے خم پایا
نشانہ تیر ہمت کا ہے سیر اختر طالع | اٹھاون داغ مین تو آسمان سمجھو رسم پایا
ہزارون حسرتین جا وینگی ہمرے ساتھ دنیا سے | شرار و برق سے بھی عرصہ ہستی کو کم پایا
سوا رنج کچھ حاصل نہین ہے آخر ایسے مین | غنیمت جان جو آرام تو نے ایک دم پایا
نظر آیا تماشا جہان جب بند کین آنکھین | صفائی قلب سے پہلو مین ہم نے جام جم پایا
جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے | کبھی برق غضب اوسکو کبھی ابر کرم پایا
فراق انجام کا آغاز وصلت کا بلا شک ہے | بہت ڈھونڈا مین نے درج فن لعبت ... پایا
ہر اک جوہر مین اوسکا نقش پائی رفتگان سمجھا | دم شمشیر قاتل جادہ راہ عدم پایا
نماز کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے | تری چشم سیہ کو ہم نے آہوی حرم پایا

ہوا ہے گر نہ خط شوق کا سامان ہم رست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

لیا داد خواہ ہو کوئی اوسکے قتیل کا | عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا
کس طرح سے ہووے رہ عشق دیکھئے | سنگ نشان کا وخل ہے اسمین نہ میل کا
راہ مین کو جاتے ہین خاموش قافلے | ہر جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا
آوارہ ہو نہیں کوئی منزل کے شوق مین | رہزن ہے ہر قدم ... جرس ... دلیل کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دستگیر عاشق ہمیشہ دو زلفوں کا ہو
گرفتار آہنی زنجیر کا ہے وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا

فراق یار میں مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی زر تحفہ کو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر وارثوں کا کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر سے انجام بلبل کو رہائی کا

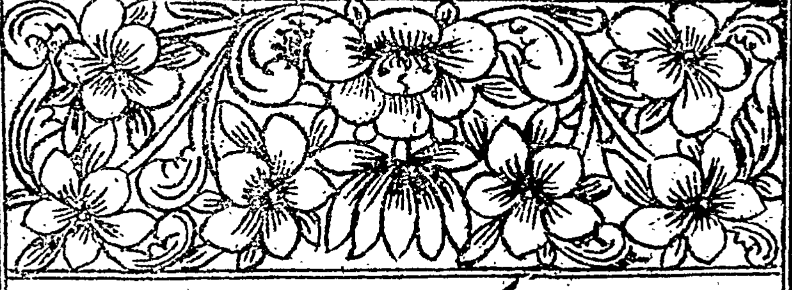
وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہیں ہے گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہیں ہے یار عاشق کو
شکار اب تک نہیں دیکھا کہیں تیر ہوائی کا

بعون عنایت ملک مستعان فضل خلاق زمین و زمان



# کلیات آتش



در مطبع نامی منشی نولکشور کانپور بزیور طبع مطبوع شد

فہرست کتب

اس مطبع مین ہر علم وفن کی ایک ہزاد کتب کو چھاپنے ... لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ... سے شائقان اصلی کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ... ان تین صفحہ سادہ مین کلیات ... دوواوین اُردو و دوواوین فارسی ... باب ہے اُس فن کے اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

## کلیات ودواوین اُردو

کلیات انشاءاللہ خان از نتیجہ طبع شاعر نامی میر انشاء اللہ خان-

کلیات نساخ- عمدہ کلیات جس مین نادر رسائل شامل ہین-
۱- شاہد عشرت (۲) سخن شعرا (۳) اشعار نساخ (۴) مرغوب دل (۵) دفتر بے مثال (۶) گنج تواریخ (۷) چشمہ فیض (۸) قند پارسی (۹) زبان ریختہ (۱۰) قطعہ منتخب
از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبدالغفور خان بہادر

کلیات سودا- قصائد و مثنویات ودواوین ورباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع سودا

کلیات نظیر اکبرآبادی

کلیات تراب- مجموعہ جس مین چند کتاب ہین ۱- دیوان- ۲- مثنوی عاشق صنم ۳- ...

شجرۂ نادریہ-

کلیات ناسخ- طبعزاد سخنور نامی شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی-

کلیات تسلیم- جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہے از جوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

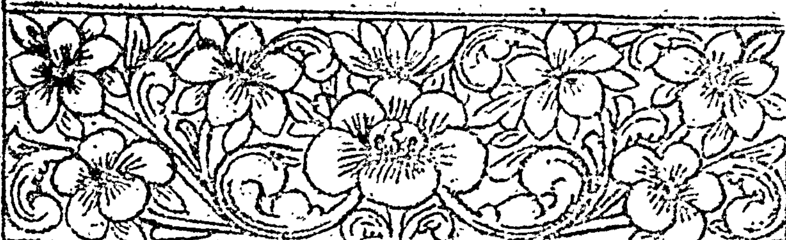
کلیات ظفر ... م چار جلد ... دوم یکجائی-
جلد ... چہارم یکجائی-

کلیات مومن خان ...

بہارستان سخن- اسمین تین استادون کا کلام ہے اسطرح دہم ردلیف وہم قافیہ غزلین ۱- شیخ امام بخش ناسخ ۲- خواجہ حیدر علی آتش ۳- مہدی حسین خان آبادی-

دیوان رند- مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش-

دیوان گویا- از طبعزاد رسالدار فقیر محمد خان گویا





# کلیات آتش



